موسیقی

اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

ڈاکٹر گوہر مشتاق

(ایڈیٹر سنگ میل، امریکہ)

موسیقی

اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

ڈاکٹر گوہر مشتاق

اذان سحر پبلی کیشنز

منصورہ ملتان روڈ لاہور فون: 042-543 5667

جملہ حقوق محفوظ ہیں!

نام کتاب	:	موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں
مصنف	:	ڈاکٹر گوہر مشتاق
ناشر	:	عباس اختر اعوان
		اوان سحر پبلی کیشنز، منصورہ۔ ملتان روڈ لاہور
اشاعت سوم	:	مئی 2014ء
مطبع	:	رانا پرنٹرز، لاہور
قیمت	:	140 روپے

ملنے کے پتے:

- ..... دی بک ڈسٹری بیوٹرز، کراچی، 021-27871 37
- ..... مسٹر بکس، سپر مارکیٹ، اسلام آباد فون 051-2278843,2278845
- ..... اسلامی کتاب گھر، خیابان سرسید، راولپنڈی 051-4830451
- ..... علی بک شاپ، کمیٹی چوک راولپنڈی 5530352
- ..... احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک راولپنڈی
- ..... اولڈ بک کارنر پیرس پلازہ کمرشل مارکیٹ راولپنڈی 4421666
- ..... مکتبہ تبلیغ اسلام، الاکرام بلڈنگ راولپنڈی 5962137
- ..... النور اسلامک بکس۔ سنگاپور پلازہ۔ صدر۔ راولپنڈی 5794605
- ..... ادارہ تطہیر افکار، جی ٹی روڈ، پشاور۔ 091-262407

فہرست

☆..... عرض ناشر		6
☆..... پیش لفظ	ڈاکٹر احمد حسین صقر	7
☆..... کلمات تحسین	شیخ عبدالرحیم گرین	8
☆..... ابتدائیہ	امام طاہر انور	9
☆..... حرف آغاز	ڈاکٹر گوہر مشتاق	10
☆..... تعارف مصنف		15
باب اول: موسیقی! قرآن اور حدیث کی روشنی میں		17
☆..... موسیقی اور گانے بجانے کے متعلق قرآن کا فیصلہ		20
☆..... موسیقی اور گانے بجانے کے متعلق حدیث کا فیصلہ		24
☆..... حضور ﷺ کی زندگی سے ایک واقعہ		31
باب دوم: موسیقی کے انسانی جسم پر اثرات کے متعلق سائنسی تحقیقات		32
☆..... موسیقی اور جذبات کا تعلق سائنس کی روشنی میں		33
☆..... موسیقی کے انسانی جسم پر بائیولوجیکل اثرات		36
☆..... موسیقی کے انسانی ذہن پر حیاتیاتی (Biological) اثرات		39
☆..... جنسی خواہشات کو ابھارنے میں موسیقی اور گانے کا کردار		42
☆..... انسانی جسم اور خود فریبی (Self-Delusion)		45
☆..... انسانی دل کی دھڑکن اور موسیقی کی موزونیت (Rhythm)		47
☆..... کانوں کے راستے دل کی زنگ آلودگی اور تباہی		48
☆..... موسیقی سے کانوں کو پہنچنے والا نقصان		53
باب سوم: جنسی بے راہ روی، نشہ یات اور موسیقی		56
☆..... غنا، اور زنا میں تعلق		57
☆..... موسیقی اور منافقت میں تعلق		62
☆..... موسیقی اور نشے میں گہرا تعلق		64

☆---- عوام کو فریب دینے میں موسیقی کا کردار 73
☆---- فلمی صنعت میں موسیقی کی اہمیت 76
☆---- اشتہارات کی صنعت میں موسیقی کی اہمیت 79
باب چہارم: موسیقی نے مجھ سے ایسا کروادیا 82
☆---- کلاسیکی موسیقی اور پاپ موسیقی کا موازنہ 79
☆---- والدین کے خلاف جوان نسل کی سرکشی میں موسیقی کا کردار 86
☆---- نوجوانوں کی خودکشی میں موسیقی کا کردار 90
☆---- موسیقی کے اثرات کے تحت ہونے والے خودکشی کے چند واقعات 94
☆---- (نفس) تحت الشعور کی گمراہی میں موسیقی کا کردار 96
☆---- عورت کو جنسیات کے آلہ کے طور پر پیش کرنے میں موسیقی کا کردار 100
☆---- موسیقی اور ٹیلی ویژن کا اتحاد ---- ظُلُمٌ عَلٰی ظُلُمٰتٌ 106
☆---- حدیث نبوی ﷺ کی ایک پیشین گوئی ---- 108
باب پنجم: کیا موسیقی حرام ہے؟ 111
☆---- موسیقی سے متعلق صحابہ کرامؓ کا نقطہ نظر 111
☆---- آئمہ اربعہ اور دوسرے اسلامی سکالرز کی رائے 113
☆---- ایسے حالات جن میں گانے کی اجازت ہے 121
☆---- موسیقی کے سننے اور گانے بجانے کے متعلق قانونی حکم 123
باب ششم: اسلامی موسیقی کے حق میں ہونے والے مباحثے کا تنقیدی تجزیہ 125
☆---- اسلام میں موسیقی کی ممانعت اختلافی مسئلہ نہیں ہے۔ 127
☆---- غیر ارادی طور پر موسیقی کا سننا 131
☆---- عمومی اعتراضات کے جوابات ---- 132
☆---- دو لڑکیوں کا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گانا سنانا 137
☆---- اسلام کے نام پر Pop culture 140
☆---- اسلامی تصوف اور موسیقی 144

☆---- موسیقی اور اسلامی عبادات 146
☆---- اسلامی محفلوں میں موسیقانہ تقریبات کے ذریعے چندہ اکٹھا کرنا 147
☆---- اسلام میں جائز تقریبات 150
☆---- موسیقانہ تقریبات کے بغیر اسلامی محفلیں ۔چند مثالیں 152
☆---- اسلام کا طریقہ، بدائی کو سر اٹھانے سے پہلے ہی دبا دو! 153
☆---- موسیقی ہماری روح میں ایک خلا اور بے حسی / لاپرواہی پیدا کرتی ہے! 156
☆---- بیماریوں کی شفاء۔ تلاوتِ قرآن 161
باب ہفتم: موسیقی اور معاشرہ 171
☆---- موسیقی اور قوموں کی زندگی 177
☆---- دہلی کی شاہی عدالت میں مباحثہ ۔کون سی عورت اچھی ڈانسر ہے؟ 180
☆---- نواب واجد علی شاہ کا موسیقی اور گانے بجانے کا شوق 180
☆---- گویوں اور موسیقاروں کی عبرت آموز زندگیاں 181
باب ہشتم: سچی توبہ کرنے والوں کے قصے 184
☆---- سچی توبہ کے ذریعے ایک گناہ گار کے عالم بننے کا واقعہ 186
☆---- امام مالکؒ کی زندگی میں فیصلہ کن موڑ 187
☆---- عمر ابن عبدالعزیزؒ کی اپنے بیٹوں کے استاد کو ایک نصیحت 188
☆---- ڈاکٹر بلال فلپس، نائٹ کلب سے اسلامی فقہ میں پی ایچ ڈی تک کا سفر 190
☆---- مصری نگہ کاروں اور رقاصاؤں کی توبہ کے واقعات 193
☆---- جنید جمشید، پاپ میوزک سے اللہ کے راستے تک 195
☆---- شیخ یوسف اسٹیٹس ۔موسیقی کے بزنس سے تبلیغ اسلام تک 198
باب نہم: اختتامی کلمات 200

عرض ناشر

الحمدللہ، اس کتاب کی اشاعت کے ساتھ ہم اپنے ادارے کی کتب میں ایک ایسی قیمتی کتاب کا اضافہ کر رہے ہیں جس پر ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ موسیقی کے ہولناک نقصانات پر اردو زبان میں لکھی گئی یہ سب سے مفصل کتاب ہے جس میں اسلام و دیگر تہذیبوں کے ساتھ ساتھ موسیقی کے حامیوں کی آراء پیش کر کے واضح کیا گیا ہے کہ موسیقی کی ہر شکل انسانیت کے لئے نقصان دہ ہے، جس سے صرف شیطان کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ گمراہی کی طرف لے جاتی ہے اور انسان کو جہنم کی غذا بنا ڈالتی ہے۔ ڈاکٹر گوہر مشتاق کی یہ شاندار تخلیق اردو لٹریچر میں ایک خوبصورت اور جذباتگیز اضافہ ہے۔

موسیقی کے جتنے زیادہ نقصانات ہیں، اس کا قلع قمع کرنے کیلئے اس قدر زیادہ کوشش نہیں کی جاتی۔ حالانکہ جتنا کام برائی کو پھیلانے کے لئے شیطان کے ایجنٹ کر رہے ہیں، اہل ایمان کو کم از کم اتنا کام تو نیکی کو پھیلانے کا کرنا چاہئے۔ چند سال قبل پنجاب میں آئی جی جہانزیب برکی نے اس وقت پبلک ٹرانسپورٹ میں میوزک پر پابندی لگا دی تھی، جب لاہور سے گجرات جانے والی ایک کوسٹر بیلا بی نالے میں گرنے سے تیس سے زیادہ افراد جاں بحق ہو گئے تھے۔ اس گاڑی کے ڈرائیور نے اونچی آواز میں میوزک لگا رکھا تھا۔ بعض مسافروں نے اسے میوزک بند کرنے کو کہا لیکن وہ موسیقی کے زیر اثر کسی اور ہی دنیا میں تھا۔ اس نے کسی کی نہ مانی اور خود بھی زندگی سے محروم ہوا اور اگلی گاڑی کے مسافروں میں سے بھی تین چار افراد کے علاوہ کوئی نہ بچ سکا۔ میوزک کی مدہوشی میں ہونے والے حادثات میں سے یہ ایک واقعہ تھا، اس واقعے کے چند روز بعد ہی وہاں پابندی بھی ہوا ہو گئی جو آئی جی پنجاب نے لگائی تھی۔

ہم اس کتاب کے قارئین سے گذارش کریں گے کہ وہ کم از کم ایک ایسے فرد تک یہ کتاب ضرور پہنچائیں جو موسیقی کا رسیا ہو اور اسکے ذریعے موسیقی کا زہر دوسروں کے کانوں میں اتر رہا ہو۔ پھر جب اسے ہدایت حاصل ہو جائے تو وہ بھی اس کتاب کو کم از کم ایک اور فرد تک پہنچائے، یوں انشاءاللہ ایک کے بعد دوسرے فرد تک ہدایت کا نور پہنچتا جائے گا اور معاشرتی اصلاح کی ایک مضبوط لہر پیدا ہو جائے گی۔ اس مقصد کیلئے رعایتی قیمت پر کتابوں کی فراہمی کا فریضہ ہم انجام دیں گے۔

عباس اختر اعوان

پیش لفظ

موسیقی کے متعلق ڈاکٹر کوہر مشتاق کی یہ کتاب دنیا کے ہر طرح کے لوگوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہے، چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ..... بوڑھے ہوں یا جوان ..... پڑھے لکھے ہوں یا طالبعلم ..... جو موسیقی کو پسند کرتے ہیں اور جو اس کے خلاف ہیں اور بالخصوص ان لوگوں کے لیے جو اسلام میں موسیقی کی حیثیت اور پوزیشن جاننا چاہتے ہیں۔

مصنف نے کتاب میں مذہب، عمرانیات، سائنس، میڈیکل اور تاریخی میدانوں سے حوالہ جات اور معلومات جمع کر دی ہیں۔

یہ کتاب یقیناً ایک منفرد کاوش ہے۔ میں ہر لڑکے لڑکی اور مرد و عورت کو تلقین کروں گا کہ وہ یہ کتاب پڑھیں تا کہ ان کی موسیقی کے متعلق غلط فہمیاں دور ہوں۔ آپ لوگوں سے استدعا ہے کہ آپ قرآن کی تلاوت اور قاری کی خوبصورت آواز کی حلاوت کو محسوس کریں۔ قرآن کی تلاوت مومنین کے دلوں کو چھوتی ہے اور انہیں نیک کاموں پر اُبھارتی ہے۔ تلاوت قرآن سنتے ہوئے یقیناً لوگوں پر کپکپی طاری ہوتی ہے۔ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کا ہلڈ پریشر بہتر ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کتاب میں سائنسی دلائل کی روشنی میں یہ بات ثابت کی گئی ہے۔

اللہ کی آپ سب پر رحمت ہو۔ آمین۔

ڈاکٹر احمد حسین صقر

(امریکہ میں مقیم لبنانی عالم اسلام، جو بائیو کیمسٹری میں پی ایچ ڈی بھی ہیں)

کلماتِ تحسین

میں نے آپ کی کتاب ختم کرلی ہے اور تمام حمد وثنا اللہ کے لیے ہے آپ نے ایسی کتاب لکھی ہے جو ہر قسم کے لیے دلچسپی کا سامان لیے ہوئے ہے۔ اس کے اندر قرآن اور حدیث اور مختلف مکاتب فکر اور مذاہب فقہ کے علماء کی طرف سے دلائل موجود ہیں اور جو شخص بھی اللہ کے احکامات کی اطاعت کرنا چاہتا ہے اور اسکی نافرمانی سے دور رہنا چاہتا ہے اسکے لیے یہ کافی ہیں۔

مزید برآں اس کتاب میں انسان پر موسیقی کے اثرات کے متعلق سائنسی تحقیقات بھی موجود ہیں۔ سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں اور شکوک واعتراضات کو رفع کیا گیا ہے اور توبہ کرنے کے خواہش مند مسلمانوں کے لیے ولولہ انگیز سچے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

یہ ایک ایسی کتاب ہے جسکی ایسے وقت میں شدید ضرورت تھی جبکہ ہم میں سے بہت سے لوگ اپنے نفس اور اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کو بھول چکے ہیں۔ اور قرآن وسنت سے چمٹے رہنے کی بجائے اپنی نفس کو موسیقی اور گانے بجانے کے ذریعے خوراک دیتے ہیں جبکہ موسیقی شیطان کی اذان ہے اللہ ہم سب کی ہدایت کے راستوں کی طرف رہنمائی کرے آمین۔"

شیخ عبدالرحیم گرین

(آپ برطانیہ کے نومسلم ہیں جنہوں نے 1980ء کی دہائی میں اسلام قبول کیا، جید علماء سے اسلامی علوم حاصل کئے اور آج برطانیہ میں نور اسلام پھیلا رہے ہیں)

ابتدائیہ

ایک ایسے موضوع پر شدید مطلوب کتاب جس موضوع کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔ موسیقی کے منفی اثرات کو نہایت عملی انداز میں بیان کیا گیا ہے موسیقی کی حرمت کے موضوع پر عرصے سے ایک کتاب کا انتظار تھا اور ڈاکٹر گوہر مشتاق نے اس موضوع کو تفصیل سے شاندار طریقے سے بیان کیا ہے۔ بہت سے لوگ اس بات کا اندازہ نہیں کرتے کہ موسیقی کے سننے والے پر بہت سے منفی معاشرتی اور اخلاقی اثرات مرتب ہوتے ہیں جو جذبات خود منشیات جنسی بے راہ روی اور خودکشی کے ساتھ جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور یہ تمام چیزیں کسی قوم اور معاشرے کے زوال کا سبب بنتی ہیں موسیقی کو کئی قوموں اور گروہوں کو کنٹرول کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ان تمام امور کے متعلق تحقیق کو اس کتاب میں نہایت خوبصورت انداز میں سمویا گیا ہے۔

المختصر تمام آیات قرآنی، احادیث رسولؐ اور اقوال علماء جو کئی کتابوں میں بکھرے پڑے تھے انہیں ایک کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے یہ کتاب ہر اس شخص کے لیے پڑھنا لازمی ہے جو صدق دل سے موسیقی کی حرمت اور اس کے زہر آلود اثرات کے متعلق ٹھوس تحقیق کا متلاشی ہے۔

امام طاہر انور

(امریکہ میں کیلیفورنیا کی ایک مسجد کے امام اور عالم اسلام)

حرف آغاز

انسان ایک معاشرتی مخلوق ہے یہ بچے اردگرد کے ماحول سے اثر قبول کرتا ہے۔فطرت کے علاوہ ماحول و تربیت بھی انسان کی شخصیت پر انمٹ نقوش مرتسم کرتے ہیں۔اس پر مزید ستم یہ کہ انسانوں کی اکثریت اپنی فطری کاہلی کی وجہ سے چیزوں کو گہرائی میں دیکھنے کی عادی نہیں ہوتی۔اس کے ذہن یہ سوال نہیں کرتے کہ آیا ان کے اردگرد جو کچھ ہو رہا ہے وہ حق ہے یا باطل۔ان کا طریقہ وہی ہوتا ہے جو انگلش کے مقولے میں یوں ہوتا ہے۔" Seeing is believing یعنی جو دیکھا اس پر ایمان لے آئے۔"

موجودہ زمانے میں جبکہ سائنسی ایجادات نے بہت تیزی سے ترقی کی ہے ایک چیز جس کا جنون تیزی سے پھیلا ہے وہ موسیقی اور گانے بجانے کا رواج ہے۔آج موسیقی اتنی عام ہو چکی ہے کہ اکثر مسلمان موسیقی سنتے ہیں لیکن اس چیز کی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ دیکھیں کہ اسلام کا موسیقی کے متعلق کیا حکم ہے۔اس کے باوجود آج مسلمانوں کی نوجوان نسل کے دل میں گناہ کی چند باتیں کھٹکتی ہیں۔اس لیے آج ہم سی اسلامی کانفرنس یا کنونشن میں جائیں تو علماء سے تین سوالات ضرور کیے جاتے ہیں۔

1 اسلام میں حجاب کا کیا حکم ہے؟ کیا چہرے کا پردہ کرنا چاہیے۔یا نہیں؟
2 اسلام میں موسیقی کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ حلال ہے یا حرام؟
3 کیا اسلام میں داڑھی رکھنی ضروری ہے؟

حدیث کے مطابق گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے۔آج جبکہ ماڈرن زدہ اور مغرب خواہ حکومتی علماء نوجوانوں کو کئی علماء کا موسیقی کے حلال ہونے کا فتویٰ دے بھی دیتے ہیں پھر بھی مسلمان نوجوان ہر کانفرنس میں یہ تین سوالات علماء سے بار بار کرتے ہیں کیونکہ یہ حجابی

کا گناہ، موسیقی سننے کا گناہ اور داڑھی نہ رکھنے کا گناہ ان کے دل میں کھٹک مسلسل پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہ بات بذات خود اس چیز کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کو ہم جائز نہیں کہہ سکتے۔ حدیث مبارک میں ہے

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، جس سے آپ نے فرمایا

جئت تسأل عن البر قلت نعم قال استفت قلبک البر ما اطمأنت إليه النفس و اطمأن إليه القلب و الإثم ما حاك في النفس و ترددّ في الصدر و إن أفتاك الناس و أفتوك (مسند احمد

(احمد بن حنبل المسند عالم الکتب، بیروت، ۱۹۹۸ء، ج ۶، ص ۱۷۴، رقم ۱۸۱۶۹)

"تم مجھ سے نیکی کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا استفت قلبک۔ یعنی اپنے دل سے فتویٰ طلب کرو۔ نیکی وہ ہے جس کے متعلق روح مطمئن ہو اور دل مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو روح میں بے چینی پیدا کرے اور دل میں کھٹکے، چاہے لوگ تجھے بار بار اس گناہ کے حق میں دلیل دیں"۔ (مسند احمد)

دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا

البر حسن الخلق و الإثم ما حاك في صدرك و كرهت أن يطلع عليه الناس

(صحیح مسلم، کتاب البر بروایت نواس بن سمعان)

"نیکی اچھے اخلاق اور اعمال ہیں اور گناہ کا کام وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تم یہ ناپسند کرو کہ دوسرے لوگ اسے دیکھیں۔"

یہ دلچسپ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ مسلمانوں میں اٹھنے والے مغرب زدہ علماء، دیگر سنگی اختلافات کے علاوہ بالخصوص ان تین مسائل میں قرآن و حدیث کے بالکل خلاف پوزیشن ضرور اختیار کرتے ہیں تاکہ مذہب سے بیزار مسلمان ان کے ساتھ شامل ہو سکیں

اور حکومت وقت بھی ساتھ ساتھ خوش ہو جائے۔ دراصل جن مسلمانوں کے دل ایمان سے خالی ہوں، جیسے کہ اُن Modernist مسلمانوں کے ہوتے ہیں، وہی ایسی چیزوں سے دھوکہ کھاتے ہیں۔

عبداللہ بن عباسؓ نے حضور ﷺ کے طریقہ تعلیم کے متعلق فرمایا تھا

تعلمنا الایمان ثم تعلمنا القرآن۔ (جامع البیان فی تاویل القرآن۔ ابوجعفر ابن جریر طبری بیروت 1992ء)

یعنی (ہمیں حضور ﷺ نے پہلے ایمان سکھایا، پھر قرآن سکھایا)۔

جب دل میں ایمان ہوتو نہ حجاب کرتے ہوئے کوئی مشکل پیش آتی ہے ورنہ موسیقی سے بچتے ہوئے۔ لیکن یہ ایمان دراصل حضور ﷺ کی ذات سے سچی محبت سے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہم انبیاء کرام کی زندگیاں دیکھیں تو ہم نوٹ کریں گے کہ ان سب نے موسیقی میں مروج برائیوں کے خلاف آواز اٹھائی اسی لیے کوئی نبی یا رسول ؑ کبھی اپنے لوگوں میں اس طرح مقبول نہیں ہوا جس طرح آج کے سیاستدان ہوتے ہیں۔

مثلاً اگر حضرت شعیب ؑ اپنی قوم کو ہم جس پر ان کے گناہ کے خلاف سرزنش کرتے تو ان کی قوم شاید انہیں اپنے کاندھوں پر اٹھاتی۔ کیونکہ یہ بڑائی قوم شعیب میں موجود ہی تھی لیکن حضرت شعیب ؑ نے معذرت خواہانہ انداز اختیار کئے بغیر اپنی قوم کو ان میں مروج برائی یعنی ناپ تول میں کمی اور کاروبار میں بددیانتی کے متعلق ٹوکا تو ان کی قوم حضرت شعیب ؑ کی دشمن بن گئی

اسی طرح اگر لوط ؑ اپنی قوم کو شراب خوری، عیاشی یا جوا کھیلنے سے منع کرتے تو شاید وہ اپنی قوم میں بہت مقبول ہوتے کیونکہ یہ ان کی قوم میں عام برائیاں تھیں لیکن لوط ؑ نے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے پرواہ ہو کر اپنی قوم کو ہم جنس پرستی کی برائی پر ٹوکا تو پوری قوم ان کی دشمن بن گئی۔ لوط ؑ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بطریق احسن ادا فرما دیا۔

چونکہ لکھائی بھی ایک طریقہ ہے جس سے برائی کو ہاتھ سے روکا جاتا ہے اس لیے یہ کتاب موسیقی میں مروج ایک برائی کو روکنے کی ادنیٰ سی کاوش ہے۔ اس کتاب کا پہلا حصہ

موسیقی کے متعلق آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ کے متعلق ہے۔دوسرے حصے میں سائنسی تحقیقات کی روشنی میں انسانی جسم پر اثرات پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے حصے میں عمرانی سائنسی تحقیقات کی روشنی میں موسیقی کے معاشرے پر اثرات بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے اگلے حصے میں موسیقی کے مسئلے میں لوگوں کے عام اعتراضات کے فقہ اسلامی کی روشنی میں جوابات پیش کئے گئے ہیں اور کتاب کا آخری حصہ ایسے لوگوں کی رسد گیوں کے متعلق ہے جو موسیقی اور گانے بجانے کے میدان میں امامت کے مقام پر فائز تھے لیکن انہوں نے اللہ کے حضور توبہ کی اور پھر پوری دنیا کے لیے ھدایت کے امام بن گئے۔

کچھ لوگ یہ اعتراض اٹھا سکتے ہیں کہ سائنس تو بدلتی رہتی ہے پھر آپ نے موسیقی کے نقصانات کو ثابت کرنے کے لیے سائنس کا سہارا کیوں لیا؟ مزید برآں سائنس یہ بھی بتا سکتی ہے کہ موسیقی کے کچھ فائدے بھی تو ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں کوئی بھی چیز 100 فیصد شر نہیں ہوتی ہر چیز کے فائدے اور نقصانات ہوتے ہیں۔تاہم اسلامی شریعت کا طریقہ کار یہ ہے کہ ہر چیز کے فائدوں اور نقصانات کو تولا جائے۔اس چیز کو قرآن میں شراب نوشی اور جوئے کے متعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (سورۃ البقرہ 219)

ترجمہ یہ لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے، اگرچہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے

پس شراب اور جوابازی کے معاملے میں قرآن اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ فوائد بھی موجود ہیں لیکن شراب اور جوئے کے نقصانات ان کے فائدوں سے زیادہ ہیں۔اسی لیے اسلام نے انہیں حرام قرار دیا ہے۔یہی معاملہ موسیقی کا بھی ہے کہ موسیقی کی چند قسم میں تھوڑے بہت فوائد بھی ہو سکتے ہیں مثلاً سننے والے کو عارضی طور پر کچھ سکون پہنچانا لیکن موسیقی سننے کے نقصانات اس کے فوائد سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ موسیقی کے مضر پہلوؤں اور نقصانات کے متعلق اس کتاب میں جو تحقیقات پیش کی گئی ہیں، وہ صرف بیالوجی، کیمسٹری اور طب کے میدان سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ عمرانی سائنس (Socia Sciences) سے متعلق بھی ہیں جو سروے، اعداد و شمار پر مشتمل ہیں۔ اگر کسی شخص کو سائنسی مائنڈ سیٹ میں موسیقی کے حق میں ایک یا دو تحقیقات مل بھی جائیں تو پھر بھی یہ کتاب پڑھنے کے بعد قاری کو اندازہ ہوگا کہ اس کتاب میں بیان کی گئی سائنسی تحقیقات بے تحاشا ہیں اور وہ ایک دوسرے کی تائید بھی کرتی ہیں جن کے مطابق موسیقی کا شراب نوشی، منشیات، فحاشی و عریانی، سگریٹ نوشی اور خودکشی سے تعلق کا پتہ چلتا ہے۔

اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میں بہت سے لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اس کام میں مختلف طریقوں سے مدد پہنچائی۔ مفتی عبدالرحمٰن بن یوسف مانگیرا صاحب (انگلینڈ) خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو حرف بحرف پڑھا اور اپنی عالمانہ رائے سے نوازا۔ انجمہ میگزین کے حسن لیدی، محترمہ ڈاکٹر نصرت صاحبہ اور انجینئر زاہد محمود بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ میں اپنی والدہ فریدہ مشتاق اور والد مشتاق حسین کا بھی ممنون ہوں کہ انہی کی دعاؤں سے مجھے نکتہ داں بنایا۔

آخر میں میں اپنی اہلیہ سعدیہ کا مشکور ہوں جس نے پانچ بچوں کی تعلیم و تربیت اور گھر چلانے کی ذمہ داری کے باوجود اسلام کی تبلیغ کے کاموں میں میری ہر ممکن مدد کی۔ وما توفیقی الا باللہ

ڈاکٹر گوہر مشتاق

امریکہ

دیے رہتے ہیں۔ انگلش اور اردو زبان میں بہت سی اسلامی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی انگریزی کتابوں کی تفصیلات انٹرنیٹ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک کی اردو کی کتابوں کی لسٹ درج ذیل ہے۔

1. ایک آنکھ والا دجال
2. موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں
3. انسانی دل اور قبولِ اسلام۔ ایک مذہبی اور سائنسی تجزیہ
4. معرکۂ روح و بدن
5. پردہ: عقلمند خواتین کا انتخاب
6. دجالی دور اور مسلم نوجوان
7. داڑھی کی اہمیت قرآن و سنت اور جدید سائنس کی روشنی میں
8. دیوبندی وے۔ بت پرست رومیوں کا تہوار
9. سورۃ الواقعہ کی سائنٹفک تفسیر
10. سورۃ یٰسٓ کی تفسیر کتاب و سنت اور جدید تحقیقات کی روشنی میں
11. تزکیۂ نفس، اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں
12. روزے کے روحانی اور طبی فوائد قرآن حدیث اور جدید میڈیکل سائنس کی روشنی میں
13. دجالی دور اور مسلم خواتین
14. القدس عدہ کیوں نہیں آ رہی؟
15. مسلم نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ
16. عرشِ الٰہی سے لٹکتی قندیلوں میں، سبز پرندوں کے دلوں میں
17. تاریخ کا سبق

باب اول

موسیقی!
قرآن اور حدیث کی روشنی میں

موسیقی کے مسئلے کو اسلامی شریعت کی روشنی میں جانچنے سے پہلے مسئلے کو بیان کرنا ضروری ہے۔ موسیقی اور گانے بجانے کا مسئلہ آج کی نوجوان نسل کے لیے انتہائی اہم سوال ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد موسیقی کی اسلام میں پوزیشن واضح کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ کس قسم کا گانا حرام ہے اور کس طرح کا گانا مباح ہے کیونکہ آجکل جدید آلات (Electronic Devices) موسیقی کی ایجاد کے ساتھ اور کمپیوٹر میوزک (Computer Music) کی آمد کے ساتھ اس پہلے سے پیچیدہ مسئلے میں ایک اور رخ کا اضافہ ہو گیا ہے۔

شریعت اسلامی میں احکامات اخذ کرنے کی بنیاد اس بات پر ہوتی ہے کہ ہم مسئلے کو کس طرح سمجھتے ہیں۔ حتی الحکم فرع عن تصوّرہ

اس سلسلے میں قرآن اور حضور ﷺ کی سنت میں اس علم کی بنیاد تفصیل سے، یہ چیز فقہ اسلامی میں "تخریج المناط" اور "تنقیح المناط" کے زمرے میں آتی ہے۔ پھر حکم اسلامی کے حرام یا حلال ہونے کی علت معلوم کرنے کا تعلق "تحقیق المناط" سے ہے۔ اس میں اس مسئلے کے مصالح اور مفاسد کی بحث بھی آجاتی ہے جو اس کتاب میں جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں کی گئی

ہے۔قرآن وحدیث کی سمجھ اور اس سمجھ کو مسئلے پر منطبق کرنے سے اس مسئلے کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں فتویٰ دیا جاتا ہے۔دراصل اسلامی شریعت کا طریقہ یہ ہے کہ معاملات کے مصالح (Benefits) اور مفاسد (Harms) کا موازنہ کیا جاتا ہے کیونکہ شریعت اسلامی کا اصل مقصد معاشرے کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے۔موسیقی کے مسئلے کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1 آلات موسیقی (مثلاً ڈرم، گٹار یا ہارمونیم، کمپیوٹر سے پیدا ہونے والی موسیقی کی آوازیں)

2 گانے کے بول (Lyrics)

3 گانے والا یا جو شخص موسیقی مرتب کرتا ہے۔

اس کتاب میں موسیقی کے مسئلے کی ان تینوں جہتوں پر روشنی ڈالی جائے گی۔قرآن وحدیث کے بیان کے علاوہ اس کتاب میں صحابہ کرامؓ اور علمائے اسلام کی موسیقی کے معاملے میں پوزیشن بیان ہوگی۔اس کے بعد ہم اس مسئلے پر فتویٰ دینے کی پوزیشن میں ہوں گے۔

اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تمام مسلمانوں کے لیے آخری نہائی قرآن وحدیث ہیں۔قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وما كان لمؤمن ولا مؤمنة إذا قضى الله ورسوله أمرا أن يكون لهم الخيرة من أمرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا (سورہ الاحزاب، 36)

ترجمہ: کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

اور سورۃ النور میں اللہ نے فرمایا ہے

فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أو يصيبهم

عذابٌ أليمٌ 88 (سورہ النور)

ترجمہ ''رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے۔'' (سورۃ النور 63)

قرآن کی اس آیت میں ہمیں حکم ہوا ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی تعمیل کریں۔ ہمیں اجازت نہیں کہ ہم ان احکامات میں سے چور دروازے نکالیں جو ہماری اپنی مرضی کے مطابق ہوں یا ہماری حالت ایسی ہو کہ بقول اقبال

ع خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

درحقیقت اقبال نے دوسری جگہ کہا تھا

احکام تیرے حق ہیں پر اپنے محل
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پازند

جب ہم اپنے اردگرد کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ موسیقی آج صرف غیر مسلموں میں ہی نہیں مسلمانوں میں بھی عام ہے۔ تاہم یہ حقیقت کہ لوگوں کی اکثریت موسیقی سنتی ہے، موسیقی کے حلال ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ قرآن کا لوگوں کی اکثریت کے متعلق درج ذیل فیصلہ ہے جو سورۃ الانعام میں بیان ہوا ہے

وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ 88 (سورۃ الانعام 116)

ترجمہ ''اور (اے محمدؐ) اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔''

موسیقی اور گانے بجانے کے متعلق قرآن کا فیصلہ

قرآن سے پہلی دلیل

سورۃ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿سورہ لقمان 6﴾

ترجمہ: "بعض آدمی ایسے بھی ہیں جو کلام بھریب (لھو الحدیث) خریدتے ہیں تاکہ بغیر کسی دلیل کے خدا کی راہ سے بھٹکائیں اور اسے مذاق بنائیں یہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ "لھو الحدیث" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں لھو الحدیث سے مراد غناء ہے قسم ہے اس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں۔" یہ کل حضرت عبداللہ نے تین بار فرمایا۔

(نیل الاوطار علامہ شوکانی لاہور 2000ء۔ جامع البیان فی تاویل القرآن۔ ابو جعفر ابن جریر طبری بیروت 1992ء)

اسی طرح ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے مطابق اس آیت کا اشارہ گانے بجانے اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کی طرف ہے جبکہ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کے مطابق اس آیت سے مراد گانا بجانا اور گانے سننا ہے۔ (سنن الکبریٰ۔ امام بیہقی۔ حیدر آباد دکن 1355ھ) (تفسیر ابن کثیر۔ علامہ عماد الدین ابن کثیرؒ)

علامہ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ بہت سے تابعین جن میں مجاہد، عکرمہ، مکحول، سعید بن جبیر اور عمرو ابن شعیب اس آیت کو موسیقی اور گانے بجانے کے خلاف دلیل قاطع سمجھتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ علامہ عماد الدین ابن کثیرؒ)

ابن عساکر مفسرِ قرآن مکحولؒ کا قول نقل کرتے ہیں: "اگر کسی نے گانا گانے والی

عورت خریدی تا کہ وہ گانا بجانا کرے اور وہ شخص اسی حالت میں مر جائے تو میں اسکے جنازے میں شرکت نہیں کروں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان میں فرمایا ہے کہ ایسا شخص "لہوالحدیث" خرید کرلاتا ہے۔ (معالم التنزیل۔امام بغویؒ۔متوفی 347ھ)

علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر "جامع البیان" میں لکھتے ہیں کہ مفسرین کے مطابق "لہوالحدیث" کی اصطلاح کو تین معانی میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1 گانے گانا اور سننا

2 گانے والے مردوں یا عورتوں کی خدمات حاصل کرنے کا کاروبار کرنا

3 سازِ موسیقی کی خریداری۔(تفسیر طبری)

اسی طرح امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: "لہوالحدیث" کی تمام تشریحات میں سب سے موزوں ترین تشریح "گانا بجانا" (غناء) ہے اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی رائے تھی۔(الجامع الاحکام القرآن۔امام ابو عبداللہ القرطبی۔بیروت 1953ء)

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ علمائے اسلام کے مطابق تفسیر قرآن کے چار مآخذ ہیں

1 قرآن کی تفسیر، قرآن سے۔

2 قرآن کی تفسیر، حدیث سے۔

3 قرآن کی تفسیر، صحابہ کرامؓ کی تشریح (آثار) سے۔

4 قرآن کی تفسیر، عربی لغت سے۔

قرآن کی آیات کو سمجھنے کے لیے احادیث کے علاوہ صحابہ کرامؓ کی تشریحات نہایت اہم ہیں۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر قرآن کے دیباچے میں لکھتے ہیں

"اگر ہمیں کسی آیت کی تفسیر قرآن یا حدیث میں سے نہ ملے تو ہم اس بارے میں صحابہ رسولؐ

کی تشریح کو لیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور لوگوں سے بہتر سمجھتے تھے کیونکہ انہیں قرآنی آیات کے اسباب نزول کا علم تھا، قرآن کی مکمل سمجھ تھی اور وہ انتہائی راست باز لوگ تھے۔
(تفسیر ابن کثیر)

أفمن هذا الحديث تعجبون ۞ وتضحكون ولا تبكون ۞ وأنتم سامدون ۞ فاسجدوا لله واعبدوا ۞ (سورہ النجم 62-59)

ترجمہ: اب کیا یہی وہ باتیں ہیں جن پر تم اظہار تعجب کرتے ہو؟ ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو؟ اور گانا کرا کر ٹالتے ہو؟ جھک جاؤ اللہ کے آگے اور بندگی بجالاؤ۔

امام ابوعبیدہؒ کے مطابق یمنی لہجے میں "سمود" کے معنی گانے کے ہیں۔ (تفسیر روح المعانی۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ۔ بیروت 1983ء)

عرب ماہر لغت علامہ ابن منظور "لسان العرب" میں لکھتے ہیں "عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لفظ "سُمود" کے معنی "گانے بجانے" کے ہیں۔ دراصل یہ لفظ یمنی عربی سے ہے۔ چنانچہ "اسمد لنا غنینا" کے معنی ہیں "ہمارے لیے گانا گاؤ" اور جب گانے والی عورت کو کہا جائے "اسمدینا" تو اس کا مطلب ہوگا "ہمیں گانا سنا کر نشے کی حالت میں کر دو"۔ (لسان العرب۔ علامہ ابن منظور الافریقی۔ 1304ھ مصر)

ابن عباسؓ کے مطابق "سامدون" سے مراد عربوں کا قرآن کے خلاف گانا بجانا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

قرآن سے تیسری دلیل

واستفزز من استطعت منهم بصوتك وأجلب عليهم بخيلك ورجلك وشاركهم في الأموال والأولاد وعدهم وما يعدهم الشيطان إلا غرورا ۞ (سورہ الاسراء۔64)

ترجمہ: تو (یعنی شیطان) جس جس کو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے ان پر اپنے

سوار اور پیادے سے کچھ حاصل کر اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس" اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور تابعین میں سے ضحاک، حسن البصری اور مجاہد کے مطابق شیطان کے انسانوں کو اپنی آواز سے بہکانے سے موسیقی اور گانا بجانا مراد ہے۔ ضحاک کے مطابق اس سے ہر وہ لہو و لعب آلات موسیقی (مثلاً ڈھول یا نفیری) کی آواز مراد ہے۔ تاہم ابن عباسؓ کے مطابق اس سے ہر وہ آواز مراد ہے جو خدا کی نافرمانی کی طرف دعوت دے۔ (تفسیر طبری)

علامہ ابن قیمؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"ابن ابی حاتم نے کہا تھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق اس آیت میں شیطان کی آواز سے مراد ہر وہ چیز ہے جو معصیت خداوندی کی طرف دعوت دے اور یہ بات معلوم ہے کہ گناہ کی طرف بلانے والی چیزوں میں سب سے بڑھ کر گانا ہے اور اسی وجہ سے شیطان کی آواز کی تفسیر گانے سے کی گئی ہے۔ (اغاثۃ اللھفان من مصاعد الشیطان۔ علامہ ابن قیم [199 مصر)

یہ بات نوٹ کرنی چاہیے کہ مشہور صوفی عالم علامہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا تینوں آیات قرآن کو موسیقی کی حرمت کی دلیل کے طور پر اپنی کتاب عوارف المعارف میں بیان کیا ہے۔

قرآن سے چوتھی دلیل

قرآن میں اللہ نے عباد الرحمن کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا

والذین لا یشھدون الزور [سورۃ الفرقان، 72]

ترجمہ: "اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے۔"

محمد بن الحنفیہ اور مجاہد نے "الزور" کی تفسیر "غنا" سے کی ہے۔

(کف الرعاع۔ ابن حجر المکی بحوالہ سماع اور موسیقی مفتی محمد تنفیح تحقیق محمد عبدالمعز کراچی 2002ء)

امام کلبیؒ کے مطابق "الزور" کا یک معنی گانا بجانا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) ابوبکر الجصاص اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں "یہ روایت کی جاتی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مطابق "الزور" سے مراد موسیقی اور گانا بجانا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے مراد خنا ہو جس کہ کچھ علماء نے عرض کیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے ایسی بات کہنا مراد ہو جس کے قائل کو علم نہ ہو۔ بہر حال! لفظ چونکہ عام ہے اس لیے دونوں ہی معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ (احکام القرآن۔ امام ابوبکر الجصاص۔ 1347ھ مصر)

موسیقی اور گانے بجانے کے متعلق حدیث کا فیصلہ

کچھ کم فہم اور ایمان کے مسلمان یہ دعویٰ کرتے ہیں

"اگر موسیقی حرام ہے تو قرآن میں یہ کیوں نہیں لکھا گیا کہ یہ حرام ہے" ہم عرب قرآن کے حقائق کو مانتے ہیں" یہ عرض کوئی نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کے ہر دور میں کئی اہل عقل رہے اور بعد رت خواہی پسند (Apologetic) مسلمان اسلامی احکامات پر اسی قسم کے اعتراضات اٹھاتے رہے ہیں۔ اسی لیے سورہ لقمان کی آیت نمبر 6 میں موسیقی کو واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہے تاہم اسلام کے ہر حکم کی تشریح کے لیے ہمیں حضور ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیے قرآن مجمل ہے جبکہ اسلامی احکامات کی تفصیل ہمیں احادیث نبوی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے آثار (اقوال) میں ملتی ہے حضور نے احادیث میں ایسے مغرور، ردہ اور منکرین سنت مسلمانوں کے متعلق پیشین گوئی فرمادی تھی مقدام بن معدیکرب کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

لاَ اُلْفِیَنَّ اَحَدَکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَمُرُّ عَلَیْہِ الْحَدِیْثُ مِنْ حَدِیْثِیْ فَیَقُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ کِتَابُ اللّٰہِ فَمَا وَجَدْنَا فِیْہِ حَلَالًا اَحْلَلْنَاہُ وَمَا وَجَدْنَا فِیْہِ حَرَامًا حَرَّمْنَاہُ (سنن ابی داؤد)

"خبردار رہو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اسی کی مثل اور چیز بھی خبردار ایسا نہ ہو کہ کوئی پیٹ بھرا شخص اپنی مسند پر بیٹھا ہوا یہ کہنے لگے کہ بس تم قرآن کی پیروی کرو جو کچھ اس میں حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جو کچھ اس میں حرام پاؤ اسے حرام سمجھو۔ حالانکہ دراصل جو کچھ اللہ کا رسول حرام مقرار

دے وہ بھی حرام ہے، جیسا اللہ کا حرام کیا ہوا"

(ابوداؤد کتاب اس حدیث کو عصر حاضر کے محدث شیخ ناصر الدین البانی نے بھی کتاب صحیح سنن ابوداؤد کتاب نمبر 40 حدیث نمبر 4587 اور 4606 میں صحیح قرار دیا ہے)

حدیث نمبر 1

لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ

(صحیح بخاری کتاب الاشربہ)

ترجمہ "حضور ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے"

موسیقی کے متعلق صحیح بخاری کی حدیث کا تجزیہ

عربی کے لفظ "معازف" کے بارے میں علمائے لغت کا اتفاق ہے کہ اس کے معنی باجے اور گانے بجانے کے آلات اور آلات موسیقی کے ساتھ گانا بجانا ہے۔ امام قرطبی لکھتے ہیں کہ عربی ماہر لغت لجہری کے مطابق "معازف" سے مراد آلات موسیقی ہے "المعازف" گانے والی کی طرف اشارہ کرتا ہے جبکہ "عود" سے مراد آلات موسیقی کی قسم ہے۔ آلات موسیقی کی مثالوں میں طاؤس، ڈھول، طبلہ، گٹار، بانسری، ہارمونیم، سارنگی، ستار، بینجو، کمپیوٹر سے پیدا ہونے والی تمام آلات موسیقی کی آوازیں وغیرہ شامل ہیں

مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ پر غور کرنے سے موسیقی کا حرام ہونا درج ذیل وجوہات کی بنا پر ثابت ہوتا ہے

1. یستحلون (یعنی حلال قرار دیں گے) اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ موسیقی درحقیقت حرام ہے اور کچھ لوگ اسے حلال قرار دیں گے
2. موسیقی اگر حرام نہ ہوتی تو اسے زنا اور ریشم کے ساتھ بیان نہ کیا جاتا
3. جب ہم حدیث میں بیان کی گئی ان چار دس چیزوں پر غور کریں گے تو ہم دیکھیں گے کہ یہ سب حرام

حرام ہیں بلکہ قبیح اعمال ہیں جن کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور جو شیطان کے کام (رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ) ہے۔

چنانچہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ کوئی چھوٹے گناہ نہیں ہے۔ حدیث میں ان چار امور عمل (زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی) کو ایک ساتھ بیان کرنے سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اس سے کم سے کم یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ موسیقی کا سننا کوئی چھوٹا گناہ نہیں بلکہ ایک بڑا گناہ ہے۔

4۔ عربی لفظ "یستحلّون" کے معنی ہیں "حلال قرار دیں گے" اور یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ موسیقی حقیقت میں حرام ہے اور کچھ لوگ نہ صرف اس کا ارتکاب کریں گے بلکہ اسے حلال بھی قرار دیں گے۔ یہ بدترین بغاوت کی بدترین صورت ہے۔

5۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ موسیقی صرف تب حرام ہے جب اس کے ساتھ شراب اور ریشم بھی شامل ہوں تو اس کا ایک باطل دعویٰ ہے کیونکہ اگر یہ دعویٰ سچا ہوتا تو یہ استثنیٰ (Exception) آخر موسیقی کے لیے ہی کیوں؟ اس دعوے کا اطلاق شراب اور ریشم پر بھی ہو سکتا ہے۔ پھر تو کوئی شخص یہ دعویٰ بھی کر سکتا ہے کہ شراب خوری یا زنا کاری حلال ہیں سوائے اس کے کہ یہ کام موسیقی وغیرہ کے ساتھ کیے جائیں۔

حدیث نمبر 2

يشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا يُعْزَفُ عَلَى رُؤُسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتِ يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْأَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ۔ (سنن ابن ماجه)

ترجمہ: عنقریب میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل دیں گے۔ ان کے سروں پر ناچ گانے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو خنزیر اور بندر بنا دے گا۔

(یہ صحیح روایت ہے اور متعدد اور بھی روایت کی ہے۔ علامہ ابن قیم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ عصر حاضر کے محدث شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کم از کم تیرہ صحابہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن میں آلات موسیقی اور گانے والوں کی کثرت کو اللہ کے غضب کے نزول کی وجہ بتایا گیا ہے

علامہ ابن القیمؒ اس بارے میں اپنی کتاب "اغاثۃ اللھفان" میں لکھتے ہیں

وقد تظاهرت الأخبار بوقوع المسخ في هذه الأمة وهو مقيد في أكثر الأحاديث باصحاب الغناء وشاربي الخمر (اغاثة اللهفان من مصائد الشيطان علامه ابن القيم، دار البيان 1993ء)

ترجمہ "احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ بات بڑھ رہی ہے کہ اس امت میں چہرے بگڑنے (مسخ) کا عذاب واقع ہوگا اور اکثر حدیثوں میں یہ عذاب گانے بجانے میں مصروف ہونے اور شراب پینے والوں کے ساتھ مقید ہے"

حدیث نمبر 3

عن ابن عباس رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله حرم الخمر والميسر والكوبة وكل مسكر حرام

(رواه مسند احمد وابوداؤد)

ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بلاشبہ اللہ نے شراب جوئے و طبل کو حرام کیا ہے۔ نیز ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔"

حدیث نمبر 4

ان الله حرم على امتي الخمر والميسر والمزر والكوبة و لقين وزادني صلوة الوتر (مسند احمد)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب، جوئے، طبل اور بانسری کو حرام کیا ہے اور اس نے مجھے اس کے بدلے وتر کی نماز سے نوازا ہے۔"

(اس حدیث کو امام بیہقی نے صحیح قرار دیا ہے مزید برآں، شیخ ناصر الدین البانی نے السلسلہ الصحیحۃ (حدیث نمبر 708، جلد 1) میں اسے صحیح قرار دیا ہے)

حدیث نمبر 5

صوتان ملعونان في الدنيا والأخرى مزمار عند نعمة ورنة عند مصيبة

(رواہ البزار و البیہقی)

حضرت عائشہؓ و انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا دو قسم کی آوازیں ایسی ہیں جن پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت کی گئی ہے۔ ایک تو خوشی کے موقع پر گانے باجے کی آواز، دوسرے مصیبت کے وقت آہ بکا اور نوحہ کی آواز۔ (رواہ البزار والبیہقی)

(اس حدیث کو علامہ سیوطی نے جامع الصغیر میں روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

حدیث نمبر 6

إني لم أنه عن البكاء، ولكن نهيت عن صوتين أحمقين فاجرين صوت عند نعمة لهو ولعب، ومزامير الشيطان، وصوت عند مصيبة لطم وجوه وشق جيوب، ورنة شيطان، ومن لا يرحم لا يرحم

(مستدرک الحاکم)

حضور ﷺ نے فرمایا "بے شک میں نے رونے سے منع نہیں کیا، بلکہ میں دو آوازیں منع کرتا ہوں جو کہ حماقت اور گناہ کی آوازیں ہیں۔ ایک آلات موسیقی کے ساتھ گانے کی آواز اور دوسرے مصیبت کے وقت نوحہ کرنے کی آواز، جس کے ساتھ چہرہ پیٹنا اور کپڑے پھاڑنا شامل ہو۔ لیکن یہ میرے آنسو بہانا رحم کی وجہ سے ہے (بیٹے ابراہیم کی وفات پر) اور جو رحم نہیں کھاتا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

(مستدرک الحاکم۔ اس حدیث کو شیخ ناصر الدین البانی نے "حسن" قرار دیا ہے۔)

حدیث نمبر 7

مَنْ تَعَدّٰی قَیْنَةٍ یَسْمَعُ مِنْهَا صَبَّ اللّٰهُ فِیْ اُذُنَیْهِ اٰنُکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

(جامع الصغیر للسیوطی)

''جو شخص کسی مغنیہ باندی کا گانا سنے قیامت کے دن اسکے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائیگا۔''

(اسی طرح کی روایت قاضی ابوبکر ابن العربی نے احکام القرآن میں روایت کی ہے نیز اس حدیث کو ابن عساکر نے اپنی ''تاریخ'' میں بھی بیان کیا ہے)

حدیث نمبر 8

بُعِثْتُ بِکَسْرِ الْمَزَامِیْرِ (کنز العمال)

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں آلات موسیقی توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

(اس حدیث کو روایت کرکے شیخ علی متقی ہندی صاحب کنز العمال لکھتے ہیں۔ سندہٗ ضعیف)

حدیث نمبر 9

عَنْ نَافِعٍ مَوْلَی ابْنِ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَوَضَعَ اُصْبُعَیْهِ فِیْ اُذُنَیْهِ وَعَدَلَ رَاحِلَتَهٗ عَنِ الطَّرِیْقِ وَهُوَ یَقُوْلُ یَانَافِعُ اَتَسْمَعُ فَاَقُوْلُ نَعَمْ فَیَمْضِیْ حَتّٰی قُلْتُ لَاَضَعَ یَدَیْهِ وَعَادَ رَاحِلَتَهٗ اِلَی الطَّرِیْقِ وَقَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا (سنن ابو داؤد، مسند احمد)

حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ

ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ لیا۔ پھر کہنے لگے "نافع! آواز آ رہی ہے؟" میں نے عرض کیا "جی" آپ چلتے رہے حتیٰ کہ میں نے عرض کیا کہ "اب آواز نہیں آ رہی" تو آپ نے اپنے کانوں پر سے انگلیاں ہٹائیں اور اسی راستے پر آ گئے۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے چرواہے کی بانسری کی آواز سنکر ایسا ہی کیا تھا۔

(اس حدیث کو ابن حجر عسقلانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ نیز علامہ ابن ناصر جو علامہ ابن جوزی کے استاد تھے اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ یہی رائے علامہ سیوطی اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی ہے۔ (بحوالہ محمد عبدالعزیز صاحب)

حدیث نمبر 10:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَارَسُوْلَ اللهِ وَمَتٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ اِذَا ظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ (رواہ الترمذی)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا "یارسول اللہ ﷺ! ایسا کب ہوگا؟" حضور ﷺ نے فرمایا "جب گانے والی عورتیں اور باجوں کا رواج عام ہو جائے گا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔

اسی طرح اور بھی بیشمار احادیث نبوی ﷺ موسیقی کے حرام ہونے کے بارے میں وارد ہوئی

ہیں لیکن اختصار کی خاطر اتنی احادیث ہی کافی ہیں۔

حضور ﷺ کی زندگی سے ایک واقعہ

اس کو ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور ابن اسحاق، بزار، بیہقی، ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا۔ میں جاہلیت کی رسوم بد اور موسیقی کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوا، سوائے دو راتوں کے اور ان دو راتوں میں اللہ نے مجھے گناہ سے محفوظ رکھا۔ ایک بار میں رات کو عرب کے عام نوجوانوں کی طرف بیٹھا ساتھیوں سے باتیں کر رہا تھا تو مجھے ایک گھر سے گانے بجانے کی آواز آئی۔ میں نے پوچھا "یہ کیا سلسلہ ہے؟" کہنے لگے "فلاں کے ہاں شادی ہوئی ہے" اللہ نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں موسیقی کی آواز سے غافل سو گیا یہاں تک کہ مجھے نیند آ گئی اور میں سو گیا وہاں سویا نہ گئے دن سورج کی آمد پر اس کی شعاعوں نے مجھے بیدار کیا۔ دوسری بار پھر میں اس طرف آ گیا تو مجھے پھر وہی آواز سنائی دی موسیقی اور گانے بجانے کی آواز جیسی کہ گزشتہ رات سنی تھی۔ اب کی بار پھر مجھے نیند نے آ لیا۔ خدا کی قسم میں نے کوئی بھی برا کام نہیں کیا یہاں تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز کیا۔

(الخصائص الکبریٰ سیوطی)

(ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند متصل اور تمام راوی معتبر ہیں۔ نیز حاکم و ذہبی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔)

اس واقعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ گانا بجانا ایک برا کام ہے کیونکہ حضور ﷺ نے یہاں اسے برے کاموں میں شمار کیا ہے۔

اگلے باب میں موسیقی کے نقصانات کا سائنسی تحقیقات کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے گا۔

باب ۴

موسیقی کے انسانی جسم پر اثرات کے متعلق سائنسی تحقیقات

موسیقی میں ساز و آواز کا ایک حسین امتزاج ہوتا ہے۔ موسیقی میں نہ صرف عام آواز کی خصوصیات ہوتی ہیں بلکہ اس میں ایک مزید عنصر "موزونیت" (Rhythm) کا بھی پایا جاتا ہے یعنی ایسی حرکت یا تبدیلی جس میں مختلف آوازیں باقاعدگی سے دہرائی جائیں۔ یہ چیز موسیقی میں بنے تلے وقت (Time Dependent) کے ساتھ ہوتی ہے۔ اسی چیز کی وجہ سے انسانی جسم پر مرتب ہونے والے اثرات کو آلات کی مدد سے ناپا جا سکتا ہے۔ جب موسیقی کے ساتھ گانے والے کی پُرکشش آواز بھی شامل ہو جائے تو موسیقی کے اثرات سننے والوں پر بہت بڑھ جاتے ہیں۔

چونکہ لوگوں کی اکثریت سننے کی کیفیت (Listening Experience) کا شعوری طور پر کوئی اہمیت نہیں دیتی اس لیے وہ اس کے اثرات سے بے خبر ہوتے ہیں۔

بے شمار سائنسی تجربات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ موسیقی اور گانے بجانے کے اثرات ہمارے جسم اور ذہن دونوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ موسیقی سے انسانی جسم کے متاثر ہونے کی ایک وجہ ہمارے جسم کی اپنی موزونیت (Body Rhythms) بھی ہو سکتی ہے۔ انسانی دل ایک منٹ میں 70 سے 80 مرتبہ دھڑکتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اکثر مغربی میوزک کی رفتار (Tempo) بھی یہی ہوتی ہے۔ موسیقار راجر سیشنز (Roger Sessions) کے مطابق موسیقی دراصل وقت کے دھارے میں آواز کی باضابطہ حرکت کا نام ہے۔ اسی تعریف کی مزید

تشریح کرتے ہوئے مغربی ماہر نفسیات اور موسیقار این روزن فیلڈ (Anne Rosenfeld) بیان کرتی ہے۔

''موسیقی میں نظم وضبط کا تصور بہت اہم ہے موسیقی کبھی بھی بے ہنگم آوازوں کا نام نہیں ہے۔ موسیقی دراصل نہایت منظم آوازوں کا مرکب ہوتی ہے جنہیں اکثر اوقات سخت منطقی اصولوں کے تحت ترتیب دیا جاتا ہے۔''

پس موسیقی ایک قوت ہے جس کے اثرات اُس کے سننے والوں پر مترتب ہوتے ہیں۔ یہ ایک معصوم تفریح نہیں ہے۔ موسیقی دراصل لَے تال اور منظم آوازوں پر مشتمل ہوتی ہے جیسے کہ ماہر نفسیات ڈاکٹر روزن فیلڈ نے بیان کیا ہے۔ موسیقی سننے کے ہمارے جسم اور دماغ پر انتہائی گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن اور حدیث کی تعلیمات میں موسیقی اور گانے بجانے کے مسئلے پر خاص طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس باب میں موسیقی کے انسانی جسم اور دماغ پر مرتب ہونے والے اثرات پر جدید سائنسی تحقیقات کے تناظر میں روشنی ڈالی جائے گی۔

موسیقی اور جذبات کا تعلق سائنس کی روشنی میں

ماضی میں سائنسدان یہ سمجھتے تھے کہ عقل (Reason) اور جذبات (Emotions) کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ تاہم یہ نقطہ نظر اب بدل رہا ہے۔ ماہر نفسیات جے ٹی کاسیوپو (J T Cacioppo) اور ڈبلیو ایل گارڈنر (W L Garder) کے مطابق اب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہمارے جذبات ہماری سوچنے کی صلاحیت کے مقابلے میں کہیں زیادہ تیز رفتار ہوتے ہیں اور اپنی تیزی کی وجہ سے وہ دماغ کی پرکھنے کی صلاحیت کو اغواء کرنے کی طاقت رکھتے ہیں جسے "Emotional Hijark" کہا جا سکتا ہے۔

(Cacioppo,J T & Gardner,W L (.999) Emotion" Annual Review of Psychology Vol 50 PP 191-214)

انٹونیو ڈیمسیو (Dr Antonio Damasio) جو کہ یونیورسٹی آف آئیوا (University of Iowa) امریکہ میں نیورالوجی ڈپارٹمنٹ کا انچارج ہے اور انسانی دماغ پر تحقیق کے میدان میں ایک گراں قدر نام ہے نے حال ہی میں نفسیات کے روایتی نظریے کو اپنی کتاب "Descartes Error: Emotion, Reason and the Human Brain" میں چیلنج کیا ہے کہ علم نفسیات کا عقل کو جذبات سے علیحدہ رکھنا غلط ہے کیونکہ جذبات دراصل انسان کے عقل سے کیے گئے فیصلوں میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ان کے مطابق عقل سے کیے گئے فیصلے صرف منطقی سوچ کا نتیجہ نہیں ہوتے بلکہ ان پر انسانی جذبات کی بھی گہری چھاپ ہوتی ہے۔

(Damasio, Antonio (1994), Descartes' Error Emotion, Reason and the Human Brain. New York, Quill Publishers)

بعض سائنسی تحقیقات سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ موسیقی سنتے ہوئے لوگوں پر جذباتی کیفیت طاری ہوتی ہے مثلاً مغربی محقق اے پائک (A Pike) کی موسیقی سننے کے تجربے پر کی گئی تحقیق جو 'Journal of Research in Music Education' کے 1992ء کے شمارے میں چھپی جو کہ بہت سے لوگوں پر کی گئی تھی جنہوں نے مختلف قسم کی موسیقی اور گانے سنے۔اس تحقیق کے نتائج سے یہ پتہ چلا کہ 96فیصد سامعین کو لذت کا احساس ہوا، 83فیصد موسیقی کے ساتھ وحدت کا احساس ہوا، 72فیصد کو اپنے مزاج (Mood) میں تبدیلی محسوس ہوئی اور 65فیصد کو جسم میں حرکت کا احساس ہوا۔اس سروے نے اس بات کا ثبوت فراہم کیا کہ موسیقی سامعین کے جذبات پر اثر انداز ہوتی ہے۔

(Journal of Research in Music Education Vol 20 PP 262-267)

سائنسدانوں نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ موسیقی کا اثر انسان کے کردار عمل پر ظاہر ہوتا ہے۔مثلاً 1991ء میں دو مختلف تحقیقات یونیورسٹی آف کیل (University of Keele) برطانیہ کے جان اے سلوبوڈا (John A Sloboda) اور کینیڈا کے سائنسدان گیبریلس (Gabrielsson) نے اپنی تجربہ گاہوں میں کیں۔ان تجربات میں یہ ثابت کیا گیا

کہ موسیقی کی کئی اقسام کو سن کر لوگ رونے لگ جاتے ہیں۔

Gabrielsson, A (1991), Canadian Journal of Research in Music Education, Vol 20 (Sloboda, John A Psychology of Music Vol 19 pp 110-120)

علاوہ ازیں چہرے کے پٹھوں پر بجلی کے ایلیکٹروڈ لگا کر (Facial Electromyography) "EMG" سے سائنسدانوں نے یہ بھی ثابت کیا کہ موسیقی سنتے ہوئے لوگوں کے چہرے کے تاثرات بدل جاتے ہیں جسے انہیں اس بات کا احساس تک نہیں ہوتا۔

اسی طرح نیل مغربی محققین نائیکلیسیک (Nyklicek) تھیئر (Theyer) اور وان ڈورنین نے ایک تحقیق میں Van Doornen نے "Journal Of psychophysiology" کے 1997ء کے شمارے میں چھپی، اس بات کا ثبوت فراہم کیا کہ موسیقی سننے والوں پر موسیقی کی مختلف اقسام (مثلاً خوشی، غم، غصہ یا رومانٹک وغیرہ میوزک) کے مطابق دل اور سانس پر اثرات (Cardio-respiratory effects) مرتب ہوتے ہیں مثلاً دل کی دھڑکن کا تیز یا آہستہ ہونا، سانس کی رفتار کا تیز یا آہستہ ہونا، نبض کی رفتار بدلنا وغیرہ۔

(Nyklicek, I, Thayer JF & van Doornen, LJP (1997) Journal of Psychophysiology 1, 304-321

جسم انسانی پر موسیقی کے اثرات پر بحث کرتے ہوئے امریکی کی پنسلوینیا سٹیٹ یونیورسٹی (Pennsylvania State University) کی ماہر نفسیات جولین تھیئر (Julian Thyer) کے مطابق مختلف آوازوں کی آمیزش کی وجہ سے موسیقی میں فطرتاً اثر انداز ہونے کی خاصیت ہوتی ہے۔

(Rosenfeld, Anne H (Dec 1985) "Music, The Beautiful Disturber" Psychology Today)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ موسیقی اور انسانی جذبات میں گہرا تعلق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ موسیقی دماغ کے کسی حصے (LimbicRegion) پر اثر انداز ہوتی ہے جو ہمارے جذبات کو کنٹرول کرتا ہے۔

موسیقی کے انسانی جسم پر بایو لوجیکل اثرات

بعض تحقیقات میں جسم انسانی میں موسیقی سے پیدا ہونے والی ایک خاص رد عمل کی کیفیت پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کو "Thrill" کہتے ہیں یعنی کی شدید خوشی یا جذباتی حالت کی وجہ سے جسم میں ہیجان کی لہر یا ''جھرجھری'' پیدا ہونا۔ موسیقی سے جسم میں اس طرح کا عمل پیدا ہونا ایک عام بات ہے جو تحقیقات سے پتہ چلا ہے۔ اس طرح کی ایک سائنسی ریسرچ امریکی ریاست کیلیفورنیا کی مشہور یونیورسٹی (Stanford University) کے سائنسدان ڈاکٹر آورام گولڈ سٹائن (Dr. Avram Goldstein) نے کی۔ چونکہ موسیقی ہمارے جذبات پر اثر انداز ہوتی ہے، اس لیے ڈاکٹر آورام نے انسانی جسم میں پیدا ہونے والی جھرجھری یا ہیجان کی لہر جو انسان کی کمر سے پورے جسم میں پھیل جاتی ہے (Spine tingling chill) یا جذبات کے جوش سے دم رکنا (Lump in the throat) وغیرہ پر تحقیق کی کہ آیا یہ کیفیات اپنے سامعین میں موسیقی پیدا کر سکتی ہے یا نہیں؟ ڈاکٹر آورام نے یہ دریافت کیا کہ اس تحقیق میں شامل سامعین میں سے 96 فیصد رضا کاروں نے رپورٹ کی کہ انہیں موسیقی کی وجہ سے جسم میں Thrills محسوس ہوئیں جبکہ صرف 36 فیصد نے ورزش کی وجہ سے 57 فیصد نے کوئی سوال حل کرنے کی خوشی میں، یا 70 فیصد نے جنسی عمل کی وجہ سے Thrills کو جسم میں محسوس کیا۔ مزید برآں رضا کاروں پر کسی نامانوس یا خوبصورت تصویر کے نظارے کے مقابلے میں موسیقی جسم کو بیدار کرنے (Physical Arousal) میں کئی گنا زیادہ کارگر ثابت ہوئی۔

(Goldstein, Avram (1980) 'Thrills in Response to Music and Other Stimuli" Physiological Psychology vol 8 pp 126-129)

علامہ اقبالؒ نے موسیقی کی اسی صفت کے متعلق فرمایا تھا

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقامات بلند
سرتے ہیں روح کو خوابیدہ جسم کو بیدار

پس اس تحقیق میں شامل 250 رضا کاروں میں سے سب سے زیادہ "Thrills" موسیقی

سننے والے رضا کاروں نے محسوس کیں۔ "Thrill" دراصل جسم میں ہیجان یا ٹھنڈک کی لہر یا جھرجھری کا احساس ہوتا ہے جو گردن کے پیچھے سے شروع ہوتا ہے اور چہرے اور سر کے اوپر کے حصے تک جاتا ہے اور ساتھ ہی جسم کے باقی حصوں میں پھیل جاتا ہے۔ ڈاکٹر آورام کے مطابق موسیقی سے پیدا ہونے والی "Thrills" میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں پایا گیا۔

Table " Different types of stimuli that give us" Thrills"

Item	% of People who experienced thrills
Musical Passages	96
Scene in a movie, Play, Ballet or Book	92
Great beauty in nature or art	87
Physical contact with another person	78
Climactic moments in opera	72
Sexual activity	70
Sudden insight of solution to a problem	57
Particular moments at a sports event	52
Particular fragrances	39
Physical exercise	36

Summarized from " Thrills in Response to Music and other stimuli"

Physiological Psychology (1980) Vol 8 No 1 pp 126-129

ای ای جی یعنی "Electroencephalography" ایک میڈیکل تکنیک ہے جس کے ذریعے دماغ کی برقی حرکت (Electrical Actionty) کو ناپا جاتا ہے۔ موسیقی کے انسانی

دماغ پر اثرات کا اندازہ لگانے کے لیے سائنسدانوں نے EEG کی تکنیک استعمال کرتے ہوئے الیکٹروڈ موسیقی سننے والوں کے سروں پر لگائے۔ اس طرح کی ایک تحقیق میں دو مغربی سائنسدان شمٹ (Schmidt) اور ٹریئر (Trainor) نے یہ مشاہدہ کیا کہ موسیقی سننے کے دوران انسانی دماغ کے مختلف حصے متحرک ہو جاتے ہیں، جس کی ایک ممکنہ وجہ ان حصوں میں خون کے بہاؤ میں تبدیلی ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی نوٹ کیا کہ خوشی کے اظہار والی موسیقی اور گانوں کے سننے سے دماغ کے بائیں حصے (Left Brain) میں زیادہ حرکت نظر آتی ہے جبکہ خوف و غم کے اظہار والی موسیقی کا زیادہ اثر دائیں دماغ پر مرتب ہوتا ہے۔

(Schmidt. L & Trainor. L (2001) Music and Emotion Theory and Research, New York, Oxford Univ Press)

جب گانے کے ساتھ موسیقی کے آلات بھی شامل ہو تو گانوں کے بول اتنے طاقتور بن جاتے ہیں کہ سامعین کے جذبات کے ساتھ کھیلنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ایک تحقیق "Journal of Applied Social Psychology" کے 1972ء کے شمارے میں چھپی، دو تحقیقین گیمیز یو (Gaizio) اور ہینڈرک (Hendrick) نے تجربات سے یہ ثابت کیا کہ گانا بجانا سننے والوں پر گانے کے بول اس صورت میں زیادہ اثر غیب دینے والے اور گانے کا پیغام اس وقت زیادہ دل میں گھر کرنے والا ہوتا ہے جب گانے کے ساتھ گٹار (Guitar) کا استعمال بھی ہو بہ نسبت اس صورت میں جب گانے کے ساتھ کوئی آلہ موسیقی شامل نہ ہو۔

(Gaizio. M & Hendrik. C. (1972) 'Effect of Musical accompaniment on attitude: The Guitar as a Prop for Persuasion'
Journal of Applied Social Psychology vol 2 pp 150–159)

ان تحقیقات کا حاصل یہ ہے کہ جب گانے کے ساتھ موسیقی بھی شامل ہو تو سامعین کو گناہ و فحاشی پر ابھارنے کی طاقت گانے میں کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

موسیقی کے انسانی ذہن پر حیاتیاتی (Biological) اثرات

موسیقی بڑی حد تک منشیات کی طرح کام کرتی ہے کیونکہ موسیقی انسان کو اپنے اردگرد کے ماحول سے بے خبر کر دیتی ہے۔ وہ ذہن کو پُرفریب حالت میں پہنچا دیتی ہے۔ سائنس کے میدان میں اس بات کے بے شمار شواہد موجود ہیں کہ موسیقی کی کئی اقسام ذہن پر منفی اثرات مرتب کرتی ہیں جس سے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کمزور ہو جاتی ہے۔ مثلاً Insight میگزین کے مطابق دو مختلف یونیورسٹیوں میں کی گئی تحقیقات میں یہ دریافت ہوا کہ جب راک میوزک (Rock Music) لگایا گیا تو چوہوں کے بے بھول بھلیوں میں اپنا راستہ معلوم کرنا عام حالات کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ مشکل ہو گیا۔

(Insight Magazine, April 27, 1987 pg 57)

دوسرے الفاظ میں چوہوں کی سیکھنے کی صلاحیتیں موسیقی کے زیر اثر کمزور پڑ گئیں

انسانی دماغ ایک ایسا عضو ہے جو غور و فکر، تقریر و جذبات کا ذمہ دار ہے۔ یہ جسم کا کنٹرول سینٹر ہے۔ انسان کے سامنے کے دماغ کے اندر گہرائی میں ایک حصہ ہوتا ہے جو "Limbic System" کہلاتا ہے۔ اس میں ایمگڈیلا (Amygdala)، ہپوکیمپس (Hippocampus)، ہائپوتھیلمس (Hypothalmus) جیسے حصے شامل ہوتے ہیں۔ لمبک سسٹم ہمارے جسم میں درج ذیل وظائف ادا کرتا ہے۔

1 جذبات کو کنٹرول کرنا۔
2 جذباتی ردعمل۔
3 کیمیاوی دوں کے جسم میں اخراج کو کنٹرول کرنا۔
4 مزاج (Mood) کا کنٹرول۔
5 دورانیہ رمذت کا محسوس کرنا۔
6 طویل المیعاد یادداشت (Long term Memory)

جذبات و احساسات مثلاً غصہ، خوف، جوش، محبت، نفرت، خوشی اور غم کے احساسات

وغیرہ سب دماغ کے لمبک سینٹر میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر کسی حادثے یا بیماری کی وجہ سے دماغ کے اس حصے کو نقصان پہنچ جائے تو انسان کے جذبات کے اظہار کرنے کی صلاحیت بری طرح متاثر ہوتی ہے جس میں بے وجہ کا رونا یا ہنسنا آسانی سے غصے میں آجانا، فکر و پریشانی، بہت زیادہ جنسی رجحان اور ڈپریشن وغیرہ شامل ہیں۔

Cayman, Charles B.M.D (Medical Editor) (1989) Home Medical Encyclopedia (The American Medical Asso New York, Random House

اب محسوس ہوتا ہے کہ موسیقی، جذبات و جنسی خواہش کا آپس میں اتنا گہرا ربط ہے کہ یہ تینوں دماغ کے ایک ہی حصے کو متحرک (Stimulate) کرتے ہیں یعنی Limbic System جیسے کہ تصویر میں دکھایا گیا ہے۔ انسانوں میں نوجوانی کا دور شدید ہیجان (Stress) کا دور ہوتا ہے۔ نوجوان لڑکوں میں بالغ ہونے کے دور میں مردانہ ہارمون ٹیسٹوسٹیرون (Testosterone) جسم میں عام حالات کے مقابلے میں 20 گنا زیادہ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لڑکیوں میں بلوغت کے وقت زنانہ ہارمونز (Progesterone) کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے بلوغت کے وقت دماغ کا لمبک سسٹم (Limbic System) جنسی ہارمونز کی کثرت کی وجہ سے متحرک ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بالخصوص نوجوان لڑکوں میں لڑائی جھگڑے کے واقعات بڑھ جاتے ہیں۔ جیسے کہ 'Journal of Adolescent Health Care' کے 1989ء کے شمارے میں چھپنے والی تحقیق سے پتہ چلتا ہے جو دو مغربی عمرانی سائنسدان گیلر (Geller) اور گریڈینس (Greydanus) نے کی۔

(Geller, B & Greydanus, D.E (1981 "Aggression in adolescents: aspects of pathogenesis "Journal of adolescent Health Care. Vol 1 (pp 236-243)

(تصویر میں یہ دکھایا گیا ہے کہ موسیقی دماغ کے کن حصے کو متحرک کرتی ہے جس سے جنسی جذبات
و خیالات شدید ہو جاتے ہیں)

نوجوان حضرات موسیقی سے بے حد اندوز ہونا پسند کرتے ہیں کیونکہ یہ دماغ کے Limbic System کو متحرک کرتی ہے کیونکہ دماغ کے اسی حصے کو جنسی ہارمونز بھی متحرک کرتے ہیں دلچسپ بات یہ ہے کہ میڈیکل جرنل "Postgraduate Medicine" (اپریل 1988ء) کی ایک تحقیق کے مطابق شراب بھی دماغ کے اسی حصے پر اثر انداز ہوتی ہے اس میں تحریک پیدا کرتی ہے اور مزاج میں غصہ اور جھگڑالو پن (Aggression) پیدا کرتی ہے۔

(Kung, Paul MD (April 1988) Heavy Metal music and drug abuse in adolescents " Postgraduate Medicine Vol 83 pp 295-304)

اسی طرح کوکین اور کریک (Crack) جیسی منشیات بھی دماغ کے Limbic Area بالخصوص "Hypothalamus" پر اثر انداز ہو کر جسم میں بہت زیادہ تحریک پیدا کرتی

پسندیدہ خوراک کا فقدان اور پریشانی (Nervousness) پیدا کرتی ہیں۔ اس لئے یہ بات حیرانگی کی نہیں جیسے کہ ڈاکٹر گوز (S B Guze) نے لکھا ہے کہ تشدد کے جرائم (Violent Crimes) کی شرح 15 سال سے 24 سال کی عمر کے لوگوں میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

(Guze S.B.(1976) Criminality and Psychiatric Disorders New York)

ایک تحقیق کے مطابق یونیورسٹی آف سین ڈی ایگو (University of San Diego) میں خودکشی کے 130 واقعات کا جب تجزیہ کیا گیا تو اس میں سے 66 فیصد کا بنیادی سبب شراب اور دیگر منشیات کا استعمال تھا۔

(Rich, C.L., Young, D., & Fowler, R.C (1986). "San Diego suicide study I Young vs old subjects." Archives of General Psychiatry 43(6): 577-582)

بچوں کے میڈیکل ڈاکٹر پال کنگ (Paul King) اس بارے میں لکھتے ہیں۔ ''موسیقی جو لوجوں سے جنسی بے راہ روی، تشدد اور خودکشی کے بارے میں گفتگو کرتی ہے وہ ایک بہت بڑی معاشرتی بیماری ہے۔

(king Paul MD (April 1988) Postgraduate Medicine Vol. 83 pp 295-304)

مزید برآں ہپوکیمپس (HippoCampus) جو دماغ کے Limbic System کا ایک حصہ ہوتا ہے وہ طویل امیعاد یادداشت (Long-term Memory) کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جب لوگ موسیقی سنتے ہیں جو ان کے دماغ کے Limbic Area پر اثر انداز ہوتی ہے تو جنسی بے راہ روی یا تشدد کے پیغامات جو گانوں میں بیان کیے جاتے ہیں وہ ان کی یادداشت اور کردار کا بقیہ زندگی کے لیے حصہ بن جاتے ہیں۔

جنسی خواہشات کو ابھارنے میں موسیقی اور گانے کا کردار

مغربی سائنسدان چارلس ڈارون نے 1871ء میں طبع ہونے والی اپنی کتاب "The Descent of Man and Selection in Relation to Sex" میں یہ انکشاف کیا

تھا کہ جنسی خواہشات کو ابھارنے میں موسیقی کا کردار اس لیے اہم ہے کہ موسیقی کے ذریعے جنس مخالف کو اپنی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ (چارلس ڈارون، مطبوعہ لندن 1871ء)

یہ بات بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ مشرق اور مغرب میں موسیقی اور گانے بجانے کا مرکزی موضوع عام طور پر جنس مخالف اور عشق بازی ہوتا ہے۔ دنیا کے اکثر رقص (Dances) اپنے اندر جنسی عنصر رکھتے ہیں۔ دنیا کے کئی قدیم جاہل معاشروں (Preliterate Cultures) میں موسیقی اور رقص کا زندگی کے شریک سفر کے انتخاب سے گہرا تعلق ہوتا تھا۔ یہ چیز جانوروں میں کورٹ شپ (Courtship) کے دوران رقص سے مشابہ ہے مثلاً مور (Peacock) وہ مورنی (Peahen) کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اپنے خوبصورت پر پھیلا کر ناچتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مور ناچنے کے دوران آوازیں بھی نکالتا ہے (گویا کہ وہ گا رہا ہو)۔

(Loyau, A., Saint Jalme, M., and Cagnant, C. (2005-05-03) Behavioral Ecology and Sociobiology 58 (6): 552-557)

موسیقی اور رقص کا عوام میں عام ہونا بلکہ لوگوں کو گانے بجانے سے نشے کی حد تک دلچسپی ہونا دراصل اس لیے ہوتی ہے کیونکہ یہ چیزیں لوگوں کے نفسی جذبات کو ابھارتی ہیں۔ یونانی فلسفی افلاطون (Plato) نے ایک مرتبہ کہا تھا: "موسیقی کا ردھم اور سوز، رقص کے ہمراہ دراصل انسانی روح کا وحشیانہ اظہار ہیں۔"

"Rhythm and melody, accompanied by dance are the barbarous expression of the soul."

(Alan Bloom (1987) The Closing of American Mind' New York.

افلاطون نے اپنی کتاب "Republic" میں اس بات کا پرزور اظہار کیا تھا کہ عوامی میوزک کو سختی سے سنسر کیا جائے۔ افلاطون نے اپنی کتاب میں اس حد تک کا اظہار کیا تھا کہ ملک کے شہری بے گانوں اور موسیقی کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے، ان کے اخلاق تباہ ہو جائیں گے اور وہ بے کاموں میں ملوث ہو جائیں گے۔ موسیقی کی روح تو اس سے بھی زیادہ بہتر الفاظ

میں مشہور ولی اللہ شیخ اسمٰعیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کیا تھا:

الغناء رقیۃ الزنا یعنی "گانا بجانا اصل زنا کا بند سبب ہوتا ہے۔"

(عوارف المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ 1966 عیسوی)

علاوہ ازیں اس حقیقت سے بھی انکار مشکل ہے کہ نوجوان (Teenagers) پر عام لوگوں کی نسبت موسیقی زیادہ زہرآلود اثرات مرتب کرتی ہے۔ امریکہ کے بچوں کے ڈاکٹرز اور براؤن اور ویسم ہینڈی کے مطابق جب لڑکے اور لڑکیاں بلوغت کی عمر کو پہنچتے ہیں تو وہ موسیقی اور گانوں کے مرتبہ پیغامات سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ 1989ء میں امریکی میڈیکل جریدے "The Journal of American Medical Association" کے ایک تحقیقی مقالے میں دیکھتے ہیں

"نوجوانوں کے لیے موسیقی کئی لحاظ سے اہم ہے۔ مثلاً نوجوانوں کے سوسائٹی کی اجتماعی زندگی میں شامل ہونے میں موسیقی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جیسے جیسے نوجوان خودمختار ہوتے ہیں وہ زندگی کے شہوانی پہلوؤں (Sexual Life styles) کے متعلق معلومات کے حصول کے لیے موسیقی اور گانوں کا رُخ کرتے ہیں اور یہ ایسے معلومات ہوتے ہیں جن پر گھر اور اسکول دونوں جگہوں پر ممانعت ہوتی ہے۔"

(Brown. E.F & Hendee. W.R. (1989) "Adolescents and their music Insights into the health of adolescents." The Journal of the American Medical Association 262 1659-1663)

1971ء میں چھپنے والی ایک تحقیق میں عمرانی سائنسدان ڈاکٹر آر کول (R. Cole) نے یہ رپورٹ کیا کہ 1960ء کی دہائی کے مشہور ترین گانوں (Top Songs) میں سے تین چوتھائی (75%) کا مرکزی موضوع عشق اور جنسی بے راہ روی تھا۔

(Cole R. (1971 "Top Songs in the sixties" in Kline. F.G & Clarke. P (Eds Mass Communication and youth. Some cultural perspectives. (pp 87-98) Beverly Hills, CA, Sage)

یہ رجحان بعد کے سالوں میں بدلا نہیں بلکہ بدستور وہی رہا۔ ایک تحقیق جو 1986ء میں "Journal of Communication" میں چھپی محققین شرمن (Sherman) اور ڈامینک (Dominick) نے یہ دریافت کیا کہ 1980ء اور 1990ء کی دہائیوں میں گانوں کے الفاظ اور پیغامات میں جنسی اور عشقیہ رجحان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

Sherman, B. & Dominick, J. (1986). "Violence and sex in music videos TV and rock 'n' roll." Journal of Communication 36(1): 79-93

اسی طرح دو محققین رسٹنسن (Christenson) اور ڈی بینیڈکٹس (De Benedittis) نے 1986ء میں چھپنے والی تحقیق میں یہ نوٹ کیا کہ عوام میں مقبول موسیقی کے اشعار میں واضح یا اشارتاً جنسی اور عریانی کے پیغام موجود تھے۔ ان تحقیقات سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ ایسی موسیقی سننے کے سامعین پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

انسانی جسم اور خود فریبی (Self-Delusion)

اینڈورفنز (Endorphins) ایسے کیمیائی مادے ہوتے ہیں جو درد کی شدت کو کم کرنے کی خاطر شدید پریشانی یا حادثے کی صورت میں ہمارا جسم خون میں خارج کرتا ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے جو حادثے کی صورت میں ہمارے جسم میں وقوع پذیر ہوتا ہے لیکن جسم کو اس کی قیمت دینی پڑتی ہے اور وہ توجہ مرکوز کرنے میں کمی اور غفلت (Loss of Alertness) کی صورت میں ہوتی ہے۔ یہ چیز انسان کو خود فریبی کی حالت میں پہنچا دیتی ہے تاکہ اسے درد کا احساس نہ ہو۔ موسیقی نفسیاتی میدان میں ٹھیک یہی کام کرتی ہے۔ دراصل انسانی دماغ کے لمبک سسٹم پر اینڈورفنز اثر انداز ہو کر درد کے احساس کو کم کرتے ہیں۔ چونکہ موسیقی جذبات کو متاثر کرتی ہے، اس لئے ممکن ہے کہ موسیقی کی وجہ سے جسم میں اینڈورفنز خارج ہوتے ہوں جو درد کی شدت کو کم کرتے ہوں جس کی وجہ سے موسیقی سنتے ہوئے انسان لذت محسوس کرتا ہے۔ تاہم ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ عمل نہایت مختصر دورانیے (Short-term Effect) کا حامل ہے۔ صرف اس

وقت تک جب تک موسیقی چل رہی ہوتی ہے۔اس لئے انسان موسیقی کو پسند کرتا ہے جس کے نتیجے میں اس کا موسیقی سے تعلق منشیات کی طرح کا ہو جاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ لوگ اپنے اندر کی بے چینی کو دور کرنے کے لیے ایسے واسطے ڈھونڈتے ہیں جو نہایت سطحی ہوتے ہیں۔یہ خوراک کی طرح ہوتے ہیں جو جسم کی بھوک کو صرف عارضی طور پر مٹاتی ہے۔انسان کے روحانی وجود کی بھوک کا یہی حال ہے۔نہ صرف یہ بلکہ موسیقی تو پاک غذا بھی نہیں ہے۔امریکی مفکر اور پروفیسر ایلن بلوم (Allen Bloom) کے الفاظ میں موسیقی روح کی کچرا غذ "Junk Food for Soul" ہے جو کہ روح کی صحت کے لیے سخت مضر ہے۔

Bloom Allen(1987) The Closing of the American Mind. New York

دیگر کچرا غذاؤں کی طرح موسیقی سے شروع میں لذیذ محسوس ہوتی ہے لیکن حقیقت میں انسان پر بہت برے اثرات مرتب کرتی ہے۔موسیقی سننے کی وجہ سے انسانی دل کو روحانی بیماریوں کا روگ لگ جاتا ہے۔علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق دل کی روحانی بیماریوں کی دو اقسام ہیں

1 شبہات کی بیماریاں

2 شہوات کی بیماریاں

ان میں شبہات کی بیماری تب لگتی ہے جب ایمان کمزور پڑ جائے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب موسیقی سننے کی وجہ سے دل میں منافقت کا بیج بو دیا جاتا ہے اور اس کی آبیاری ہوتی ہے۔ انسان کو شہوات کی بیماریاں تب لاحق ہوتی ہیں جب دل نفسی خواہشات کے آگے ہتھیار پھینک دیتا ہے۔موسیقی انسان کے اندر جنسی جذبات کو بھڑکانے کا کام بخوبی کرتی ہے۔جب دل بیمار ہو جائے تو وہ قیامت والے دن اللہ کے عذاب کا مستحق قرار پائے گا۔قیامت والے دن صرف وہی شخص کامیاب ہوگا جو روحانی بیماریوں سے پاک دل لے کر اللہ کے حضور حاضر ہوگا جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے

یوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝

(سورہ الشعراء 88,89)

(اس دن نہ مال کوئی فائدہ دے گا اور نہ بیٹے سوائے اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لے کر اللہ کے حضور حاضر ہو)

انسانی دل کی دھڑکن اور موسیقی کی موزونیت (Rhythm)

(Rhythm) ایک ایسی طبعی قوت ہے جو فطرت نے بہت سے جسمانی افعال میں رکھی ہے دل کی دھڑکن، دوڑتا سانس، بیماد غیرہ۔ اس لیے ہمارا جسم باری باری طور پر کسی بھی بیرونی چیز سے متاثر ہوتا ہے جس میں موزونیت کا عنصر موجود ہو مثلاً ہتھوڑے کی آواز، روشنیوں کا سحر انگیز طریقے سے بار بار جلنا بجھنا (Hypnotic Effects Lighting) اس لیے یہ بات حیران کن نہیں کہ سب سے زیادہ مکمل موسیقی وہ ہوتی ہے جس میں سازوآواز کی ضرب (Beat) ایک منٹ میں 70 سے 80 تک ہوتی ہے جو کہ دل کی دھڑکن کے فطری رفتار کے مطابق ہے۔ موسیقی کی مشہور قسم "جاز" (Jazz) کی سب سے اہم خصوصیت دھڑکن کی آواز (Pulsating Rhythm) ہے۔ "جاز" میں ڈھول کی ضرب بھی دل کی دھڑکن کی طرح ایک منٹ میں تقریباً 72 دفعہ ہوتی ہے۔

موسیقی کے اندر انسان کو ہپناٹائز کرنے کی خصوصیت ہوتی ہے۔ ہپناٹزم کی بنیادی خصوصیت تکرار (Repetition) ہوتی ہے اور یہی چیز موسیقی اور گانوں میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ زیادہ دیر تک ایسی تکرار کے زیر اثر رہنے کے اثرات سحر انگیز ہوتے ہیں۔ مثلاً طبلے کی تھاپ کو مسلسل سننے سے انسان کے شعور (Consciousness) کی حالت میں عارضی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور موسیقی سننے والے کا دماغ ہپناٹزم کی ایسی حالت میں پہنچ جاتا ہے جس میں وہ ہر پیغام کو بغیر سوچے سمجھے قبول کر لیتا ہے (Suggestive Hypnosis)۔ یہی اثرات گھنگھرو کی چھن چھن، طنبورے کی آواز اور گھنٹی کی ٹن ٹن پیدا کرتے ہیں۔ ایسی ہپناٹزم کی حالت میں گانے کے پیغامات سننے والوں کے اذہان پر نقش ہو جاتے ہیں۔ مغربی نقاد فرینک ڈاپ (Frank

(Zappa) نے اپنے (Life) میگزین میں لکھا تھا: "وہ آوازیں جن ذریعوں سے انسانوں پر اثر انداز ہوتی ہیں، وہ بے شمار ہیں۔ آج کی موسیقی ان اونچی، ازیں و تیز روشنیوں، برین واشنگ کا بہترین ذریعہ ہیں۔ (Life June 28, 1968)

مغربی موسیقی لیونارڈ مائیر (Leonard Meyer) نے اپنی مشہور کتاب "Emotion and Meaning in Music" میں موسیقی کی اسی ہم آہنگی اور موزونیت کو بیان کیا ہے۔ مائیر کے مطابق موسیقی کو اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے کہ کچھ راگ یا گانے کے مضامین چند تبدیلیوں کے ساتھ دیگر مضامین کے ہمراہ بار بار دہرائے جاتے ہیں۔ لیکن گانے کے اصل راگ اور بول گانے کے دوران بار بار واپس آتے ہیں جس سے گانا سننے والے کو ایک طرح کی مانوسیت اور آسودگی کا احساس ہوتا ہے۔ یہ چیز نہ صرف کلاسیکل موسیقی میں بلکہ لوک موسیقی اور پاپ میوزک میں بھی پائی جاتی ہے۔

کانوں کے راستے دل کی زنگ آلودگی اور تباہی

ہمارے کان سننے کے لیے اسی طرح مرکزی حیثیت رکھتے ہیں جس طرح ہماری آنکھیں دیکھنے کے لیے۔ برطانیہ میں نیو ساؤتھ ویلز (New South Wales) کے اسکول آف بی ہیویرل سائنسز (School of Behavioral Sciences) کے سائنسدان راڈرک پاور (Dr Rodenck Power) نے اپنی تحقیقات میں یہ بتایا کہ انسانی جسم میں حواس خمسہ میں سے سب سے طاقتور سننے اور دیکھنے کے حواس ہوتے ہیں۔ اسکے بعد ہے میں قوت ذائقہ (Sense of Taste) قوت لامسہ (Sense of Touch) اور قوت شامہ (Sense of Smell) کی حیثیت دوئم تسوم کی ہوتی ہے اور ان کا انحصار انسان کی قوت سماعت اور بصارت سے حاصل شدہ معلومات پر ہوتا ہے۔

(Power. Rodenck (1981). "We believe what we see over other sensory input." BMB Vol.6 (Perception. :0:29).

ہر قسم کی آوازیں ہم پر اپنا اثر ڈالتی ہیں اور یہ اثر اچھا بھی ہو سکتا ہے اور برا بھی۔ اسی لیے

سے کانوں کے راستے بہت آسانی سے دل کی تباہی کا سامان مہیا کیا جا سکتا ہے۔ شیطان کو انسان کی اس کمزوری کا بخوبی علم ہے۔ اسی لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے متعلق فرمایا ہے

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ ... الخ (سورہ الاسراء 64)

تو (یعنی شیطان) ان لوگوں میں سے جس جس کو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے

شیطان اپنی آواز یعنی موسیقی اور گانے بجانے کے ذریعے انسانوں کو بہکاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے موسیقی کو شیطان کی اذان قرار دیا ہے۔ شیطان انسان کے دل کو کانوں کے راستے خراب کرتا ہے اور یہ بات اب جدید سائنسی تحقیقات سے ثابت ہو چکی ہے کہ انسانی دل صرف پمپ نہیں بلکہ عقل و سمجھ رکھنے والا ایک عضو ہے جیسا کہ میں نے اپنی تصنیف "The Intelligent Heart, The Pure Heart" میں ثابت کیا ہے۔

Gohar Mushtaq(2006) The Intelligent Heart, The pure Heart. An Insight into the Heart based on Quran, Sunnah and Modern Science London. Ta-Ha Publishers.

یہ صحیح ہے کہ کانوں کی حفاظت کرنا آنکھوں کی حفاظت سے بھی مشکل کام ہے۔ اسی لیے قرآن میں قوت سماعت کا ذکر دیکھنے کی قوت کے ذکر سے پہلے کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿36﴾ (سورہ الاسراء 36)

ترجمہ "یقیناً آنکھ، کان اور دل، سب ہی سے پوچھ گچھ ہونی ہے"

پیدائش کے وقت بچے کی سننے کی صلاحیت مکمل طور پر کام کر رہی ہوتی ہے جبکہ بچہ ایک خاص فاصلے سے زیادہ کی چیز نہیں پہچان سکتا۔ نومولود بچے کو اس چیز میں کئی ہفتے لگتے ہیں کہ وہ لوگوں کے چہرے پہچان سکے۔ اسی طرح قرآن میں ارشاد ہے

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿78﴾ (سورہ النحل 78)

ترجمہ "اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے۔ اس نے تمہیں کان دیئے آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیئے، اس لیے کہ تم شکر گزار بنو۔"

قُلْ هُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ 88 (سورہ الملک 23)

ترجمہ ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، تم کو سننے، دیکھنے کی طاقتیں دیں اور سوچنے سمجھنے والے دل دیئے مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو

ان آیات میں ہم دیکھتے ہیں کہ "سننے" کا ذکر دیکھنے کی صلاحیت سے پہلے ہوا ہے۔ یہ اس لئے بھی ہے کہ رحم مادر میں قوت سماعت پہلے نشوونما پاتی ہے اور پھر قوت بصارت۔ ایک حقیقت جسے جدید سائنس نے صرف اسی صدی میں دریافت کیا ہے جبکہ قرآن اس حقیقت کو 1400 سے بیان کر رہا ہے۔ اسی طرح یہ عام مشاہدہ کی بات ہے کہ بچے اپنی نشوونما کے ابتدائی سالوں میں بہت عرصے تک صرف سنتے ہیں اور پھر بولنا شروع کرتے ہیں۔ مزید برآں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے صبح اور شام ایک دعا مانگا کرتے تھے جس میں قوت سماعت کا ذکر قوت بصارت سے پہلے فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (ثلاثاً)

سنن ابوداؤد (4/324) مسند احمد (5/42) سنن نسائی عمل الیوم واللیلہ

یہ حدیث امام بخاری نے الادب المفرد میں بھی بیان کی ہے شیخ عبدالعزیز نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ص 26)

ترجمہ "اے اللہ مجھے تو جسم کی سلامتی عطا فرما۔ اے اللہ مجھے سنے کی سلامتی عطا فرما۔ اے اللہ مجھے دیکھنے کی صلاحیت کی سلامتی عطا فرما۔"

قوت سماعت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس حس کو قرآن

میں عقل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ 88 (سورہ الملک 10)

"ترجمہ" اور وہ کہیں گے کاش ہم سنتے یا سمجھتے تو آج ان بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے"

اسی طرح دوسری جگہ قرآن میں سننے کی حس کا تعلق سمجھ کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا

(سورہ آل عمران 93)

ترجمہ "اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا، وہ کہتا تھا کہ اپنے رب پر، تو ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی"

اور انسانی قلب اور کانوں کا تعلق قرآن میں ان الفاظ میں بیان ہوا ہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ 88

(سورۃ 37)

"ترجمہ" اس میں عبرت ہے اس شخص کے لیے جو دل رکھتا ہو یا جو توجہ سے بات کو سنے۔

اگر ہم غور کریں تو ہم دیکھیں گے سننے کی جس چار رخی سمت میں (Circular) کام کرتی ہے جبکہ آنکھیں صرف سامنے دیکھ سکتی ہیں (یعنی Linear) ہم ہر سمت سے آواز سن سکتے ہیں جبکہ ہم صرف وہی چیز دیکھ سکتے ہیں جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو۔ اگر خدا کی نافرمانی کا کوئی کام ہمارے سامنے ہو رہا ہو تو ہم اپنی آنکھیں آسانی سے بند کر سکتے ہیں لیکن اپنے کانوں کو حفاظت کے لیے ہمیں جسمانی طور پر اس جگہ کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

(Gohar Mushtaq(2006) The Intelligent Heart, The Pure Heart)

مزید برآں، انسان کی قوت سماعت اندھیرے اور روشنی میں دونوں جگہ کام کر سکتی ہے جبکہ انسان کی آنکھیں اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتیں۔ مسلمان عرب ماہر نفسیات محمد عثمان نجاتی کی اپنی کتاب "قرآن کریم اور علم النفس" میں لکھتے ہیں کہ انسان کی قوت سماعت کو اس کی قوت

بصارت پر اس لیے بھی فوقیت حاصل ہے کہ سونے کے دوران بھی انسان کے کان جاگتے رہتے ہیں جبکہ نیند میں جاتے ہی انسان کی آنکھیں دیکھنا بند کر دیتی ہیں۔ (محمد عثمان نجاتی۔قرآن کریم اور علم نفس 1999 ملتان (اردو ترجمہ)

اونچی آواز سے سویا ہوا آدمی جاگ اٹھتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ گھروں میں آگ لگ جانے سے باخبر کرنے کے لیے دھوئیں کی خبر دینے والے الارم (Smoke Detectors) گھر میں آگ لگ جانے کی صورت میں انتہائی اونچی آواز میں الارم بجاتے ہیں اور تیز روشنی پیدا نہیں کرتے کیونکہ اگر گھر کے مکین سو رہے ہیں تو وہ روشنی سے نہیں بلکہ اونچی آواز سے جاگیں گے۔قرآن میں اصحاب کہف کے قصے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ غار میں سونے والے نوجوانوں کے کانوں کو اللہ تعالیٰ نے ڈھانپ دیا تھا تاکہ ان کی نیند خراب نہ ہو۔

فضربنا علی اذانھم فی الکھف سنین عددا [سورہ الکہف 11]

ترجمہ "تو ہم نے اُن غار والوں کے کانوں کو تھپک کر سالہا سال کے لیے گہری نیند سلا دیا"

پس اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کانوں کو گناہوں سے بچانا آنکھوں کے مقابلے میں زیادہ مشکل ہے۔موسیقی ہمارے روحانی دل کو کانوں کے ذریعے تباہ کرتی ہے۔یہ حقیقت کہ دل کی تباہی کا سبب سے آسان راستہ کانوں کے ذریعے ہوتا ہے، جدید سائنسی تحقیقات سے بھی سمجھ میں آ سکتی ہے جن کے مطابق جسم میں کانوں تک جانے والی رگیں (Auditory Nerves) سب سے زیادہ غالب ہوتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے کان بہت حساس ہوتے ہیں اور اس کے بہت سے سائنسی شواہد موجود ہیں۔ہمارا دماغ دائیں اور بائیں حصوں (Right and Left Hemispheres) پر مشتمل ہوتا ہے جو مختلف فرائض انجام دیتے ہیں۔نتیجتاً ہمارے دو کان موسیقی اور گانے بجانے کو جب سنتے ہیں تو آنے والی آوازوں یا انفارمیشن کو مختلف انداز میں پرکھتے ہیں۔اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارے دونوں کان گانا گانے والے کی آواز کے سوز اور رواروگانے کے اصل اثر کو علیحدہ علیحدہ پرکھتے ہیں۔یہ نتیجہ پہلی بار مغربی محقق جے جیکسن (J Jackson) نے 1878ء میں دریافت کی جو میڈیکل سائنس (Brain

(Dichotic Journal) میں چھپی۔ بعد میں اس میدان میں دوہری سماعت (Listening) کے تجربات کیے گئے۔ دوہری سماعت کی تحقیقات میں مختلف آوازیں (اس معاملے میں وہ آوازیں موسیقی اور گانے تھے) دونوں کانوں کو علیحدہ علیحدہ ہیڈ فونز کے ذریعے سنائی جاتی ہیں یعنی ایک کان کو کوئی ایک طرح کی آواز سنائی جاتی جبکہ دوسرے کان کو بالکل دوسری طرز کی کوئی آواز۔ پھر اس چیز کا مطالعہ کر کے کہ کونسا کان کس قسم کی آواز کو زیادہ بہتر طریق پر پرکھ سکتا ہے محققین یہ بتا سکتے ہیں کہ کونسا کان کس قسم کی موسیقی کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ مثلاً 1982ء میں دو مغربی سائنسدانوں ڈاکٹر لے (Ley) اور بریڈن (Bryden) نے ایک تحقیق کی جو Neuropsychologia میں چھپی

(Bryden, P., Ley, R., & Sugarman, J. (1982). "A left-ear advantage for identifying the emotional quality of tonal sequences." Neuropsychologia 20: 83-87)

اس تحقیق کے مطابق عام انسانوں میں بایاں کان (Left Ear) گانا گانے والے کی آواز کے سوز اور جذباتی پہلو کی پہچان میں بہتر ہوتا ہے جبکہ دایاں کان (Right Ear) گانے کے الفاظ اور اشعار کے اصل پیغام کو سمجھنے میں زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے کان اس معاملے میں بہت حساس ہوتے ہیں کہ ان میں جانے والی انفارمیشن کس قسم کی ہے اور بالآخر یہی انفارمیشن ہمارے افعال کو متاثر کرتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جیسا کہ قرآن اور حدیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ موسیقی اور گانا عام طور پر ایک ساتھ ہوتے ہیں۔ اس میں حیرانگی کی بات نہیں کہ جب موسیقی اور گلوکار کی آواز کو ملایا جاتا ہے تو اس طرح شیطان انسان کے دائیں اور بائیں دونوں کانوں کا استعمال کر کے اس کے دل کو زیادہ بہتر موہ لیتا ہے۔

موسیقی سے کانوں کو پہنچنے والا نقصان

موجودہ زمانے میں جہاں ایک طرف Audio Technology میں تیزی سے ترقی کی وجہ

سے اب فکر موسیقی سننے سے کانوں کو پہنچنے والے نقصانات کے بارے میں پریشان ہیں۔ موسیقی کو جن طریقوں سے لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے، ان میں حالت موسیقی، ریڈیو، سپیکر، کمپیوٹر اور ہیڈ فونز (Head Phones) شامل ہیں۔ گزشتہ سالوں میں پبلک ایڈریس سسٹم (Public Address System)، ٹی وی کی بدولت موسیقی کے اجتماعی پروگراموں (Musical Concerts) میں آواز میں تدریج اضافہ ہوتا ہے۔ پی اے سسٹم دراصل عوامی جگہوں پر آواز میں اضافہ کرنے کا الیکٹرانک سسٹم ہوتا ہے اور یہ ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، ٹیلیفون، مائیکروفون، لاؤڈ سپیکر وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کا مقصد آواز کو تیز کرکے اور بڑھا چڑھا کر سامعین و حاضرین تک پہنچانا ہوتا ہے۔ ایک عام پاپ میوزک کنسرٹ میں آواز کی شدت (Intensity) تقریباً 140 ڈیسی بل (Decibell) ہوتی ہے

امریکہ میں شدید اونچی آوازوں (noise pollution) کے خلاف ایک احتجاجی ادارہ "Noise Free America" ہے جس کے مہیا کردہ اعداد و شمار کے مطابق 140 سے 150 ڈیسی بل تک اونچی آواز کے میوزیکل کنسرٹ میں موسیقی سننا اس چیز کے برابر ہے کہ انسان بوئنگ 747 ہوائی جہاز کے بالکل پاس کھڑا ہو جبکہ جہاز کے پنکھے پورے زور و شور کے ساتھ چل رہے ہوں

(Chepesiuk, Ron (Jan 2005). "Decibell Hell: The Effects of Living in a Noisy World." Environmental Health Perspectives 113 (1): A35-A41)

اونچی آواز میں موسیقی سننے کی وجہ سے قوت سماعت میں کمزوری اور "Tannitus" (کانوں میں گھنٹی بجنے کی آواز مروقت سنائی دینا) جیسی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ امریکہ کے شہر لاس اینجلس میں کانوں کی بیماریوں کے ایک ریسرچ سنٹر ہاؤس ایئر کلینک (House Ear Clinic of St Vincent Medical Center) کی ایک محقق سائنسدان خاتون ریچل کروز (Rachel Cruz) اس بارے میں بیان کرتی ہیں "1960ء کی دہائی میں پاپ میوزک اور موسیقی سننے کے نئے آلات کی کثرت کے بعد بہت سے امریکی عوام کی قوت سماعت کمزور ہونا شروع ہو گئی۔ ہم نے اب یہ مشاہدہ کرنا شروع کیا

ہے کہ بہت سے موسیقار اور آلات موسیقی پر کام کرنے والے انجینئر حضرات جو عرصے تک اس پیشے سے منسلک رہتے ہیں، انہیں سننے میں مشکلات (Hearing Problems) پیش آتی ہیں۔

(March 2005 "Now Hear This "Reader's Digest pg 194)

اسی طرح کانوں پر ہیڈ فونز لگا کر موسیقی سننے کے بھی اتنے ہی برے اثرات کانوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ ریکارڈز کے مطابق ماہرین علم سماعت (Audiologists) قوت سماعت کے نقصان کا ذمہ دار نوجوانوں کے موسیقی سے شدید لگاؤ اور بالخصوص ہیڈ فونز لگا کر (Boston University) کو ٹھہراتے ہیں۔ امریکہ کی بوسٹن یونیورسٹی کے میڈیکل کالج کے شعبہ علم سماعت کے چیف ڈاکٹر کلارک کاکس (Clarke Cox) نے ریڈرز ڈائجسٹ (Reader's Digest) کو ایک انٹرویو میں بتایا "اونچی آواز میں موسیقی کو کسی بھی ذریعے سے لگاتار سننے سے انسان کی سننے کی صلاحیت مستقل طور پر ناکارہ ہو سکتی ہے۔"

("March 2005 "Now Hear This "Reader's Digest pg.194.)

ستم بالائے ستم یہ کہ موسیقی "اونچی آواز" میں سننے کے برے اثرات صرف کانوں تک محدود نہیں ہوتے۔ اونچی آوازوں کے غیر سمعی (Non auditory) اثرات بھی ہوتے ہیں جو قوت سماعت کو متاثر نہ بھی کریں لیکن وہ اثرات آلات کی مدد سے ناپے جا سکتے ہیں مثلاً بلڈ پریشر کا بڑھ جانا، خوابِ سائنس بننے میں وقت، دل کی دھڑکن کا بڑھ جانا اور خون کی شریانوں کا سکڑنا وغیرہ ایسے اثرات ہیں جو اونچی آوازوں کو سننے سے پیدا ہوتے ہیں۔

باب سوم

جنسی بے راہ روی، منشیات اور موسیقی

(Sex, Drugs and Rock 'n roll)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا

"عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شراب پئیں گے مگر اس کا نام بدل کر۔ ان کے سروں پر ناچ گانے کے آلات ہوں گے اور وہ گانا گانے والی عورتوں سے گانے سنیں گے۔ اللہ ان کے نیچے زمین کو پھاڑ دے گا اور بعضوں کو سور اور بندر بنا دے گا۔" (سنن ابن ماجہ)

(یہ صحیح حدیث ہے اسے ابن خزیمہ نے بھی اور ان کے علاوہ کئی اور نے بھی روایت کیا ہے۔ علامہ ابو طیب شمس الحق عظیم آبادی نے حدیث کی مشہور شرح میں بیان کیا ہے کہ بیہقی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

اس حدیث کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ تین چیزیں جو ایک مثلث کے تین کونے (Corners of a triangle) سمجھی جا سکتی ہیں، وہ ہیں شراب خوری، موسیقی کا سننا اور عورتوں سے ناجائز تعلق۔ یہ ایک حقیقت ہے کیونکہ اگر ہم یورپ میں فنون لطیفہ (Fine Arts) کی تاریخ پر نظر ڈالیں اور ان تصاویر (Paintings) کو دیکھیں جو یورپین آرٹسٹوں نے فنون لطیفہ کے مختلف ادوار (مثلاً Post Impressionism, Impressionism, Realism, Romanticism اور Classicism وغیرہ) میں بنائیں ان میں سے اکثر میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ ان میں شراب نوشی، حالات موسیقی اور عورتوں کو ایک ساتھ دکھایا گیا

ہے۔ آج بھی امریکہ اور یورپ کے نائٹ کلبوں کے تو کیا کہنے پاکستان کے نائٹ کلبوں میں بھی موسیقی، شراب خوری اور طوائفیں یا رقاصائیں (Female Dancers) ایک ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ موسیقی کی دنیا میں "Rock'a Roll" کی اصطلاح بذات خود اپنے اندر فحاشی، عریانی کے معانی رکھتی ہے۔ ان چیزوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ہر قسم کی موسیقی منع ہے، چاہے وہ پاپ میوزک ہو یا راک موسیقی ہو یا مذہبی موسیقی۔ اس باب میں موسیقی کے حیثیت، جنسی بے راہ روی اور منافقت سے تعلق پر بحث ہوگی۔

غناء اور زنا میں تعلق

موسیقی اور زنا میں گہرا تعلق ہے جیسا کہ حدیث میں یوں ہوا ہے

''عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، شراب نوشی اور آلات موسیقی کو حلال قرار دیں گے۔'' (صحیح بخاری)

اسی طرح عمران بن حصین سے روایت کردہ دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے زمانے کے قریب ''گانے والی عورتیں اور موسیقی کے آلات عام ہو جائیں گے اور شراب نوشی لوگوں میں پھیل جائے گی۔'' (بخاری)

(حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیں باب 1)

مشہور ولی اللہ شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس تعلق کو اپنے مشہور جملے میں یوں بیان کیا ہے: اَلْغِنَاءُ رُقْيَةُ الزِّنَا (یعنی گانا بجانا زنا کی ابتدا ہے)

گانا بجانا بدکاری کے لیے سیڑھی کا کام کرتا ہے۔ موسیقی اور گانا بجانا دراصل ایک انسان کے سفلی جذبات کو اتنا بھڑکا دیتے ہیں کہ اس کا انجام بدکاری پر منتج ہوتا ہے۔ آج کل گانوں میں شادی سے پہلے کی محبت (Premarital Love) کو سوسائٹی میں عروج عام بات کے طور پر

دکھایا جاتا ہے۔علامہ عبدالرحمن ابن جوزی اپنی کتاب "تلبیس ابلیس" میں اس موضوع پر لکھتے ہیں

"گانے میں دو عنصر تیں جمع ہو جاتی ہیں۔ایک طرف یہ انسان کو خدا کی یاد سے غافل کرتا ہے اور دوسری طرف یہ دل کو مادی لذتوں کے حصول کی طرف ابھارتا ہے اور یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ مادی لذتوں میں سب سے شدید مرد اور زن کے تعلق کی لذت ہے۔تاہم یہ لذت اُس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک اُس میں مسلسل جدت (Novelty) نہ ہو اور یہ واضح ہے کہ اس طرح کی جدت کا حصول حلال طریقے سے ممکن نہیں۔اس لیے موسیقی اور گانا انسان کو برائی کی طرف اکساتے ہیں۔غناء (گانا بجانا) اور رقص میں گہرا تعلق ہے۔غناء روح کے لیے فتنہ ہے اور رقص جسم کیلئے مذموم اور فتنہ ہے۔"

عبدالرحمن ابن جوزی تلبیس ابلیس۔1991 ملتان (ترجمہ مولانا جونا گڑھی)

مشہور امریکی ماہر نفسیات سکاٹ پیک (Scott Peck) بھی اسی نظریے کو اپنی کتاب "The Road Less Travelled" میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مادی لذتوں (بالخصوص تعلق مرد و زن) میں لطف اُس وقت ہوتا ہے جب اُن میں جدت موجود ہو (novelty,

(Peck, M. Scott(1998) The Road Less Travelled. New York, Simon & Schuster)

موسیقی اور گانا لوگوں کو اسی جدت کے حصول پر ابھارتے ہیں۔امریکہ کے ایک مؤقر میڈیکل جریدے Postgraduate Medicine (اپریل 1988 جلد 3) میں ایک تحقیق پیش کرنے کے بعد یہ خلاصہ پیش کیا گیا

"دلائل و شواہد سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پاپ میوزک اپنے سننے والوں میں نفسیات کا استعمال، جنسی بے راہ روی اور تشدد کے رجحانات کی آبیاری اور افزائش کرتا ہے۔"

نوجوانوں میں بلوغت کا دور پہلے ہی بہت ذہنی دباؤ کا دور ہوتا ہے۔نوجوان لڑکوں

لڑکیوں کے جسموں میں حیاتیاتی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہوتی ہے۔ جنسی ہارمون کی مقدار جسم میں بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً مردانہ ہارمون ٹیسٹوسٹیرون (Testosterone) نوجوان لڑکوں میں 20 گنا زیادہ مقدار میں بننا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسے دور میں موسیقی اور گانے جن میں جنسی پیغامات اور رجحانات ہوں، وہ جلتی پر تیل کا کام دیتے ہیں۔ اگر ہم گانوں کے نفس مضمون (Subject Matter) پر غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ چاہے وہ مغربی غیر مسلم ممالک کے گیت ہوں یا مسلمان ممالک کے گانے سب کا موضوع ایک ہی ہوتا ہے یعنی شادی سے پہلے محبت یا آزادانہ محبت نکاح، دوسرے گناہ کے کاموں کی ترغیب کے۔

1985ء میں "Journal of Broadcasting & Electronic Media" میں ایک تحقیق چھپی جس میں ڈاکٹر بکسٹر (R L Baxter) اور معاون سائنسدانوں نے میوزک ویڈیوز میں پائے جانے والے مواد (Content) کا تجزیہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ اس میں سے تقریباً 60 فیصد میں جنسی جذبات و حساسات کا اظہار دکھایا جاتا ہے اور کچھ میوزک ویڈیوز میں تو جذبات کو بھڑکانے والے کپڑے اور فحش حرکات بھی دکھائی جاتی ہیں۔

Baxter R.L. et al. (1985) "A Content Analysis of Music Videos" Journal of Broadcasting and Electronic Media Vol. 29, pp 333-340

اسی طرح ایک دوسری تحقیق امریکن جرنل آف پبلک ہیلتھ میں چھپی۔ محقق ڈاکٹر ڈیورنٹ (R H Durant) اور معاون سائنسدانوں نے تین میوزک چینلوں CMT, MTV اور VH1 سے نشر ہونے والی 518 میوزک ویڈیوز کا تجزیہ کیا کہ ان میں شراب اور تمباکو نوشی کا استعمال کتنا دکھایا جاتا ہے۔ اس ریسرچ میں ایک حیران کن دریافت انہوں نے یہ کی کہ شراب کا استعمال اُن میوزک ویڈیوز میں زیادہ تھا جن میں جنسی بے راہروی بھی دکھائی گئی تھی، بہ نسبت ان میوزک ویڈیوز کے جن میں ایسا مواد نہ تھا۔

(DuRant R.H. et al. 1997). "Tobacco and alcohol use behaviors portrayed in music videos: A contentanalysis" American Journal of Public Health, 87, 1131-1135)

اس تحقیق سے بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جنسی بے راہ روی، فحاشیات اور موسیقی کا چولی دامن کا ساتھ ہے جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان ہوا ہے۔ ابھی حال ہی میں ایک تحقیق میں چھ مختلف قسم کے میڈیا کا نوجوانوں پر اثرات اور نتائج مرتب کرنے کے اعتبار سے تجزیہ کیا گیا۔ میڈیا کی مختلف اقسام میں فلمیں، ٹی وی شوز، اخبارات، میگزین اور پاپ میوزک شامل تھے۔ عمرانی سائنسدان پارفون (Pardun) اور معاونین نے اس ریسرچ میں دیکھا کہ ٹی وی کے اور عریانی کا مواد سب سے زیادہ پاپ میوزک کے میڈیم میں پایا گیا۔

Pardun CJ et al (2005) Mass Commun. Soc. Vol 8, p 75-91

جس طرح جنسی بے راہ روی اور آزادانہ محبت انسان کی جسمانی صحت کو تباہ کر دیتے ہیں اسی طرح یہ سوسائٹی کی اخلاقی صحت کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ موسیقی کا سب سے اہم پیغام شادی سے پہلے محبت اور جنسی بے راہ روی ہوتا ہے اور اس سے سبق لے کر کھوں نوجوان لڑکے و لڑکیاں "اخلاقی خودکشی" (Moral Suicide) کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ امریکی مفکر اور یونیورسٹی آف شکاگو کے پروفیسر ایلن بلوم (Allan Bloom) نے اپنی کتاب "The Closing of the American Mind" میں بالکل صحیح تجزیہ کیا ہے کہ "آج کل کی موسیقی کا رونے سخن صرف اور صرف انسان کے جنسی جذبات ہیں، جو محبت نہیں بلکہ صرف غیر ریفائنڈ جنسی خواہش ہے۔ راک میوزک نوجوانوں اور بچوں کو چاندی کی پلیٹ میں سجا کر وہ سب کچھ دیتا ہے جس کے متعلق ان کے والدین انہیں ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ ابھی انہیں اس کا بڑے ہونے تک انتظار کرنا چاہیے۔ انسانی تاریخ میں کوئی آرٹ ایسا نہیں تھا جس نے اس طرح بے باکی سے نوجوانوں کو فحاشانہ بنایا ہو جیسے آج کے میوزک نے نہیں فحاشانہ بنایا ہے۔

(Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind. New York, Simon & Schuster Inc

اس موضوع پر مزید مثالیں بہت ہیں لیکن طوالت کے خوف سے صرف ایک اور مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کے عوامی میوزک میں کوئی میوزیکل گروپ اتنا متنوع نہیں

بیٹلز (Beatles) اُس کے گانے ہر عمر کے لوگوں نے سنے۔ "Beatles" اس معمولی سے چار میوزیکل گروپ میں سے تھے جن کی شہرت نے جغرافیائی حدود کو پار کر دیا۔ 1964ء میں برطانیہ میں حیرت انگیز کامیابی کے بعد "Beatles" نے امریکہ کا رُخ کیا۔ ان کے مشہور گانوں میں سے کچھ کے نام درج ذیل ہیں:

1. I Saw Her Standing There
2. I Want to hold your Hand
3. From me to you
4. She loves you
5. All My Lovin
6. Hold Me Tight

Key, Wilson Bryn (1976) Media Sexploitation New York, Signet (حوالہ Books)

مندرجہ بالا گانوں کے صرف عنوانات کو دیکھ کر ہمیں اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان گانوں کا ایک ہی پیغام ہے یعنی بے لگام اور آزاد محبت۔

اکتوبر 1987ء میں امریکہ کے دارالخلافہ واشنگٹن ڈی سی میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس کا مقصد موسیقی کے نوجوان نسل پر زہر آلود اثرات کا تجزیہ کرنا تھا۔ اس کانفرنس کا عنوان تھا "Raised on Rock'n'Roll-The sound and the Fury" اُس کانفرنس میں امریکہ کے سب سے بڑے ڈاکٹر یعنی سرجن جنرل (Surgeon General) ڈاکٹری ایورایٹ کاپ (Dr C. Everett Koop) نے اس بات کا اظہار کیا کہ اس طرح کا میوزک فحاشی و عریانی کا قریبی ترین رشتہ دار (Close Relative of Pornography) معلوم ہوتا ہے۔

83(5): 295-304 King, Paul M.D. Postgraduate Medicine (April 1988)

چنانچہ امریکہ کے سرجن جنرل نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ غنا و راگ کا گہرا تعلق

ہے۔ ایک ایسی حقیقت جسکے متعلق حضورؐ نے ہمیں حدیث میں 1400 سال پہلے خبردار کر دیا تھا۔

موسیقی اور منافقت میں تعلق

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے موسیقی کے متعلق فرمایا

لَغناءُ يُنبتُ النفاقَ في القلب

ابن قیم الجوزیہ اغاثۃ اللھفان دار الیمان 1996ء (عربی)

یعنی گانا بجانا دل میں منافقت کا بیج بوتا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ سے جب اسلام میں موسیقی کے مقام کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا "موسیقی دل میں منافقت پیدا کرتی ہے اور یہ مجھے پسند نہیں۔"

(علامہ ابن جوزی تلبیس، ملتان 1991ء)

گانے بجانے اور منافقت میں ایک نہایت لطیف تعلق پایا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ منافقت اور زنا کاری دونوں ایک بیماری کی نشانیاں ہیں۔ قرآن میں ہم دیکھیں گے کہ سورہ النور میں زنا کی حد اور ستر و حجاب کے احکام کے فوراً بعد نفاق و منافقین کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح سورہ الاحزاب میں حجاب کے احکامات کے ساتھ ساتھ منافقین کا موضوع بھی بیان ہوا ہے۔ یہ واضح ہے کہ گانا بجانا زنا کی طرف پہلی سیڑھی ہے۔ اس لیے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گانے بجانے اور منافقت کا تعلق بیان کیا ہے۔ آج ہم مسلمان گلوکاروں کی منافقت کا نظارہ ان کے اخباری بیانات سے کر سکتے ہیں جن میں اکثر وہ اپنی موسیقی کی البمز (music albums) کی کامیاب فروخت یا ایوارڈز پر خدا کا شکر ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ بندوں اور آقاؤں کی ایک ساتھ خدمت نہیں کر سکتا۔ وہ یہ نہیں کر سکتے کہ شیطان کے ساتھ ناچ بھی کریں اور رحمٰن کی حمد و ثنا بھی کریں۔ قرآن میں سورہ البقرہ میں منافقین کی خصوصیات ان الفاظ میں بیان ہوئی ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ 88

[سورۃ البقرۃ 10 :8]

ترجمہ: بعض لوگ (منافقین) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ درحقیقت وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے

مشہور عالم اسلام علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "اغاثۃ اللھفان" میں گانے بجانے اور نفاق کے دیگر پہلوؤں پر ان الفاظ میں روشنی ڈالتے ہیں:

"ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ گانے میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو دل میں نفاق پیدا کرتی ہیں جس طرح پانی سبزے کو اُگاتا ہے۔ اس کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ گانا بجانا دل کو غافل کرتا ہے اور دل کو قرآن پر تفکر و تدبر کرنے سے روکتا ہے۔ یہ اس لیے کہ قرآن اور گانا بجانا ایک دل میں موجود نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ قرآن فضول کاموں سے روکتا ہے اور انسانی جذبات کو روکنے کا حکم دیتا ہے اور گانا ہوس سے اجتناب کا درس دیتا ہے۔ گانا اس کے برعکس ان خوبیوں کے خلاف باتوں پر اُکساتا ہے۔ نفس کو برائی پر ابھارتا ہے اور شہوانی جذبات کو انگیخت کرتا ہے۔ مزید برآں منافقت کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے اور گانوں میں بہت سے جھوٹے بول اور کلمات موجود ہوتے ہیں۔ گانوں میں جو قبیح افعال ہوتے ہیں انہیں خوبصورت الفاظ کا لبادہ پہنا کر ان کی طرف مائل کیا جاتا ہے۔ یہی چیز منافقت کی جان ہوتی ہے۔ موسیقی کے رسیا شخص کے لیے بالخصوص قرآن کی تلاوت ایک بوجھ بن جاتا ہے اور اس کے کانوں کو قرآن کی تلاوت سے نہیں بلکہ گانوں سے تسکین ہوتی ہے۔ اگر یہ منافقت نہیں تو پھر اور کیا ہے؟"

(علامہ ابن قیم "اغاثۃ اللھفان" دار الیمان 1993ء عربی)

آج ہم پاکستان میں دیکھتے ہیں کہ کس طرح صبح کے وقت ہوٹلوں اور دکانوں والوں

نے ٹیپ ریکارڈر پر قاری عبدالباسط کی تلاوت (بالخصوص سورہ رحمٰن) لگائی ہوتی ہے اور پھر پورے دن انڈین اور پاکستانی گانے اونچی آواز میں لگاتے ہیں۔ پھر رات کو وہ "فرمانِ الٰہی" سے اپنے دن کا اختتام نہایت اطمینانِ قلب کے ساتھ کرتے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے منافقوں کے متعلق فرمایا تھا

لایأمن النفاق الا المنافق

(یعنی صرف منافق ہی اپنے آپ کو نفاق کی بیماری سے بچا ہوا سمجھتا ہے)

یہی حال پاکستان کے بس ڈرائیور کا ہے۔ جب لمبے سفر کے لیے بس چلتی ہے تو بس میں پہلے تلاوتِ قرآن سے آغاز ہوتا ہے۔ پھر بیچارے کی احساسِ منافقت یا گناہ کے بس کا ڈرائیور انڈین یا پاکستانی گانے لگا دیتا ہے۔

موسیقی اور نشے میں گہرا تعلق

جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا

"میری امت میں ایسے لوگ (یا گروہ) پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال قرار دیں گے" (صحیح بخاری، کتاب الاشربہ)

اس حدیث مبارک میں موسیقی کو شراب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ قیاس سے اس کا انطباق منشیات اور ہر نشہ کرنے والی چیز پر ہوتا ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات میں ہر نشہ آور چیز "خمر" (شراب) کہلاتی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ (صحیح مسلم، کتاب الاشربہ)

ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔

بیشک موسیقی اور نفسیات میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ موسیقی بھی اسی طرح دماغ کو عارضی طور پر مفلوج اور بیناٹائز کر دیتی ہے جس طرح شراب، افیون، ہیروئن، کوکین وغیرہ (اور اسی حد تک تمباکو نوشی بھی) جب کہ باب 2 میں بیان ہوا ہے، یہ سب چیزیں موسیقی کی طرح دماغ کے ایک ہی حصے (Limbic Region) کو متحرک کرتی ہیں۔ راک میوزک کے عالمی شہرت یافتہ امریکی گلوکار جمی ہینڈرکس (Jimi Hendrix) نے امریکی میگزین "Life" کے 1969ء کے انٹرویو میں کہا تھا:

''تم میوزک سے لوگوں کو ہپناٹائز (Hypnotize) کر سکتے ہو اور جب تم انہیں ذہنی طور سے کمزور ترین مقام پر پہنچا دو تو تم ان کے لاشعور میں وہ باتیں پہنچا سکتے ہو جو تم چاہتے ہو۔''

(Oct 1 ,1969, Life Magazine Page 4)

بلاشبہ موسیقی اور نفسیات کا گہرا تعلق ہے۔ 1986ء میں عمرانی علم نفسیات کے میدان میں رسالہ 'Journal of Consumer Research' میں ایک تحقیقی چھپی جس میں سائنسداں آر ای مل مین (R E Millman) نے یہ ثابت کیا کہ ریسٹورانٹ میں بیک گراؤنڈ میوزک کے اثرات گاہکوں کے کھانے کے دورانیے اور بل کی رقم پر مرتب ہوتے ہیں۔ مزید برآں یہ بھی دیکھا گیا کہ موسیقی کے اثر سے گاہک کھانے کے دوران زیادہ شراب استعمال کرتے تھے۔ سب سے اہم بات اس تحقیق میں یہ دیکھی گئی کہ رات کا کھانا کھانے والے گاہک ریسٹورانٹ میں زیادہ وقت زیادہ دیر ٹھہرتے اور زیادہ مقدار میں شراب استعمال کرتے جب ہلکی رفتار کی موسیقی (مثلاً کلاسیکل موسیقی) بیک گراؤنڈ میں چلائی جاتی بہ نسبت تیز رفتار پاپ میوزک) کے

(Millman R.E (1986) "The influence of background music on the behavior of restaurant patrons "Journal of Consumer Research, vol 13)

ماہر علم موسیقی ڈاکٹر ایڈم کنیسٹے (Dr Adam Kneste) نے موسیقی کے انسانوں پر اثرات کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ کہا تھا:

"It's a really powerful drug Music can poison you, lift your spirits or make you sick with out knowing why"

یعنی "موسیقی بہت طاقت ور نشہ آور چیز ہے۔ موسیقی تمہارے اندر زہر گھول سکتی ہے تمہارے جذبے کو بلند کر سکتی ہے یا تمہیں بغیر کسی وجہ کے بیمار کر سکتی ہے۔"

ماہرین نے موسیقی کو ایسا ذریعہ بتایا ہے جس سے نوجوان نسل شراب، سگریٹ اور نشیات سے روشناس ہوتی ہے۔ امریکہ کے پاپ میوزک میں شراب کو ہمیشہ مرکزی مقام حاصل رہا ہے اور مسلمان ممالک بشمول پاکستان میں پاپ میوزک امریکہ ہی سے درآمد کیا جاتا ہے۔ امریکہ میں نشیات کی روک تھام کے ایک ادارے Office of National Drug Control Policy کے لیے کی گئی ایک تحقیق میں ڈانلڈ ایف رابرٹس (Donald F Roberts) اور معاون سائنسدانوں نے 1996ء سے 1997ء کے دوران پیش کیے جانے والے 1000 مشہور ترین گانوں کا تجزیہ کیا۔ جنہیں Billboard 'ریڈیو اینڈ ریکارڈ میگزین اور College Music Journal نے سب سے مشہور گانے قرار دیا گیا تھا۔

ان محققین نے یہ نوٹ کیا کہ تقریباً 20 فیصد گانوں میں شراب کے حوالے موجود تھے۔ جن گانوں میں شراب نوشی کا ذکر کیا گیا تھا ان میں سے 9 فیصد میں شراب نوشی کا ذکر ایک خوبی کے طور پر کیا گیا تھا۔ ان نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈانلڈ رابرٹس لکھتا ہے۔ گانوں میں شراب نوشی اور تمباکو نوشی کا ذکر اس تحقیق کی سب سے واضح دریافت (Single most strilong finding) تھی۔

(Roberts, D.F., et al. (1999) Substance use in popular movies and music. Washington D.C. Office of National Drug Control)

مغربی مصنف لی بی کوپر (Lee B Cooper) نے امریکہ اور یورپ کی تاریخ کی مشہور ترین گانوں کے مرکزی مضامین پر اپنی کتاب "Popular Music Perspectives" میں بحث کی ہے اور ان گانوں کا ذکر کیا ہے جس کا مرکزی موضوع

شراب نوشی تھا۔ جن میں سے چند گانوں کے نام مثل یہ ہیں

Scotch and Soda, Chug-a-lug, Red Red Wine، غیرہ۔

(Roberts, Donald F. & Christenson, Peter G (Feb 2000). Alcohol, Drugs and Tobacco in Entertainment Media. New York, The Henry J. Kaiser Family Foundation.)

یہ تو ایسے گانے ہیں جس کا مرکزی موضوع ہی شراب خوری تھا۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار ایسے گانے ہیں جن میں شراب نوشی اور منشیات کا ذکر ضمناً آیا ہے۔ مثلاً میوزیکل گروپ "Mavericks" نے اپنے 1997ء کے مشہور ترین گانے میں بے وفا محبت کا ذکر کرتے ہوئے یہ اشعار گائے

"I can't sleep a wink anymore,
ever since you walked out of the door
and I just started drinkin, to forget"

دلچسپ بات یہ ہے کہ یہی رجحان انڈین اور پاکستانی گانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک مشہور انڈین گانے کے بول ملاحظہ ہوں

مجھے پینے کا شوق نہیں
پیتا ہوں غم بھلانے کو
تیری باتیں بھلانے کو

اسی طرح ایک پاکستانی گانے کے بول ملاحظہ ہوں

ہنگامہ ہے کیوں برپا
تھوڑی سی جو پی لی ہے
ڈاکہ تو نہیں ڈالا
چوری تو نہیں کی ہے

تمباکو نوشی پر ابھارنے کا ذکر مغربی موسیقی میں پایا جاتا ہے کیونکہ شراب اور منشیات کے مقابلے میں کم۔ مثلاً ٹیکس ولیمز (Tex Williams) کا گانا بعنوان "Smoke! Smoke! (Smoke That Cigarette) تاہم اکثر گانوں میں تمباکو نوشی کا ذکر ضمنی طور پر ہوتا ہے۔ مثلاً راک میوزیکل گروپ Sublime کا مشہور گانا جس کا ٹائٹل تھا What I got (1996ء) جس کے چند بول یہ تھے۔

"Early in the Morning
Rising in the street
Light me up that cigarette
And strap shoes on my feet"

تمباکو نوشی کا زیادہ تر ذکر میوزک ویڈیو میں دیکھا جاتا ہے بہ نسبت گانوں کے اشعار میں محقق ڈیورنٹ نے تمباکو نوشی کے میوزک میں استعمال کے متعلق ایک تحقیق کی جو 1997ء میں American Journal of Public Health میں چھپی۔ رپورٹ نے اس تحقیق کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا

"میوزک ویڈیو میں تمباکو نوشی اور شراب خوری کے مثبت امداد میں اکثر نوجوانوں کے اخلاق اور افعال پر خاصے دوررس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔"

DuRant, RH. et al. 1997). Tobacco and alcohol use behaviors portrayed in music videos. American Journal of Public Health, 87

بہت سے نوجوانوں میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ گلوکاروں اور فنکاروں کو اپنا رول ماڈل بنا لیتے ہیں۔ اس نقطہ سے گلوکاروں اور فنکاروں میں منشیات کا استعمال ایک سنگین مسئلہ ہے۔ ٹائم میگزین کے 1969ء کے شمارے میں یہ خبر چھپی تھی کہ گانے بجانے والوں کی اکثریت نشہ کرتی ہے۔ اور ان کے گانوں کے اشعار میں منشیات کے متعلق بہت سے حوالے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً میوزیکل گروپ ویلوٹ انڈر گراؤنڈ (Velvet Underground) کا گانا جنکا

عنوان تھا "ہیروئن" اسکو سن کر کئی نوجوانوں نے منشیات کا استعمال شروع کیا اس کا انجام نہایت المناک ہوا۔

Cale, John (May 1990) Spin page 30

اسی طرح ولسن برائن پی کتاب Media Sexploitation میں میوزیکل گروپ Beatles کے متعلق لکھتا ہے

"Beatles نے پوری دنیا کے نوجوانوں میں منشیات کو مہیا کرنے میں ثقافتی طور پر قبول عام دلایا۔ Beatles منشیات کے کلچر کے پیامبر اور سب سے زیادہ فروغ دینے والے بن گئے، مثال کے طور پر 1968ء کا یورپ اور امریکہ میں سب سے زیادہ مشہور گیت Beatles کا گانا تھا جس کا عنوان تھا Hey jude اس گانے میں Beatles کے گلوکار پال میکارٹنی (Paul McCartney) نے "Hey Jude" گانا گانے اور سننے والوں کو ایک روحانی نصیحت (spiritual advice) دی کہ زندگی کی تلخ حقیقتوں سے فرار کی بہترین راہ نشہ کرنے میں ہے۔ اسی طرح کیپٹل ریکارڈز (Capital Records) کی ریلیز کی جانے والے Beatles کی سب سے کامیاب البم Sergent pepper's Lonely Hearts Club Bond تھی، جو لاکھوں میں فروخت ہوئی اور اس کی موسیقی اور گانوں کو ان گنت لوگوں نے بار بار سنا۔ آزادمحبت کے علاوہ بہت سے منشیات کے حوالے بھی اس البم کے گانوں میں موجود تھے مثلاً Fixing a Hole اور L S D وغیرہ جیسے گانے۔

Key, Wilson Bryan (1976) Media Sexploitation New York, Signet Books

موجودہ دور کے گانوں میں بھی منشیات کے حوالے کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ مغربی دنیا میں ایسے گلوکار جن کی اموات نشہ کرنے کی وجہ سے ہوئیں، ان میں Rolling stones میوزیکل گروپ کا برائن جونس، Beach boys گروپ کا ڈینس ولسن، Sex Pisto s میوزیکل گروپ کا سڈ وشس (Sid Vicious)، جمی ہینڈرکس، ایوس

پریسلے (Elvis Presley)، فرینکی لائمون وغیرہ شامل ہیں۔ حال ہی میں Temptations میوزیکل گروپ کے گلوکار David Ruffin کی موت کوکین کا شکر کرنے کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔

Ankenberg, Frank & Weldon, John (1992) The Facts on Rock Music Eugene, Oregon, Harvest House Publishers

اسی طرح مسلمان ممالک کے کئی گلوکاروں اور فنکاروں کی موت شراب بہت پینے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ڈاکٹر پال کنگ (Dr Paul king) جو امریکہ کی یونیورسٹی آف ٹینیسی (University of Tennessee) کے میڈیکل کالج میں بچوں اور نوجوانوں کے دماغی علاج (Child & Adolescent Psychiatry) کے شعبے کے پروفیسر ہیں، انہوں نے موسیقی اور نشہ آور کے تعلق کے بارے میں ایک سائنٹفک تحقیق کی۔ تین سالوں پر محیط یہ تحقیق 470 نوجوان مریضوں پر کی گئی (جن میں سے 242 لڑکے و 228 لڑکیاں تھیں)۔ جنہیں شہر ممفس (Memphis) کے چلڈرنز سائکاٹرک ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا۔

نوجوان مریض جن میں اکثریت سفید فاموں (American) کی تھی، ان کا تعلق مختلف معاشرتی و معاشی طبقات سے تھا اور ان کی عمریں 13 سے 18 کے درمیان تھیں۔ اس تحقیق سے یہ آشکارا ہوا کہ نشہ آور میں مبتلا 60 فیصد مریضوں نے Heavy metal میوزک کو اپنا پسندیدہ ترین میوزک قرار دیا۔ ڈاکٹر کنگ لکھتے ہیں

"جو لوگ ایسے نوجوانوں کے علاج میں مصروف ہوتے ہیں، جن نوجوانوں کو نشہ کرنے کی لت پڑی ہوتی ہے، وہ لوگ جانتے ہیں کہ ایسے نوجوان نہ صرف بگڑے طوار جنسی بے راہ روی کا شکار ہوتے ہیں بلکہ ان کے ذہنوں پر ہر وقت ہیوی میٹل موسیقی بھی سوار ہوئے رہتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے نوجوان جنہیں نشہ آور کے استعمال کی وجہ سے علاج کی ضرورت پیش آتی ہے، انہیں اکثر گانوں کے بول زبانی یاد ہوتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ موسیقی کو وہ نہایت اہم سمجھتے ہیں اور گھر سے والدین اس طرح کے میوزک کو لگانے کی کوشش

کرتا تو ہے نوجوان شدید جذبات اور ردِعمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔"

King, Paul M.D. (April 1988) 'Heavy metal music and drug abuse in adolescents" Postgraduate Medicine 83(5). 295-304.

نوجوانوں کے عادات واطوار پر میڈیا کے اثرات سے متعلق ایک تحقیق میں دو تحقیق گروپ (Grube) اور والیک (Wallack) نے یہ دریافت کیا کہ صرف شراب کے اشتہارات نوجوانوں کو شراب نوشی کی طرف خاطر خواہ طور مائل نہیں کر سکتے کیونکہ شراب کے اشتہارات کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ نوجوان کس حد تک وہ اشتہارات توجہ کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ بنیادی تحقیق گروپ اور والیک کے مطابق شراب کی کمپنیوں نے موسیقی اور مزاح کو شراب نوشی کی طرف نوجوانوں کو راغب کرنے والے اشتہاروں میں استعمال کیا۔ جب ایسے تمام اشتہارات کا کمپیوٹر پر Statistical Modeling کے ذریعے تجزیہ کیا گیا تو یہ پتہ چلا کہ ایسے شراب کے اشتہارات کے نتیجے میں نوجوانوں میں شراب نوشی بڑھ گئی۔

Grube, J.W. & Wallack, L. (1994). Am J Public Health 84: 254-259

چنانچہ موسیقی اور مزاح ایسے بنیادی عناصر تھے جنہوں نے اشتہارات کے ذریعے شراب نوشی کی طرف نوجوانوں کو راغب کیا۔ ہمیں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ صرف پاپ میوزک ہی نہیں بلکہ کلاسیکل میوزک بھی شراب نوشی اور منشیات کے استعمال پر ابھارتا ہے بہت سے سائنسدانوں نے اس بات پر زور دیا ہے اسی طرح شراب نوشی کے متعلق عملی میدان میں تحقیق (Research Field) سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کثرت شراب نوشی کا بالواسطہ (Directly) تعلق میوزک سننے سے ہے۔

Journal of Studies on Alcohol میں چھپنے والی ایک تحقیق کے مطابق عمرانی سائنسدان پال چالفینٹ (Paul Chalfant) اور رابرٹ بیکلے (Robert Beckley) نے 30 مشہور ترین کلاسیکل گانوں کا تجزیہ کیا اور یہ مشاہدہ کیا کہ امریکہ کے لوک

گانوں (جو امریکہ کے جنوبی حصے میں بہت مقبول ہیں بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ سنے جاتے ہیں) کے اشعار میں شراب نوشی کو زندگی کی تلخیوں سے نمٹنے کے لیے ایک قابل قبول شے بنایا جاتا ہے۔ ان گانوں میں یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ زندگی مشکلات سے بھری ہوئی ہے اور زندگی کی جن تلخیوں کا سامنا کیا جا سکے، ان سے چھٹکارے کا واحد علاج شراب میں پنہاں ہے۔'

Chalfant, Paul, and Robert Beckley (1977). "Beguiling and Betraying. The Image of Alcohol Use in Country Music." Journal of Studies on Alcohol 38: 1428-1433

مزید برآں، ان لوک گیتوں میں سے 25 فیصد میں شراب نوشی کا بدکاری سے تعلق بیان کیا گیا تھا۔ ایسے گانے مثلاً ایک کا نام تھا After the fire is gone ایک اور گانے کا عنوان تھا Third rat romance۔ اسی طرح City lights اور Take me home to somewhere وغیرہ میں شراب خوری اور مردوں عورتوں کے ناجائز تعلقات کو موضوع سخن بنایا گیا تھا۔

یہ تمام تحقیقات اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ موسیقی، نفسیات اور جنسی بے راہ روی میں نہایت گہرا تعلق موجود ہے جیسا کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے چودہ سو سال پہلے فرمایا تھا۔

پروفیسر ایلن بلوم (Allan bloom) جنہوں نے نہ صرف شکاگو یونیورسٹی میں پڑھایا ہے بلکہ انہوں نے (Yale University)، پیرس یونیورسٹی، ٹورانٹو یونیورسٹی اور نیویارک کی کارنیل یونیورسٹی میں بھی طلبہ و طالبات کو پڑھانے کا تجربہ ہے، اپنی کتاب The Closing of American Mind میں موسیقی اور نفسیات میں ایک اور مشہور بحث پر روشنی ڈالتے ہیں کہ دونوں کے اثرات نوجوانوں پر کیا ہوتے ہیں کہ ان میں مستقبل میں بلند پروازی کا جوش مجذوب ہمیشہ کے لیے ماند کر ڈالتے ہیں

''راک میوزک سننے والے پر قبل از وقت قسم کا وجد (Premature Ecstasy) طاری کرتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ منشیات سے بہت مشابہ ہے۔ میرا یہ تجربہ ہے کہ جو نوجوان منشیات میں بہت زیادہ ملوث ہوتے ہیں اور پھر بالآخر ان سے کسی طرح چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں تو پھر ان کے اندر کا جوش و جذبہ ہمیشہ کے لیے ماند پڑ جاتا ہے گویا کہ ان کی رگوں سے رنگ نکل گیا ہو۔ ان کی زندگی بلیک اینڈ وائٹ ہو جاتی ہے۔ نشہ کے شروع میں وہ جو انتہائی شدید لذت محسوس کر چکے ہوتے ہیں کہ بعد میں اس کے لیے کچھ نہیں رہا ہوتا۔ میرا یہ شبہ ہے کہ راک میوزک کا چسکا بھی منشیات کی طرح کا ہوتا ہے۔''

Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind. New York. Simon & Schuster Inc

عوام کو فریب دینے میں موسیقی کا کردار

یہ ایک حقیقت ہے کہ موسیقی انسان کو خدا کی یاد سے غافل رکھتی ہے۔ دراصل موسیقی شیطان کا انسان کے خلاف پرانا ہتھیار ہے جس سے وہ انسان کو اس کے عظیم مقصد تخلیق سے غافل رکھتا ہے یعنی خدا کی عبادت و ذکر سے۔ سورۃ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (سورۃ لقمان، آیت 6)

''اور انسانوں میں سے بعض آدمی ایسے بھی ہیں، جو بیہودہ حدیث کلام کو خرید لاتے ہیں تاکہ بغیر کسی دلیل کے خدا کی راہ سے لوگوں کو بھٹکا دیں اور راستے مذاق بنائیں۔ یہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

اس آیت میں لھو الحدیث سے مراد موسیقی اور گانا ہے جیسا کہ مفسر تفسیر عبداللہ بن مسعودؓ، جابرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ نے اور تابعین میں عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد، مکحول وغیرہ نے کی۔

محدثین کرام سورۃ لقمان کی اس آیت کے اسباب نزول میں درج ذیل واقعہ بیان کرتے ہیں۔ جب حضورؐ مکہ میں اسلام کی دعوت کو پھیلانے میں مصروف تھے۔ اُس وقت مکہ میں ایک

میرتا ہے تھا جسکا نام تھا نصر ابن الحارث اس نے لوگوں کی توجہ اسلام کے پیغام سے ہٹانے کے لیے بہت سے طریقے اختیار کیے۔ ایک طریقہ اس نے یہ کیا کہ اس نے خوبصورت آواز سے گانا گانے والی چند لونڈیاں خرید لیں۔

پھر جب بھی نضر بن الحارث دیکھتا کہ مکہ میں کوئی شخص اسلام کے پیغام میں یا قرآن میں دلچسپی لے رہا ہے تو وہ اس شخص پر ایک لونڈی کو مسلط کر دیتا، جو اسے بہت سا کھانا کھلاتی، شراب پلاتی اور گانا سناتی۔ کچھ دنوں کے بعد نضر بن الحارث اُس شخص کے پاس جا کر پوچھتا کرتا مجھے بتاؤ کیا یہ شراب نوشی، لذیذ کھانے اور یہ موسیقی و گانا سننا بہتر ہے یا وہ پیغام جو محمد (ﷺ) لائے ہیں۔ یعنی جہاد، نمازیں، درود وغیرہ۔ اس طریقے سے نضر بن الحارث نے بہت سے اسلام کی طرف مائل غیر مسلموں اور کمزور اعتقاد کے مسلمانوں کو اسلام سے پھیر کر کفر و ضلالت کی میں واپس پہنچا دیا۔ (تفسیر روح المعانی)

آج کے حکمران، سیاستدان اور سرمایہ دار حضرات وہی نضر بن الحارث والی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ حکمران بالکل وہی نضر بن الحارث والا طریقہ واردات یعنی موسیقی (Seduction) استعمال کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ موسیقی اندازی کے نئے طریقے پرانے طریقوں سے کئی گنا زیادہ مؤثر ہیں کیونکہ انہیں جدید ٹیکنالوجی اور میڈیا کی پشت پناہی حاصل ہے۔ یہ دراصل عوام کو دھوکہ دہی کے ہتھیار (Weapons of mass Deception) بن گئے ہیں۔

آج مسلمان ممالک میں حکمرانوں اور سرمایہ داروں نے موسیقی کے ذریعے تفریح کے لیے علیحدہ ٹی وی اور کیبل چینل مختص کیے ہوئے ہیں۔ وہ عوام کو ہر طرح کی لغو الحدیث میں مشغول کرتے ہیں تاکہ عوام پر آسانی کے ساتھ سواری اور حکومت کی جا سکے کئی صدیاں پہلے روی حکمران اپنی پبلک کو خوراک اور تفریح (Bread and Circus) کے ذریعے بہلاتے تھے آج بھی وہی حیثیت اور ہتھکنڈے کام کر رہے ہیں۔ آج بھی حکمران لوگوں کو روٹی اور تفریح کے چکر میں پھنسا کر ان کو انکے اصل مقصد زندگی سے غافل رکھنا چاہتے ہیں۔

ہالی وڈ اس صدی کا سب سے بڑا نضر بن الحارث ہے۔ ہالی وڈ کی صنعت فلموں پر بے بہا پیسہ خرچ کرتی ہے جو دراصل بڑے پیمانے پر لغو الحدیث ہے۔

Titanic فلم موجودہ زمانے کی سب سے مہنگی فلم تھی جس کو بنانے میں 285 ملین ڈالر لاگت آئی۔ فلم کا موضوع ایک عشق کی داستان ہے اور یہ پیغام ہے کہ اگر ہم شادی سے پہلے محبت (Free love) میں مبتلا ہوں گے تو ہم ہیرو بن جائیں گے۔ اس فلم میں موسیقی نے اس پیغام کو لوگوں تک پہنچانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس لیے ہمیں اس بات پر حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ فلم Titanic کے مشہور نغمے Celine Dion نے بے شمار میوزیکل ایوارڈ جیتے۔

موسیقی کی اس طاقت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایڈی مینسن (Eddie Manson) نے کہا تھا: ''موسیقی کو ہر جگہ برین واشنگ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ موسیقی اتنی ہی طاقتور ہے جتنی منشیات بلکہ ان سے بھی زیادہ خطرناک لیکن لوگ اس بات کو سنجیدگی کے ساتھ نہیں سمجھتے۔''

Chagali. David (Jan 30. 1983) Family Weekly magazine 17

جو لوگ میڈیا کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں، وہ موسیقی کی انسانی ذہن کو مسخر کر دینے والی طاقت سے بخوبی واقف ہیں۔ ڈینیس وِن (Denise winn) برطانیہ کی صحافی خاتون ہیں جنہوں نے علم نفسیات اور طب (Medicine) میں بھی ڈگری لی ہے۔ اپنی کتاب The Manipulated Mind Brainwashing, Conditioning and Indoctrination میں لکھتی ہیں کہ ایک کامیاب برین واشنگ پروگرام کے لیے تین عناصر کی ضرورت ہوتی ہے۔ ''جسمانی اور ذہنی تھکاوٹ، تکرار اور اپنے پیغام کو مختصر جملوں یا نعروں میں پیش کرنا۔''

جب ہم موسیقی اور گانوں پر غور کریں تو ان میں یہ تینوں عناصر موجود پاتے ہیں۔ لوگ موسیقی کو ایک تفریح سمجھتے ہیں چنانچہ وہ موسیقی اور گانے اکثر اس وقت سنتے ہیں جب وہ ذہنی جسمانی طور سے تھکے ہوئے ہوں۔ گانوں کے اشعار میں تکرار ہمیشہ موجود ہوتی ہے۔

گانوں میں پیغامات نہایت مختصر الفاظ یعنی اشعار کی صورت میں پیش کیے جاتے ہیں جو بہت حد تک نعروں سے مشابہ ہوتے ہیں۔ اس لیے گانے بجانے کے ذریعے سننے والوں کی

کامیاب طریقے سے برین واشنگ کی جاسکتی ہے۔ جبکہ انہیں اسکی خبر تک نہیں ہوتی۔ مغربی ماہر نفسیات جان کاپاس (John Kappas) کے مطابق لوگوں پر موسیقی کے پیغامات اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور ان میں موسیقی سے خوشی یا غم کے احساسات پیدا ہوتے ہیں۔

"جب بھی ہم دماغ پر کسی چیز کی بھرمار کردیں تو بندہ رد کرنے کے معاملے میں بہت کمزور (Suggestible) ہوجاتا ہے۔ اس وقت انہیں جو بھی پیش کیا جائے وہ اسے بغیر روکھ کے قبول کرلیتے ہیں کیونکہ ان میں اسکے خلاف دفاع کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ لوگ میوزیکل کانسرٹس (Musical Concerts) سے ایسی ہی حالت میں باہر نکلتے ہیں۔"

Schwartz, Ted and Empey, Duane (1989) Satanism Is Your Family Safe" Gran Rapids, MI, Zondervan

فلمی صنعت میں موسیقی کی اہمیت

فلموں میں موسیقی جذبات کو ابھارنے کا سب سے طاقتور ماخذ ہوتی ہے۔ اگر ہم فلموں سے موسیقی کو نکال دیں تو فلمی صنعت کی تمام عمارت زمین بوس ہوجائے گی کیونکہ لوگوں کو مسحور کرنے میں موسیقی کا سب سے بڑا حصہ ہے۔

فی الحقیقت کسی بھی فلم کے تمام مناظر (Scenes) چاہے وہ عشق کے متعلق ہوں یا جاسوسی یا خوف و ہراس یا مزاح سے متعلق ہوں کا بنیادی انحصار موسیقی پر ہوتا ہے۔ فلموں اور ٹی وی کے ڈراموں کی ساؤنڈ کے ٹریک (Sound tracks) کا بیشتر حصہ موسیقی پر مشتمل ہوتا ہے۔ موسیقی میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ ایک سنجیدہ ماحول سے فلمی منظر کو ایک ہم منظر میں بدل ڈالے۔ موسیقی فلم میں عشقیہ منظر میں جان ڈال دیتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ دنیا کی تمام فلمی صنعتوں کا دارومدار موسیقی پر ہے، چاہے وہ ہالی وڈ یا مصری فلمی صنعت ہو یا عربی ڈرامے ہوں۔ فلموں کے اندر موسیقی میں جذبات کے اظہار کی صلاحیت تصویر کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ موسیقی اپنے راگ، دھن، آواز اور موزونیت (Rhythm) میں بیک وقت کئی طرح کی جذباتی معلومات کو ظاہر کرسکتی ہے۔

فلمی صنعت میں موسیقی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب بیسویں صدی کی ابتداء میں خاموش فلمیں (Silent movies) دکھائی جاتی تھیں (کیونکہ ٹیکنالوجی نے اتنی ترقی نہیں کی تھی کہ فنکاروں کے ڈائیلاگ بھی ریکارڈ کیے جا سکیں) تو اُس وقت فنکاروں کی حرکات کو واضح کرنے کے لیے موسیقی کو استعمال کیا جاتا تھا۔

فلمی نظریے (Film Theory) کے میدان کا بانی اور ہارورڈ یونیورسٹی کا ماہر نفسیات ہیوگو منسٹر برگ (Hugo Munsterberg) کو سمجھا جاتا ہے۔ اُس کی زندگی کی آخری کتاب 1916ء میں طبع ہوئی، اُسکا عنوان تھا The photoplay A Phychologcal Study اور یہ کتاب فلم بنانے کے موضوع پر پہلی کتاب تھی۔ اس کتاب میں Munsterberg نے اس بات پر زور دیا کہ فلموں میں موسیقی ہونی چاہیے کیونکہ موسیقی دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ آرام بخشتی ہے، جذبات کو ابھارتی ہے اور لطف کا احساس دیتی ہے۔

Munsterberg کے مطابق سینما کی مشابہت تصویر کے مقابلے میں موسیقی سے زیادہ ہے کیونکہ تصویر ایک بے جان چیز ہے جبکہ سینما اور موسیقی دونوں انسان کے ذہن کی گہرائیوں میں اتر کر اُس کے جذبات کو چھڑکاتے ہیں۔ اور سکی ماضی کی یادوں اور مستقبل کے خوابوں کو اس کے ذہن کے اندر نئی زندگی بخشتے ہیں۔"

Munsterberg, Hugo (1970) The Photoplay A psycho ogical Study New York, Arno (originally published in 1916)

Munsterberg کی موت 1916ء میں اُسی سال واقع ہوئی جس سال اسکی کتاب The photoplay طبع ہوئی اور شروع میں فلمی صنعت نے اُس کے خیالات کی اہمیت کو نہ سمجھا 1927ء میں جب بولنے والی فلموں کا آغاز ہوا تو موسیقی کو فلموں سے نکال دیا گیا انہوں نے سوچا کہ اصل آوازیں اور صوتی اثرات (Sound effects) کی موجودگی میں جذبات کو ابھارنے میں موسیقی کی ضرورت نہیں

لیکن چند ہی سالوں میں لوگوں نے فلموں میں دلچسپی لینی چھوڑ دی۔ لوگوں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ فلموں میں موسیقی کے بغیر کوئی زندگی نہیں۔ پس فلمی صنعت نے یہ تلخ سبق سیکھا کہ

فلموں میں موسیقی کے بغیر جذبات کا اظہار ممکن نہیں۔ ای پی موسیقار پالمر (C Palmer) کے مطابق دو جہتی (Two-dimensional) فلمی سکرین میں موسیقی تیسری جہت (Third dimension) کا اضافہ کرتی ہے۔

Palmer, C. (1990) The Composer in Hollywood New York, Manon Boyars

ایک ریسرچ جو رسالہ Psychomusicology کے 1994ء کے شمارے میں چھپی جسے دو محققین بلر جاہن (Bullerjahn) اور گلڈنرنگ (Guldenring) نے رپورٹ کیا۔ شہرت یافتہ اور پیشہ ور فلمی دنیا کے موسیقاروں نے پانچ مختلف قسم کے بیک گراؤنڈ میوزک ٹریک (Music traeks) تیار کیے۔ (مثلاً جرم کے وقت کا میوزک، غمگین مواقع کا میوزک، سسپنس کا میوزک وغیرہ) اور ایک ہی 10 منٹ کے فلمی منظر (Scene) کے لیے مختلف رضا کاروں کو مختلف بیک گراؤنڈ موسیقی کے ساتھ وہ سین دکھایا۔

اس تحقیق کا خلاصہ یہ تھا کہ بیک گراؤنڈ موسیقی کی نوعیت کے لحاظ سے جن لوگوں نے جس قسم کا میوزک سنا، اسی حساب سے انہوں نے فلم کے سین اور اس کے ایکٹروں کے افعال و حرکات کے متعلق رائے قائم کی۔ اگر بیک گراؤنڈ موسیقی غمگین سے والی تھی تو ناظرین نے فلم کے سین اور ایکٹروں کی حرکات کے متعلق بھی یہی رائے قائم کی جبکہ اگر موسیقی سسپنس والی تھی تو ناظرین کی رائے اسی فلمی سین کے متعلق بالکل مختلف تھی۔ موسیقی کی علموں میں اسی اہمیت کے پیش نظر اینابیل جے کوہن (Annabel J Cohen) رقمطراز ہیں

"موسیقی فلم میں صرف آواز ہی پیدا نہیں کرتی بلکہ پردہ سکرین پر موجود چیز کی طرف متوجہ بھی کرتی ہے اور اس چیز کے متعلق جذباتی رائے قائم کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے فلم کے بانی منسٹربرگ (Mumsterberg) نے بیان کیا تھا کہ فلم کے اندر پائے جانے والے نفسیاتی عوامل تھیٹر کے مقابلے میں موسیقی سے زیادہ مشابہ ہیں۔ اس وقت سے اب تک سائنسی تجربات نے یہی ثابت کیا ہے۔ فلمی کہانی کو سمجھنے میں موسیقی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اور فلم کی بصری معلومات (Visual Information) کے ساتھ وہ موسیقی دیکھنے والے کی یادداشت کا حصہ بن جاتی ہے۔"

Cohen, Annabel J (2001). Music and Emotion. Theory and Research. Patrik & Sloboda John A. New York. Oxford Press. 249 272.

اشتہارات کی صنعت میں موسیقی کی اہمیت

موسیقی اشتہارات کا بنیادی لائینک ہے۔ بہت سی سائنسی تحقیقات سے یہ پتہ چلا ہے کہ انسان کے مزاج (mood) کے بدلنے اور پسند ناپسند کے انتخاب میں موسیقی اثر انداز ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اشتہارات کی صنعت کا بھاری انحصار موسیقی پر ہوتا ہے۔ صنعت کار حضرات مشہور ترین موسیقی و مشہور زمانہ گانوں کو اپنی مصنوعات کے اشتہارات میں استعمال کرتے ہیں تاکہ عوام کو متوجہ کر کے اپنی مصنوعات خریدنے پر آمادہ کیا جا سکے۔

مغربی ماہر معاشیات ای ایم برانڈ (E M Brand) اپنی کتاب Modern Supermarket Operation میں تحریر کرتے ہیں کہ سپر مارکیٹس میں موسیقی لگانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گاہکوں کے لیے شاپنگ کا تجربہ اچھا رہے اور خریدے جانے والے سامان سے بھری کارٹ (ریڑھی یا تھیلا) کی ٹوٹل قیمت سے گاہکوں کی توجہ ہٹائی جا سکے

Brand, E. A. (1963). Modern Supermarket Operation. New York, Fairchild Publications

تحقیقات نے اس بات کا ثبوت فراہم کیا ہے کہ مزاج، جنس (Sex)، خوبصورت رنگ و موسیقی کے اشتہارات کے استعمال کا تجارتی مصنوعات کے انتخابات پر بلاواسطہ (Direct) اثر ہوتا ہے۔ مثلاً کینیڈا کی یونیورسٹی آف برٹش کولمبیا (University of British Columbia) کے پروفیسر جیرالڈ جے گارن (Gerald J. Gorn) نے انسانی رضا کاروں پر کیے تجربات سے یہ ثابت کیا ہے کہ جب لوگوں کے سامنے بازار میں کوئی خریدنے والی چیز

ہے جبکہ وہ موسیقی سن رہے ہوں تو وہ موسیقی انکے مصنوعات کے انتخاب پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مزید برآں موسیقی اور رنگ وغیرہ ایسے محرک (Stimuli) ہیں جو امریکن اور برٹینڈ کے اکثر اشتہارات میں بیچے جانے والی چیز کے متعلق بہت کم معلومات ہوتی ہیں جبکہ ان اشتہارات میں زیادہ تر ایسے محرک ہوتے ہیں جو جذبات کو ابھارتے ہیں۔ مثلاً موسیقی و خوبصورت رنگ اور دیگر بصری محرک جیسا اشتہارات میں خوشنما مال گراز کا استعمال۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ پروفیسر گارنر نے اپنے ایک تجربے میں یہ مشاہدہ کیا کہ تحقیق میں شامل تمام رضا کاروں میں سے جنہوں نے اپنی پسندیدہ موسیقی کے زیر اثر مصنوعات کا انتخاب کیا، اُن میں سے 91 فیصد کو اس بات کی خبر تک نہ تھی کہ ان کے اس فیصلے میں انکے پسندیدہ موسیقی کے بیک گراؤنڈ میں بجنے کو دخل تھا۔

اسی چیز کو علم نفسیات کی زبانی میں ذہنی تعصب" (Cognitive Bias) کہتے ہیں جس کے تحت لوگ اپنے آپ کو اور محققین کو یہ باور کراتے ہیں کہ ان کے ذہن سے کوئی نہیں کھیل سکتا اور وہ ہر فیصلہ نہایت سوچ بچار کر کرتے ہیں۔ یعنی وہ کسی کو اس بات کا علم تک نہیں ہونا کہ موسیقی کے ذریعے اُن کے ذہن سے کھیلا جا رہا ہوتا ہے۔ اپنے مضمون کے آخر میں جیرالڈ گارن اشتہارات دینے والے صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ اپنے ناظرین تک جذبات کو ابھارنے والی چیزوں مثلاً موسیقی وغیرہ سے پہنچیں تاکہ ان کے ذہن کو کنٹرول کیا جا سکے۔ اور چیزیں خریدنے کے عمل میں ان پر اثر انداز ہو سکے۔

Gorn, Gerald J (Winter 1982) Journal of Marketing 46 94-101

امریکی ریاست شکاگو کی لویولا یونیورسٹی (Loyola Unversity) میں رانلڈ ملمن (Ronald Milmen) اور معاون سائنسدانوں کی ایک تحقیق میں یہ بھی پتہ چلا کہ جب سپر مارکیٹ کی راہداریوں (Aisles) میں آہستہ رفتار کی موسیقی (مثلاً کلاسیکل موسیقی) لگائی گئی تو سیل کی رسیدوں سے پتہ چلا کہ مارکیٹ میں خریداری بڑھ گئی۔ بہ نسبت اُس صورت میں جبکہ پاپ میوزک لگایا گیا۔ اس تحقیق میں جب سپر مارکیٹ سے خارج ہونے والے گاہکوں

سے موسیقی کے متعلق سوالات کیے گئے تو 33 فیصد گاہکوں کو اس کی خبر تک نہ تھی کہ ریکیٹ میں موسیقی چل رہی تھی۔ اور 29 فیصد گاہکوں نے اس بات کا سرے سے انکار کر دیا کہ ریکیٹ میں کسی قسم کی موسیقی تھی۔

Rosenfeld, Anne H. (Dec. 1985) "Music, The Beautiful Disturbes"
Psychology Today

جیسا کہ گارن (Gorn) کی تحقیق میں اشارہ دیا گیا تھا اس تحقیق سے بھی پتہ چلتا ہے کہ گاہکوں کی اکثریت کو خبر نہ تھی کہ ان کے ذہنوں کے ساتھ موسیقی کے ذریعے کھیلا جا رہا تھا۔ یہ تمام تحقیقات موسیقی کی تخریبی طاقت کے متعلق ہمیں بتاتی ہیں۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ تشہیرات میں موسیقی کے استعمال کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گاہکوں کی توجہ چیزوں کی قیمت یا خامیوں سے ہٹا کر موسیقی کی طرف منعطف کروا دی جائے جو کہ ایک طرح کا دھوکہ ہے۔ جبکہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے تجارت میں دھوکہ حرام قرار دیا ہے۔

من غشنا فلیس منا (صحیح مسلم باب قبیح الغش)

"جس نے ہم سے دھوکہ کیا وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں"

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضورؐ بازار میں جا کر تاجروں سے کہتے تھے۔

یا معشر التجار! ایاکم و الکذب۔

اے تاجرو! جھوٹ سے بچو (طبرانی، المعجم الکبیر باب 5 حدیث 17598)

باب 4

موسیقی نے مجھ سے ایسا کروا دیا

The Music Made Me Do It

موسیقی میں طاقت ہے یہ سلا بھی سکتی ہے اور سرور بھی۔ یہ جگا بھی سکتی ہے اور رجعت بھی۔ یہ انسانوں کو تخلیق سے جوڑ سکتی ہے، توڑ بھی سکتی ہے اور ہلاک بھی کیا جا سکتا ہے۔ لوگوں کے مابین یک جائی سے موسیقی ہمیں محصور کر سکتی ہے اور یہ اس کا مقصد ہے لیکن اگر اس کے طریقہ کار پر غور کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ موسیقی دماغ کے دو حصوں پر یکے بعد دیگرے اثر انداز ہوتی ہے۔

Anne H Rosenfield (ایک ماہر نفسیات اور موسیقار)

ویبسٹر Webster انگلش ڈکشنری کی تعریفی اصطلاح میں لفظ "میوز" (muse) جو کہ میوزک کے لفظ کا اصل مادہ ہے، کا مطلب ہے "الہام کا سرچشمہ"۔ ان کے خارج میں سکے لیے الہام عمل کے دو اسباب ہیں "اللہ" اور "شیطان"۔

دونوں ہی اسباب اپنے سننے والے کے ساتھ تعلق قائم رہتے ہیں جبکہ وہ سرگوشی ہو۔ شیطان کا طریقہ کار جھوٹ، دھوکہ اور وسوسہ ہے جس کے ذریعے سے وہ اپنے سننے، ماننے والے کو اللہ تعالیٰ کے خلاف سرکش بناتا ہے۔ قدیم یونانیوں کے نزدیک "میوز" کا مطلب وہ روحانی نفوس یا ارواح ہیں جو انسان کے اندر تمام طرح کے آرٹ کے لیے پیدا ہونے والی کشش صفت کی ذمہ دار ہیں۔ گویا یہ ارواح ہی دراصل وہ شیطانی طاقتیں ہیں جو میوزک (موسیقی) میں کارگر ہیں کیونکہ بمطابق قرآن کریم شیطان انسانوں کو اپنے وسوسے کی

طاقت سے مغلوب کر کے گمراہ کرتا ہے۔ سوشل سائیکولوجی ثابت کرتی ہے کہ موسیقی کا انسان کے رویے اور سوچ پر براہ راست اثر ہوتا ہے۔

کلاسیکی موسیقی اور پاپ موسیقی کا موازنہ

عام طور پر موسیقی دو طرح کی ہوتی ہے

1 کلاسیکی جو دھیمی اور نرم ہے

2 پاپ موسیقی، جو تیز (ہیجان انگیز) اور ریپڈ ہے (مثلاً راک، ہیوی میٹل، ہپ ہاپ، ڈسکو، پاپ)

سوسائٹی پر اثر پذیری کے لحاظ سے دونوں طرح کی موسیقی اور گانوں کا موازنہ

کلاسیکی موسیقی اور گانا	پاپ موسیقی اور گانا
1 اس موسیقی کو سننے والا سر دھنتا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔	1 اس موسیقی کا اثر انسان کے نچلے دھڑ پر ہوتا ہے۔ وہ تھرکتا ہے اور غیر مناسب ہو جاتا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔
2 یہ موسیقی انسان کو اپنے والدین سے باغی بناتی ہے اور اس کا اظہار وہ اپنی شادی کے معاملے میں کرتا اور اختیار سے کرتا ہے۔	2 اس موسیقی کا رسیا اپنے والدین کو جاہل گردانتا ہے۔ غیر تابعدار ہو جاتا ہے اور موسیقی کے حلقے اور محفلیں اپنا لیتا ہے۔
3 اگر محبت میں ناکامی ہو چکی ہو تو یہ راگ اس شخص کو مزید اداس کرتا ہے اور یہ مایوسی اسکو خودکشی کے ارتکاب تک پہنچا دیتی ہے۔	3 یہ موسیقی اپنے شکار کو خودکشی تک لے جاتی ہے غلط کاری اور عیاشیات میں مشغول کر کے۔

4 ۔اس موسیقی میں غرق لوگ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ زنا سوسائٹی کا ایک عام معمول ہے اور وہ لوگ فواحشات سے گریز نہیں رکھتے ہیں۔	4 پاپ موسیقی اپنے عادی انسان کو شہوانیت میں مبتلا کرتی ہے اور عصمت دری کا درس دیتی ہے۔
5 کلاسیکی موسیقی اور گانوں میں اپنی محبوبہ کی تعریفوں کے ایسے پل باندھے جاتے ہیں کہ عورت کو جنسی دیوی (Sex goddess) کے مقام پر فائز کر دیا جاتا ہے۔	5 پاپ موسیقی اور گانے عورتوں کو جنسی کھلونے (Sex object) کے طور پر پیش کر کے ذلت کی حد تک گرا دیتے ہیں۔
6 سننے والے کے دل میں یہ موسیقی کافی ہمدردی پیدا کرتی ہے۔	6 پاپ موسیقی اپنے سننے والے کی رگوں میں ہیجان اور شدت پسندی پیدا کرتی ہے۔
7 یہ موسیقی عورتوں کو زیادہ پرکشش لگتی ہے کیونکہ یہ نرم اور رومانس بھری ہوتی ہے۔	7 یہ موسیقی مرد حضرات کو زیادہ بھاتی ہے کیونکہ اس میں روشی، تیزی اور شدت ہوتی ہے۔
8 یہ موسیقی شراب کی طرح ہوتی ہے کیونکہ یہ آہستہ آہستہ اثر کرتی ہے	8 اس کا اثر مشیات کی طرح ہوتا ہے جو شراب کے مقابلے میں شدید اور اعصاب کو زیادہ بگاڑنے والی ہوتی ہیں مثلاً کوکین، ہیروئن، ایم ڈی ایم اے، ایل ایس ڈی (LSD)، پی سی پی۔

اوپر کا تقابل اس بات کا گواہ ہے کہ چاہے ان دونوں موسیقیوں کا طریقہ کار کتنا ہی مختلف ہو مگر جہاں تک گھناؤنے نتائج کا تعلق ہے، سوسائٹی پر دونوں کا اثر یکساں ہے۔ جس کی وجہ یہ

ہے کہ دونوں کا سرچشمہ ایک ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ضعیف مارک کلاسیکی موسیقی پسند کرتی ہیں اور عمر دھرات پاپ موسیقی۔ ویلسٹین (Weinstein) کے مطابق موسیقی کی اس پسند کے فرق کی وجہ دونوں جنسوں میں بلوغت کے وقت مختلف جنسی کشمکش ہے جس سے لڑکے اور لڑکیاں گذرتے ہیں۔

(Weinstein D (1983). 'Rock youth and its music' Pop Music Society 9: 2-16)

یک اور دلچسپ تحقیق، جو 2001ء میں شائع ہوئی وہ "Journal of Music Therapy" میں ڈاکٹر جین کیسڈی اور ڈاکٹر کیرن ڈٹی کی تحقیق ہے۔ انھوں نے 390 نومولود بچوں پر ایک مشاہدہ کیا۔ انہوں نے اپنے تجربات میں دکھایا کہ لڑکیوں میں سماعت کی طاقت لڑکوں سے 2 سے 4 گنا زیادہ ہوتی ہے اور یہ فرق پیدائش سے ہی موجود ہوتا ہے۔

(Cassidy Jane & Ditty Karen (2001 "Gender differences among newborns on a transient otoacoustic emissions test for hearing" Journal of Music Therapy 38: 28-35)

اس فطری فرق کی وجہ سے لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیاں آواز کو 4 گنا زیادہ محسوس کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لڑکیاں نرم آوازی موسیقی کے لئے زیادہ میلان رکھتی ہیں جبکہ لڑکے اونچی آواز کی موسیقی کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے لڑکیاں کلاسیکی اور لڑکے پاپ میوزک پسند کرتے ہیں۔

پاپ موسیقی تیزی اور زیادہ دھندلی آوازی کی وجہ سے اپنے سننے والے کو جلد تباہ کرتی ہے۔ جبکہ کلاسیکل موسیقی دیرپا تاثر کے لحاظ سے بہتر ہے لیکن تاثیر کے اندر سے دونوں (موسیقیاں) تباہ کن ہیں۔ موسیقی کی دونوں قسمیں قرآن اور سنت کی تعلیمات کی رو سے ممنوع ہیں۔ دونوں اپنے اثرات کے لحاظ سے یہ ہی تعلق رکھتی ہیں جیسا تعلق مگار اور سگریٹ کا ہے بلکہ کلاسیکی موسیقی اپنے زہریلے اثرات کے لحاظ سے پاپ موسیقی سے بدتر ہے۔ کلاسیکل موسیقی کی کوکھ سے پاپ موسیقی نے جنم لیا۔ جو گندگی، فحاشی اور کج روی کلاسیکی موسیقی میں درپردہ

تھی۔ وہ نئی ٹیکنالوجی، ایجادات و ترقی کی وجہ سے منکشف ہوگئی مثلاً ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، پلیئر، موسیقی کے ٹی وی نشریات، کیبل ٹی وی، واک مین، CD پلیئر، ڈی وی ڈی پلیئر، انٹرنیٹ، آئی پوڈ، mp3 وغیرہ وغیرہ جیسے آلات۔

موسیقی زیادہ تر سرکشی اور شہوت کا پیغام لیے ہوئی ہے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ پاپ موسیقی زیادہ مقبول ہوں جارہی ہے کیونکہ لوگ زیادہ بے حس ہوتے جارہے ہیں۔ لہٰذا موسیقار و رقاص پر لازم ہوتا جارہا ہے کہ فحاشی اور آزادی کا پیغام اونچے طبقوں تک بھی جائیں۔ وہ اپنے اس ابلاغ کو زیادہ موثر بنائیں تاکہ عام لوگوں کو محظوظ کرسکیں اور ان کی روحانی خواہشات کی تسکین کا سامان کرسکیں۔

والدین کے خلاف جوان نسل کی سرکشی میں موسیقی کا کردار

موسیقی چاہے ریڈیو سے ہو یا کسی دوسرے ذریعہ سے، جوان پود کے لیے ایک مقبول ذریعۂ تفریح ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ 11 سے 13 سال کے درمیان کی عمر کے لوگ تقریباً 11.2 گھنٹے فی ہفتہ موسیقی سنتے ہیں جبکہ 18 سے 14 سال کی عمر کے لوگ 9.3 گھنٹہ ہفتہ۔ چاہے والدین اس بات کا احساس نہ کرتے ہوں مگر حقیقت یہ ہے بچوں اور جوانوں کی نفسیات پر موسیقی کا ایک گہرا اثر ہے۔ موسیقی بچوں کو سرکش بناتی ہے۔ Journal of American Medical Association میں ڈاکٹر ایلیزبتھ براؤن (Elizbeth Brown,MD) اور ڈاکٹر ولیم ہینڈی (William Hendee, MD) لکھتے ہیں:

"گھروں میں جوان بچے (Teenagers) میوزک اپنے بیڈ روم میں علیحدگی میں سنتے ہیں اور اس کو بغیر ماں باپ کی رہنمائی کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سن بلوغت کے دوران ان بچوں کے اخلاق اور کردار کی بنیاد پڑتی ہے۔ اسی پر ان کی بالغ شخصیت کا دارومدار ہوتا ہے۔ اس کی روشنی میں میوزک جو ایک انتہائی موثر ذریعہ ہے بچوں کی زندگیوں میں بہت مختلف اقدار پیش کرتا ہے میوزک کے شہوانی اور رشت مکالمے اکثر ان اصولوں اور معروفات سے ٹکراتے

ہیں جن پر سوسائٹی کی بنیاد ہوتی ہے۔

(Brown, E.F. & Hendee, W.R. (1989) "Adolescents and their music Insights into the health of adolescents" The Journal of the American Medical Association 262 1659-1663)

پروفیسر ایلن بلوم (Allan bloom) اس بارے میں لکھتے ہیں

"اگر چہ طلباء کے پاس کتابیں ہوں یا نہ ہوں مگر ان کے پاس میوزک ضرور ہوتا ہے۔ اس نسل کی بالکل منفرد بات اس کا میوزک کا عادی ہونا ہے۔"

(Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind. New York, Simon & Schuster Inc)

امریکی مصنف اور شاعر رابرٹ بلائی (Robert Bly) اپنی کتاب The Sibling Society میں لکھتے ہیں کہ 1960s اور 1950s کے وقت کے راک میوزک نے تحریک آزادیٔ نوجوانان میں ایک اہم کردار ادا کیا جب ایک فنکار Elvis Presley کا وقت تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مشہور فنکار جیمز ڈین، ایون پرسلے، میریلن منرو، اور جیک کیروواک سب نے جوانوں کو ڈسپلن دینے میں کردار ادا کیا اور اس پسند کیے گئے۔

رابرٹ بلائے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ راک میوزک جوان پود کی جنسی آزادی کا محرک تھا۔ میوزک انڈسٹری کا نشانہ ہمیشہ ہی جوان پود رہا کیونکہ ہر عمر کے لوگ اس کا اثر لیتے ہیں لیکن جوان لوگ عموماً 6 گھنٹے روزانہ میوزک میں لگاتے ہیں۔

(Bly, Robert (1996) The Sibling Society New York, Addison-Wesley Publishing Company)

ریکارڈنگ انڈسٹری ایسوسی ایشن آف امریکہ کے مطابق 1986 میں 4 بلین امریکی ڈالرز کی ٹیپ، سی ڈیز، اور ریکارڈس کی فروخت ہوئیں کل فروخت کا 30% سے زیادہ حصہ جوان

پر، 9۔ 0۔ سال کے درمیان کے خریداروں کا تھا۔ میوزک کی خریداری کا یہ رویہ دوسرے ممالک میں بھی دیکھا جا رہا ہے گو کہ یہ امریکہ کے مقابلہ میں کچھ کم رفتار پر ہے۔

یہ میوزک اور یہ موسیقار (musicians) جس کی تخلیق کرتے ہیں وہ جوان لوگ اور اُن کی زندگیوں کے لیے ایک نمونہ ہیں۔ اس میوزک کے ذریعے وہ فنکار سے ایک رابطہ محسوس کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک فنکار اس ذہنی کشمکش اور احساسات کو جن سے وہ گذر رہے ہوتے ہیں محسوس کرتا ہے۔ لہٰذا ان کا فنکار سے ایک تعلق سا قائم ہو جاتا ہے، جسے نفسیات کی زبان میں Social learning theory کے الفاظ میں سمجھا جا سکتا ہے۔ یعنی "سوشل تعلیمی نظریہ"۔ اس نظریہ کے تحت، ایک انسان میں غیر سوشل اور جارحانہ تحریک ماں باپ یا دوسرے ہم لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے عمومی طور پر مہذب رہتی ہیں۔ اگر یہ اہم شخصیات زندگی میں مفقود ہوں تو بچے ان کی کمی پوری کرنے کے لیے ان کے متبادل تلاش کرتے ہیں۔ زندگی میں یہ وہ مقامات ہیں جب میوزک اور موسیقار اس خلا کو پُر کرتے ہیں۔

جوں جوں وہ نمونہ زیادہ مقبول معروف ہوگا، یہ تعلق اور اس کے ساتھ تعلق اور بڑھ جاتا ہے۔ موجودہ تمدن میں بچے اور جوان زیادہ سے زیادہ وقت اُن الیکٹرونک ذرائع کے ساتھ گزارتے ہیں، کیوں کہ زیادہ تر ماں کسب معاش میں مصروف ہیں اور انہیں بچوں کے ساتھ وقت گذارنے کا موقع نہیں ملتا۔ اکیلے پن نے بچوں اور جوان لوگوں کو اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ نئے نئے لوگ ڈھونڈیں جو انہیں زندگیوں کے اہم فیصلے کرنے میں مدد دیں۔ اس قسم کی موسیقی انہیں وہی سناتی ہے جو وہ سننا چاہتے ہیں

بلوغت کے اس دور میں، بچوں پر پہلے ہی بڑا بوجھ ہوتا ہے جسمانی بلوغت بھی اپنی مشکلیں لیے ہوتے ہیں۔ جسمانی نشوونما کے اس نازک دور میں موسیقی ان نفسیات اضطرابی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہے جب زندگی ایک اہم موڑ پر ہوتی ہے۔ مستقبل کے فیصلوں کے حوالے سے یہ وہ وقت ہوتا ہے جب موسیقی وہ مواد فراہم کرتی ہے جو ان اقدار سے متعلق ہوتے ہیں جو والدین، سوسائٹی اور اساتذہ کی دی ہوئی ہوتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں یہ بچے کنفیوژن سے ہو جاتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر پال کنگ (جو بچوں اور بالغوں کی نفسیات

کے ماہر ہیں:

"نوجوان لوگ جو عام روایتی اقدار سے منفصل ہیں، اپنی کوئی پہچان ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں لہٰذا نوجوان کسی اتھارٹی کے متلاشی ہوتے ہیں، جو انہیں وہ مقام دے جو وہ محسوس کرتے ہیں۔ اس حالت میں موسیقی ان کے عمال اور رویوں کو تائید اور تصدیق مہیا کرتی ہے۔"

ایک ماہر تعلیم نے، جس کا اپنے بچوں کے ساتھ سخت مسائل درپیش ہیں، وسیع تجربے سے بیان کیا کہ اس کے مختلف ادوار میں جو وہ طلباء کے ساتھ گفتگو اور مباحثہ میں وقت گذارتا ہے، موسیقی کا موضوع بار بار زیر گفتگو آتا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے: "بار بار میں نے غور کیا کہ یہ بچے اپنے رویوں کے لیے اپنے آئیڈیل فنکاروں (rock music stars) کے رویہ اخلاق کو نمونہ بناتے۔ ان کے الفاظ میں جو وہ روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرتے ہیں، گانوں کے عنوانات جو ان کی کتابوں پر لکھے ہوتے، پوسٹرز جو اُن کے بیڈروم کی دیواروں پر چسپاں ہوتے ہیں موسیقی جو وہ اپنی گاڑیوں میں سنتے، اور کپڑے جو وہ پہنتے۔ یہ سب اُن کی اپنے آئیڈیل کیساتھ ذہنی یگانگت ظاہر کرتی ہے"۔ Media Update, Nov Dec 1989, pp 2-3

والدین کے خلاف بغاوت کا اظہار صرف ان کو (Nursing Homes) میں چھوڑ دینے سے ہی نہیں ہوتا بلکہ کچھ بچے والدین کو قتل تک کر دیتے ہیں اور اس کی بڑی وجہ موسیقی ہے۔ مثلاً 29 جنوری 1988ء میں امریکی ریاست نیوجرسی کے جنکٹن نامی شہر میں ایک نوجوان تھامس سولیوان نامی (Thomas Sullivan) نے اپنی والدہ کو اپنے گھر کے تہہ خانہ میں قتل کر کے گھر کو آگ لگا دی تاکہ باپ اور بھائی بھی مر جائیں۔ اور پھر بھاگ کر باہر گیا اور اپنی کار میں کاٹ کر خودکشی کر لی۔ باپ بچ گیا۔ Thomas کا مردہ جسم پائن باغ میں پایا گیا۔ تحقیق کے بعد پتا چلا کہ Thomas Sullivan ایک ذہانت لائق طالب علم، بہترین کھلاڑی اور سکاؤٹ تھا۔ پھر وہ راک میوزک میں بہت زیادہ منہمک ہو گیا۔ وہ Ozzy Osbourne کا بہت دلدادہ تھا۔ اس کے باپ نے بیان دیا کہ وہ راتوں سے ایک ہفتہ پہلے اس کا بیٹا مسلسل یہ گانا الاپتا رہتا تھا

"About blood and killing your mother" (خون اور ماں کا قتل)

Ankenberg, Frank & Weiden, John (1992) The Facts on Rock Music

Eugene, Oregon, Harvest House Publishers

اسی طرح US News World Report (Oct 28, 1985) کے مطابق ایک 14 سالہ لڑکی نے جو پاپ موسیقی سے بہت متاثر تھی، اپنی ماں کو چاقو سے قتل کر دیا۔ کوئی یہ حد کو پہنچے ہوئے واقعات ہیں۔ مگر ثابت کرتے ہیں کہ موسیقی میں ذہنی انتشار پیدا کرنے کی اتنی طاقت ہے کہ انسان کو شدید اور سفاک بنا دیتی ہے۔

ہو سکتا ہے کہ موسیقی اور تشدد میں براہ راست تعلق نہ ہو جیسے سگریٹ نوشی اور سرطان میں نہیں مگر یہ حقیقت ضرور ہے کہ ان دونوں کے درمیان تعلق ضرور ہے۔ پھیپھڑوں کے سرطان کی وجہ سگرٹ نوشی اکیلی ہی نہیں مگر ایک اہم وجہ ضرور ہے۔ اس طرح موسیقی کا سننا ہی صرف جوان لوگوں کی جارحیت پسندی کی وجہ نہیں مگر یہ ایک اہم وجہ ضرور ہے۔

نوجوانوں کی خودکشی میں موسیقی کا کردار

جوں لوگوں کے مابین زمانہ جدید میں موسیقی کا خودکشی کے بڑھتے ہوئے رجحان میں ایک بڑا حصہ ہے قرآن پاک میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں

وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (سورۃ یوسف۔ 87)

"اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو"

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا

"اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ معاف فرما دیتے ہیں گناہوں کو سارے کے سارے۔"

ایک عربی لفظ جو شیطان کے لیے جو استعمال ہوتا ہے وہ ابلیس ہے جس کا مطلب ہے مایوس ہونا ہے۔ ابلیس کی سب سے بڑی چال یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ آج کے جدید زمانہ میں مایوسی ہی پیدا کی جا رہی ہے۔ مثلاً ٹی وی دیکھنے سے مایوسی ہی حاصل ہوتی ہے۔ دنیا اور انسانی دنیا میں ہر سو دکھائی جاتی ہے۔ ہر چیز جہنم واصل نظر آتی ہے۔ یہ ایک شیطانی نظریہ فکر ہے۔

نیو زمیڈیا میں دنیا میں ایک انتہائی مایوس کن سماں دکھایا جاتا جو شیطان کو نہایت پسند ہے۔ انسان کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ایک شیطانی کیفیت ہے۔ سبھی مایوس کن اداس پیغام ہے جو نوجوانوں کو موسیقی کے ذریعے سے دیا جاتا ہے۔ اور زیادہ موثر انداز میں منشیات کی طرح موسیقی بھی لوگوں کو مایوس بناتی ہے اور خودکشی تک نوبت آجاتی ہے۔ موسیقی ایک نہایت موثر اور مایوس کن شے ہے، اور سننے والے کے اندر خودکشی کا بیج بوتی ہے۔ خاص طور پر گرگانے کے الفاظ میں دل ٹوٹنا، عشق میں ناکامی، درد، تکلیف، نقصان وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ ماہر نفسیات Aaron Beck بیان کرتا ہے کہ ناامیدی ایک ایسی ذہنی کیفیت ہے جو سب سے بڑی وجہ ہے جو خودکشی کرنے والے میں پائی جاتی ہے۔

Beck, Aaron, Robert Steer, Maria Kovacs, and Betsy Garrison (1985) "Hopelessness and Eventual Suicide." American Journal of Psychiatry 142: 559-563

جو لوگ موسیقی کو ایک بے اثر، نفی اور معمولی تفریح خیال کرتے ہیں۔ ان کو دراصل موسیقی کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔ انہیں معلوم نہیں کہ موسیقی کے ذریعے سے ان کی نفسیات میں کیا زہر گھول دیا گیا ہے۔ موسیقی سننے سے پراں یہ مایوس نارہ ہوتی ہیں۔ چاہے یہ اداس کرنے والا میوزک ہو یا سرور پیدا کرنے والا۔

لوگ گانوں کے الفاظ، شعر کے مقابلہ میں زیادہ آسانی سے یاد کرتے ہیں۔ لہٰذا میوزک ایسے تاریک خیالات ابھارتا ہے جو ایسی اداسی کی کیفیت پیدا کر سکتے ہیں جو سننے والے کی برداشت سے باہر ہو جائے اور خودکشی تک نوبت پہنچ جائے۔ اور یہ جاز کلاسیکی اور پاپ دونوں طرح کی موسیقی سے پیدا ہو سکتی ہے۔

Country Western Music "لوک گیت" اکثر بڑے سادہ سے الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان میں برباد کی کہانیاں سنائی جاتی ہیں۔ جو سننے والے کو مضطرب کر دیتی ہیں۔ 1992 میں ایک مطالعہ شائع ہوا۔ اس Journal کا نام Social forces میں۔ محققین Steven Stock اور Jim Gundlach نے لوک گیت (Country Music) اور پورے امریکہ میں خودکشی کی عادات کے براہ راست تعلق کا تجزیہ کیا۔ انہوں نے امریکہ کی 49 بڑی ریاستوں کا مطالعہ کیا گیا اور دیکھا گیا کہ جتنی زیادہ Country music سنی گئی، اتنی زیادہ تعداد عام امریکی لوگوں میں خودکشی کا رجحان بڑھا۔ جس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ Country Music اپنے سننے والے کے اندر خودکشی کے رجحان کی پرورش کرتا ہے۔ اس مسائل کی وجہ سے جو ہے لوگوں میں زیادہ عموماً پائے جاتے ہیں مثلاً ناکامیابیاں، عشق میں ناکامی، منشیات کا استعمال، قطع تعلقی۔ یہ موسیقی ناامیدی اور بدقسمتی کا پیغام دیتی ہے۔ جو مایوسی، مفلسی اور اس جدید زندگی کا دھوکہ دہی روش کا مظہر ہے۔

(Stack, Steven & Gundlach, Jim (1992). "The Effect of Country Music on Suicide" Social Forces 71(1): 211 218.)

مثلاً کسانوں کے حالات کے بارے میں قنوطیت اور مایوسی خاص طور پر لوک گیتوں میں نظر آتی ہے۔ مثلاً Nitty Gritty Dirt Band نے ایک کسان کے بارے میں جس کا کھیت نیلام ہو گیا درج ذیل گانے کے بول ملاحظہ ہوں

"Worked this place all my life.
Broke my heart, took my wife
Now I got nothing to show"

(Peterson, Richard A. (1997) quoted in Stack, Steven & Gundlach, Jim (1992). "The Effect of Country Music on Suicide" Social Forces 71(1) 211 218

اسی طرح یہ لوک گیت نچلے معاشی طبقے کی تنہائی والی اور غیر متناسب زندگی کی عکاسی کرتے ہیں اور زندگی کی بدصورتی سے بھرپور تصویر کھینچتے ہیں۔ مثلاً Alfred Reed کا گانا

"How can a man stand such things live?"

"آدمی کس طرح یہ برداشت کر سکتا ہے اور پھر زندہ رہتا ہے۔" خودکشی اور لوک گیتوں کے درمیان تعلق کا پتا دیتا ہے۔ اسی طرح Billy Hill کے 1989 کے ایک مشہور گانے،

"There's Too Much Month at the End of the Money"

میں بیوی کے حساب کا معاشی دباؤ کے ساتھ تعلق کا اظہار کیا گیا ہے۔

لوک گیت شادی شدہ زندگی کی کشمکش اور ناکامیوں کے ذکر کے ذریعے خودکشی کے رجحان کی پرورش بھی کرتے ہیں۔ ایک اور جدید Journal of Marriage and family میں 1990 میں ایک مطالعہ پیش کیا گیا۔ محقق Steven Stack نے 1400 لوک گیتوں کے موضوعات کے تجزیہ کے نتائج کی جو رپورٹ پیش کی، اُسکے مطابق 75% گانوں کا موضوع، کا محبت سے تعلق رہتا تھا۔ اور یہ مایوس کن دل برداشتہ کرنے والے پہلو غالباً سننے والے کے اندر خودکشی کے رجحانات پیدا کرنے کی ایک وجہ ہیں۔

(Stack, Steven (1990) Journal of Marriage and the Family 52 119-127)

راک میوزک نہ صرف سننے والے کو پسند کرتا ہے بلکہ یہ سمجھتے ہوئے کہ "خودکشی ہی دراصل مسئلہ کا واحد حل ہے اور ناامیدی سے نکلنے کا بھی ایک راستہ ہے" اسے خودکشی پر بھی اکساتا ہے The National Education Association نے اپنی تحقیق میں یہ رپورٹ دی کہ ہر سال 600 نوجوان (Teenagers) خودکشی کرتے ہیں جس کا محرک یہ مہلک موسیقی اور اس کا مواد اور الفاظ ہیں۔

(Information for Parents' Music Resource Center Nashville TN 1990)

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

موسیقی کے اثرات کے تحت ہونے والے خودکشی کے چند واقعات

1 29 دسمبر 1985ء کو 18 سالہ Raymood Belknap اور 20 سالہ Old James Vance اپنے بیڈروم کی کھڑکیوں سے کود کر ایک میدان میں گئے۔ ان دونوں نے ایسا کرنے سے پہلے مشہور گلوکار Judas Priest کا گانا Beyond the Realms of Death سنا۔ Belknap نے اپنی ٹھوڑی کے نیچے پستول رکھ کر گولی چلا دی اور وہیں ختم ہو گیا جبکہ Vance نے بھی یہی کیا مگر نشانہ پھسل جانے کی وجہ سے وہ اس وقت تو نہ ختم ہو مگر زخم کی وجہ سے چند گھنٹے بعد مر گیا۔ اور پھر 3 سال بعد وہ شدید اذیت میں رہ کر وفات پا گیا۔ اس حادثہ کے دن یہ دونوں نوجوان سارا دن میوزک گانے سنتے رہے اور پھر ایک دم گانے کے یہ بول دہرانے شروع کیے۔ "بس کر دو، بس کر دو (Just do it)" اور پھر بے قابو ہو گئے اور خودکشی کر ڈالی

اُن بچوں کے والدین نے Juda Priest کے خلاف عدالت میں جھوٹی دائر کیا اور دلیل پیش کی کہ اس گانے میں ایک تحت الشعوری پیغام "کر ڈالو (Do it)" دراصل زندگی سے ناامیدی کا پیغام ہے جس نے دونوں بچوں کو اس نوبت تک پہنچایا۔ موسیقی، اس کی تھاپ، اس کے الفاظ اور مواد نے بچوں کو مسحور و مخمور کر دیا یہاں تک کہ اس بات پر ان کا ایمان ہو گیا کہ زندگی کا حل موت ہے۔

2 Ozzy Osbourne کے گانے Suicide Solutions (خودکشی کا حل) کے سننے کے بعد ایک 19 سالہ بچے John McCollum نے اکتوبر 1984 میں سر میں گولی مار کر خودکشی کر لی۔ اس گانے کے الفاظ کچھ یوں تھے

The reaper's traveling at full throttle
It's catching you but you don't see
The reaper is you and the reaper is me
Suicide is the only way out

Get the gun and try it

Shoot, shoot, shoot

یعنی

گانے والا سفر کر رہا ہے پوری رفتار سے
یہ تمہیں آ پکڑے گا مگر تم دیکھتے نہیں
تم بھی گانے والے ہو میں بھی گانے والا ہوں
خودکشی ہی صرف ایک راستہ ہے
صدق دل سے کوشش کرو
چلاؤ چلاؤ چلاؤ۔

جب McCollum کی مردہ لاش ملی تو اس نے اپنے کانوں میں ہیڈ فون پہن رکھے تھے۔ اسی گانے کو وجہ ہلاکت بتایا گیا۔

Philips (1990) Just Weeks After Judas Priest Case Ozzy Osbourne Faces Similar Suits Over Subliminal Messages L A Times Los Angeles § F, at 1

3 1986ء کے فروری میں Philip Morton ایک 18 سالہ لڑکے نے Delafield (Wisconsin, U S A) کے شہر میں اپنے آپ کو الماری کے دروازے سے لٹکا کر خودکشی کر لی۔ اس وقت وہ گلوکار Pink floyd کی البم "The wall" کا گانا سن رہا تھا جس کے گانوں کے عنوانات یہ تھے "goodbye cruel world" اور "Waiting for the worms"۔

Watkins, Terry "It's Only Rock'n Roll But It Kills"
(http 'www av1611 org/rockrn html)

4 16 سالہ Steve Boucher نے گولی مار کر خودکشی کر لی۔ اس کے والدین نے احتجاج کیا کہ ان کے بیٹے کی موت کی وجہ اس کا AC DC کا گانا Shoot to

Thrill (سنسنی) کے لیے کوئی چلڈرن کا جنون تھا۔ جس وقت اُس نے خودکشی کی، وہ اس وقت AC/DC کے پوسٹر کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔

ان تمام واقعات میں اُن نوجوانوں کو اگر موسیقی نے ایسا پیغام نہ دیا ہوتا تو کیا انہوں نے ان جرائم کے کرنے کا کبھی گمان بھی کیا ہوتا؟ ان بچوں کے گھر والے اچھی طرح جانتے تھے ایسے بچوں کا ان گانوں کے لیے جنون جو وہ ہر وقت سنتے تھے، اور انھی گانوں کے الفاظ نے اُن پر یہ مہلک اثر چھوڑا۔

(نفس) تحت الشعور کی گہرائی میں موسیقی کا کردار

غیر شعوری پیغامات (Subliminal messages) ہمارے ضمیر کی غمازی کرتے ہیں۔ یہ وہ پوشیدہ احساسات یا آراء ہیں جن کو صرف ہمارا ضمیر یا تحت الشعور ہی محسوس کر سکتا ہے۔ یہ پیغامات انتہائی سرعت اور غیر محسوس طریقے سے سننے والے کو پہنچائے جاتے ہیں۔ جس کا سکو شعور تک نہیں ہوتا۔ اس کے رائج مواصلات موسیقی کے واسطے سے ہماری سماعت بھی ہو سکتی ہے اور تصاویر کے واسطے سے مطبوعہ شکل میں، بصارت بھی ہو سکتی ہے۔ جو چپکے سے اور تیز حرکت کے ساتھ سکرین پر پیش ہوتے ہیں۔ اور دیکھنے والا اس بات کا شعور تک نہیں رکھتا کہ اس نے کچھ دیکھا ہے۔ موسیقی کا اپنی گمراہ کن بہکا لے جانے والی طاقت کی وجہ سے ان غیر شعوری پیغامات کو انسان کے شعور تک لے جانے میں بڑا حصہ ہے۔ مثلاً الفاظ کی ادائیگی یا تو بہت تیزی سے ہوتی ہے یا پھر دھن کے ساتھ مل کر اس طرح اثر رکھتی ہے کہ سننے والا ان کو سننے کے باوجود شعوری طور پر سن بھی نہیں رہا ہوتا۔

ہمارا نفس کس طرح دھوکہ کھا جاتا ہے، اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم جانیں کہ ہمارا شعور / نفس کس طرح کام کرتا ہے۔ ہمارے نفس کے اندر غلط اور صحیح کی پہچان ودیعت شدہ ہے۔ یہ ایک اخلاقی قدر ہے جیسے کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا

فالهمها فجورها وتقوٰها۔ (سورہ الشمس، 8)

"اور پھر (اللہ تعالیٰ نے) اسکو الہام کر دیا اسکا فجور (شر) اور اس کا تقویٰ (خیر)"۔

دوسری طرف ہمارا تحت الشعور ذہن وہی اطلاعات ذخیرہ کرتا ہے جو اسکو حاصل ہوتی ہیں۔ جب غلط اخلاقی اقدار ہمارے دماغ کو غیر شعوری یا تحت الشعوری امداد میں پیش کی جاتی ہیں تو یہ ہمارے شعوری ذہن کو نظر انداز کرتے ہوئے جو صحیح اور غلط کی تمیز کی صلاحیت رکھتا ہے تحت الشعور میں ذخیرہ ہو جاتی ہیں اور اس طرح ہماری اخلاقی حس تباہ ہوتی رہتی ہے۔

1957ء میں پہلی دفعہ تحت الشعور کی اہمیت کو لوگوں کی توجہ (التفات) میں لایا گیا جب James Vicary نے اصرار کیا کہ اس کی کمپنی Subliminal Projection Co نے ایک ایسا آلہ دریافت کیا ہے جو ایک فلمی پردہ پر 5 سیکنڈ سے کم تر وقت کیلئے ایک پیغام دے گا (ظاہر کرے گا) ایک فلمی تھیٹر نے اس آلہ کو 6 ہفتے کے لیے استعمال کیا۔ پیغام جو پردہ پر بار بار چلایا گیا وہ یہ تھا:

"کوکا کولا پیو" بھوکے ہو؟ پاپ کارن کھاؤ"

Drink Coca Cola ,hungry? Eat Popcorn!

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاپ کارن کی فروخت 58% بڑھ گئی اور کوکا کولا کی 18%۔ ان دعوں کے بعد لوگ اس دریافت پر غصے سے باہر ہو گئے کیونکہ ان کے نزدیک یہ انسانی ذہن کو بڑے ماہرانہ اور خفی انداز میں قابو میں لینے کے مترادف تھا۔

(Capps, Pamela Marsden (1991) "Rock on Trial: Subliminal Message Liability " Columbia Business Law Review 27)

یہی غیر شعوری یا تحت الشعوری انداز میوزک میں بھی آزمایا جاتا ہے۔ اس طرح جس طرح TV فلموں اور دوسرے مواصلاتی ذرائع میں استعمال کیا جاتا ہے بلکہ موسیقی میں تو اسکا مسحور کن اثر اس عمل کو مزید موثر بنا دیتا ہے اور بڑے غیر محسوس طریقے سے اس میوزک کے پیغامات تحت الشعور تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔

یہ غیر شعوری پیغامات اتنے مدھم، غیر محسوس اور سرعت والے ہوتے ہیں کہ ان کو دھیان

میں نہیں رکھا جا سکتا یہ قانون نہیں کیا جا سکتا۔ اُن کی سرعت اور غیر محسوس انداز شیطان کے وسوسہ ہی کی طرح ہوتا ہے جو وہ انسانوں میں پھونکتا ہے اور جو انسان پر بہت جلد اثر کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں شیطان کی اس چال کو اس طرح بیان کیا گیا

الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ

جو کہ پھونکتے (خیالات) انسانوں کے دلوں میں (سورۃ الناس 5)

فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا یَبْلٰی

وہ شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا، کہا اے آدم! کیا میں تمہیں بتاؤں ہمیشہ رہنے والے درخت اور ایسی بادشاہت کا جو کبھی نہ ختم ہو؟ (سورۃ طٰہٰ 120)

مختلف تجربات و مشاہدات میں اس لاشعوری انداز کی پیغام رسانی کا موثر ہونا ثابت کیا گیا ہے اور مختلف سائنٹفک رسالوں میں یہ معلومات شائع کئے گئے ہیں۔ جس طرح James Vicary کا تجربہ Coke اور Popcorns کی فروخت کے سلسلے میں اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح جنوری 1958ء میں Seattle radio station, KOL کے ریڈیو سٹیشن نے اپنی نشریات اور پروگراموں کے ساتھ پیغام رسانی کا یہ غیر شعوری انداز بھی شامل کیا "How about a cup of coffee" اور اسکے علاوہ "Someone is at the door"۔ اس تجربہ میں یہ پتہ چلا کہ اکثر لوگوں نے کافی (Coffee) کے بارے میں سوچا یا مانگی اور دروازے تک بھی گئے اسی طرح KYA سان فرانسسکو نے یہ غیر شعوری پیغام رسانی کا تجربہ کیا اور اپنے سننے والوں سے ریڈیو سٹیشن کو لکھنے کی درخواست کی۔ 6 دن کے اندر اندر ریڈیو سٹیشن کو تقریباً 87 جوابی خطوط ملے۔

(Capps Pamela Marsden (1991) Columbia Business Law Review 27)

میورک انڈسٹری کا طریقہ یہ ہے کہ تحت الشعور تک پیغام رسانی کے لیے کوئی لفظ یا جملہ ڈرم کی دھن کے ساتھ تھپ دیے جاتے ہیں۔ اور یہ جان بوجھ کر کیا جاتا ہے۔ جب گانا ریکارڈ ہو رہا ہوتا

ہے۔ مثلاً پہلے والے خودکشی کے کیس میں Do it کا لفظ ایک غیر شعوری پیغام کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ وکیل پامیلا مارسڈین کیپس بیان کرتی ہیں

''عدالت میں یہ پتا چلا کہ 'Do it' کے الفاظ دراصل گلوکار اور گٹارسٹ کے مجموعہ تھے۔ اور یہ گواہی بھی موجود ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ طریقہ ارادی طور پر اختیار کیا گیا۔ یعنی ترتیب وار Do it کے الفاظ کا فارم کی تھاپ میں وہاں مندرج ہونا جہاں پر ایک گٹار کا نقطہ (Punch in sound) تھا۔ اس مقام پر ایک ریکارڈنگ دبایا جانا جس کے کہ بار بار وقفہ الفاظ 'Do it' ظاہر ہوں۔ ریکارڈ کے تجزیہ بھی یہ ظاہر کرتا ہے۔ گلوکار کی سانس کے ساتھ ہر وقفہ ریکارڈ پر ''Do it'' سنائی دیتا تھا۔''

Capps, Pamela Marsden 1991, "Rock on Trial Subliminal Message Liability" Columbia Business Law Review 27

اسی طرح دوسرے واقعہ جو کہ McCollum کی خودکشی کے سلسلے میں بیان ہوا ہے Terry Watkins (IBAR) Institute for Bio Acoustic بیان کرتا ہے کہ Research Inc کو اختیار دیا گیا کہ وہ گلوکار آزبورن کے گانے "Suicide Solution" (خودکشی ہی حل ہے) کا تجزیہ کریں جو کہ چھپے ہوئے لاشعوری موسیقی کی سطور کے طور پر اس گانے میں منتقل ہوئے۔ انھوں نے یہ دریافت کیا کہ گانے میں لاشعوری طور پر چھپا ہوا پیغام پہلی دفعہ سننے والے کے فہم میں نہیں آتا لیکن گانے کی یہ غیر محسوس سطور اتنی ضرور بن جاتی ہیں کہ ان کا مطلب و مقصد واضح طور پر سمجھ آ جاتا ہے مخصوص جب گانے کو بار بار سنا جائے اور یہ زیر سطور پیغام کیا ہے؟

Why try, why try? Get the Gun And Try it!
Shoot Shoot Shoot

کیوں آزماتے کیوں آزماتے؟ بندوق لاؤ اور آزماؤ چلاؤ چلاؤ چلاؤ اور اس کے بعد ایک زوردار قہقہہ''

اس مباحثہ کا مقصد پڑھنے والوں کو یہ مطلع کرنا ہے کہ موسیقی اور گلوکاری محض غیر نقصان دہ تفریحات نہیں ہیں یعنی بے اثر نہیں۔ چاہے مشرق ہو یا مغرب، موسیقار اور گلوکار جو کہ شیطان کے چیلے حور کی ہیں، عمداً یا غیر عمداً یہ چھپی ہوئی لاشعوری شاعرانہ پیغام رسانی کلاسیکی یا پاپ موسیقی کے ذریعے سے کرتے ہیں۔ یہ موسیقی میں مدغم فحاشی، عشقیات، طغیان، مذہبی روایات کے خلاف سرکشی کے پیغامات آخر کار سننے والے کی شخصیت اور روش پر اثر انداز ہوتے ہیں اور معاشرے کی اخلاقی اقدار کو گھٹانے بڑھانے کو چند ہی سالوں میں تباہ برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔

عورت کو جنسیات کے آلہ کے طور پر پیش کرنے میں موسیقی کا کردار

اس کتاب کے گذشتہ ابواب میں یہ بتایا گیا تھا کہ موسیقی کا سب سے بنیادی موضوع جنسیت ہے۔ جوانی پر مرکوز موسیقی اور جنسی تعلقات کے مابین ایک مشترکہ بات یہ ہے کہ عورت کو ان گانوں میں ایک جنسی شے یا آلہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے

ان گانوں میں شہوت پسند آدمی کا دوسرے آدمیوں کے ساتھ عورت کے حصول کے لئے مقابلہ ہوتا ہے۔ گویا کہ عورت ایک جنسی شے ہے جس کی قدر اس کی جسمانی کشش پر منحصر ہو۔

(Gow, J (1995) "Reconsidering gender roles on MTV: depictions in the most popular music videos of the early 1990s." Commun Rep 8: 151-161.)

آج کل کی ابھرتی ہوئی نوجوان پود میں ایسے مواد کو بار بار دیکھنا اس خیال کو تقویت بخشتا ہے کہ عورت محض ایک جنسیات کا ذریعہ ہے جیسے کہ میڈیا کے تحقیق ماہر نفسیات Monique Ward نے Journal of Youth and Adolescence کی 2002ء کی اشاعت میں ایک تحقیق میں ثابت کیا۔

اس طرح کی تعریفات سے بار بار واسطہ پڑنا اس بات پر منتج ہوتا ہے کہ آدمی اور عورت کا یہ بہ زوال کردار شخصیتوں کے اندر سمو جائے اور یہی ان کا تشخص بن جائے۔ لہٰذا عورت

کا ایک جنسی شخصیت کے طور پر پیش کرنا، بلوغت کو پہنچنے والے لڑکے لڑکیوں کی جنسی روش پر اثر کر سکتا ہے۔ اس نظریہ کی تصدیق ایک مفصل سائنسی مطالعہ و مشاہدہ میں کی گئی ہے، جو اگست 2006ء کے ایک میڈیکل جرنل Peadriatics میں شائع ہوا۔ ایک محقق Steven Martino، PhD پینسلوانیا اور اس کے معاون سائنسدانوں نے ایک قومی ٹیلی فونک سروے کیا 1461 باغوں تا جو 17 سے 21 سال کی عمر کے تھے۔ اور پھر دوبارہ ایک اور تین سال بعد 2001 میں جب پہلا سروے کیا گیا تو زیادہ تر شرکاء کنوارے تھے پھر اس کے بعد 2002ء اور 2004ء میں یہ دیکھنے کے لیے انٹرویو کیے گئے، کہ آیا موسیقی (جو بھی انہوں نے اختیار یا پسند کی) کا انکے بعد کے رویہ پر کیا اثر ہوا۔ اس تجزیہ میں حصہ لینے والوں سے یہ بھی بتایا کہ ہر ایک نے کتنی، کتنے عرصے اور کس سے زیادہ فنکاروں کو سنا۔ وہ فنکار جو نوجوانوں میں بہت مشہور اور پسندیدہ تھے۔

اس مطالعہ سے ثابت ہوا کہ وہ حصہ دار جنہوں نے ایسے میوزک کو اختیار کر رکھا تھا، جس میں شہوانیت کا پیغام تھا، "کہ وہ 20 سال کے اندر اندر شہوانی نقل حرکت میں ملوث ہونے کا دوگنا زیادہ خطرہ رکھتے تھے۔ بمقابلہ اُن بچوں کے جنہوں نے اس طرح کا شہوانیت بھرا میوزک یا تو بہت تھوڑا یا بالکل اختیار نہیں کیا۔

ڈاکٹر Martino کہتے ہیں ایسے میوزک سے جو جنسی زوال پیدا کرے۔ زیادہ واسطہ پڑنے سے جنسیات کے بارے میں (اسکے سننے والے کو) ایک خاص پیغام ملتا ہے۔ لڑکے یہ سیکھتے ہیں کہ انکو عورت کے حاصل کرنے میں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور لڑکیاں یہ سیکھتی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ایک جنسی آلہ خیال کریں

AssociatedPress (August 0 2006)

(http: /www.cnn.com/2006/HEALTH/parenting/08/07/sexlyrics teens.ap/index.html)

موسیقی کے موضوعی بالغوں کے جنسی رویہ پر اثر انگیزی کے بارے میں رائے دیتے ہوئے ڈاکٹر مارٹینو لکھتے ہیں

"موسیقار جو اس طرح کی جنسی عکاسی کرتے ہیں، اپنے گانوں میں وہ سچے سننے والوں

میں صحت مند جنسی روش کی دلچسپی کی نمائندگی نہیں کر رہے بلکہ وہ کوئی خاص پیغام پہنچا رہے ہیں کہ آدمی اور عورت کا جنسی کردار کیا ہونا چاہیے۔ یہ عین ممکن ہے کہ اسے سُر اور سطور (lyrics) سے عورت میں جنسیات کا آلہ ہونے اور آدمی میں شہوانی لگن میں مگن کردار ہونے کا خیال پروان چڑھائیں اور اس کو قبولیت کا درجہ ملے۔

(Martino. Steven C., Collins. Rebecca L. and associates (August 2006). "Exposure to Degrading Versus Nondegrading Music Lyrics and Sexual Behavior Among Youth." Pediatrics 118(2): 430-44.

ایک اور تحقیق جو ڈاکٹر مارٹینو پیش کرتے ہیں، وہ یہ مشاہدہ ہے کہ موسیقی سننے کا رجحان جنسی روش میں براہ راست تعلق ہے۔ یعنی جو نوجوان جتنا زیادہ وقت موسیقی سننے میں صرف ہوگا اتنی ہی جلدی ان کے جنسی تعلقات قائم ہو جائیں گے اور یہ حقیقت سے بعید اس بات کے کہ وہ میوزک کس قسم کا ہے۔ اور اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ ہر قسم کی موسیقی چاہے اس کا متن کچھ ہی ہو، جسمانی خواہشات جگاتی ہے۔

(170)۔

David walsh ایک ماہر نفسیات جو National Institute Of Media and Family کے سربراہ ہیں، وہ بھی ڈاکٹر مارٹینو کے مشاہدات و مطالعات سے متفق ہیں کیونکہ دماغ کی جنسی لہروں کے مرکز میں انسان کے بلوغت کے سالوں میں جب جنسی دلچسپی بھی پیدا ہو رہی ہوتی ہے، ایک بڑی تبدیلی رونما ہو رہی ہوتی ہے اور اس مرحلے پر ایسے شہوت بھرے گانوں کا فنی روش پر ترکنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔

Natasha Ramsey (نتاشہ رمزے) کی ایک جوان ایڈیٹر sexetc.org کی (Teen Editor) ہے یہ ویب سائٹ جوان لوگ کے جنسی رویے کے بارے میں ہے جو Rutgers University نے شروع کی۔ ایک انٹرویو میں اعتراف کرتی ہے کہ وہ دوسرے نوجوان ایسے شہوانی میوزک کو اس لیے سنتے ہیں کہ وہ اس کی دھن (beat) کو پسند

کرتے ہیں۔ اس بات کا اُسے کوئی حساس نہیں ہوتا کہ اس میں کسی شہوت یا عصمت دری کا کوئی بیان چل رہا ہے۔ حالانکہ جو کچھ بھی ہے پیغام تو نوجوانوں کے ذہنوں میں ڈال دیا جاتا ہے اور ہمیں احساس تک نہیں ہوتا کہ کہاں تک نوجوان تو اس انکار کریں گے کہ نہیں! یہ موسیقی مجھ نہیں حالانکہ موسیقی ہی واحد ہے اور اس کا ہماری زندگیوں پر بڑا گہرا اثر ہے۔"

Associated Press (August 07 2006)

جس گانے کا موضوع بھی جنسیات اور عشق وغیرہ ہے، اگر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اس میں خاص اصر عورت کی جسمانی ہیئت پر ہے اور اس طرح سے اسے ایک مارکیٹ ان جنس پیداوار کی طرح پیش کیا جاتا ہے۔ ایسے گانے کبھی عورت کے عاقل ہونے یا اسکے روحانی شرف کی مدح کرتے ہوئے نہیں ملتے۔

اسی تحقیقات و تجزیات کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ایسی موسیقی اور گانوں کا ذہنوں پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ عورت خود اپنی نظر میں عفت مآبی اور حیا، میانہ روی کی اخلاقی اقدار کو کھو دیتی ہے اور جو بے رکھ ایا جاتا ہے، وہ یہی ہے کہ وہ جنسیات کا ایک کل ہے اور آدمی کا اسکو حاصل کرنے کی سعی میں لگے رہنا ہی اصل مقصد ہے۔ یہ رویہ شاید جانوروں پر تو صادق آتا ہو مگر انسان کو تو انسان ہی بن کر رہنا چاہیے۔ عورت وہ نہیں جو ایسے میوزک میں ظاہر کی جاتی ہے۔ میانہ روی اور حیا کے بارے میں حدیث شریف کے مطابق آپؐ نے حیا اور شرم (عفت مآبی) کو اسلام کے خاص خواص قرار دیا۔ آپؐ فرماتے ہیں:

لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقٌ وَ خُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ۔ (موطا امام مالکؒ)

"ہر مذہب کی ایک خصوصیت (خلق) ہے، اور اسلام کی خصوصیت شرم اور حیا ہے۔"

عربی زبان میں حیا کا مادہ "حیوت" ہے جس کا مطلب ہے رہنے کے لیے زندگی۔ گویا کسی قوم کی زندگی کا دارومدار شرم و حیا پر ہے۔ کسی قوم میں جب بے شرمی اور بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اس قوم کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ حیا عورت کی فطرت ہے اور عورت حیا کا مظہر ہے

جیسے کہا گیا ہے "اپنی خلوت میں ایک کنواری سے زیادہ حیادار"

عورت سے اسکی حیا لے لینے سے وہ فطری رجحان جس کے ساتھ وہ پیدا کی گئی تھی بھٹک جاتا ہے۔ عورت کو کبھی یہ مقام نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ حوا کی آدم ہے۔ عورت اور مرد وہ ہیں کہ جن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی روح پھونکی اور دونوں کو عزت و اکرام و بیعت کیا اور ان کو زمین پر اللہ کا خلیفہ بنایا جیسے کئی مقامات میں قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے

ولقد کرّمنا بنی آدم۔

اور بے شک ہم نے آدم کی اولاد کو اکرام (عزت و توقیر) بخشا (سورۃ الاسراء آیہ:70)

ثُمَّ سَوّٰهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ

پھر اس نے (اللہ تعالیٰ نے) اس کی ٹھیک ٹھاک سنواری، پھر پھونکی اس میں اپنی روح میں سے (جو اللہ نے پیدا کی اس شخص کے لیے)

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ

اور بنائے اس نے (اللہ نے) تمہارے لیے کان (سماعت) اور آنکھیں (بصارت) اور دل (تاکہ غور کریں) مگر تم کم ہی شکر گزاری کرتے ہو (سورۃ السجدۃ:9)

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (سورۃ البقرۃ:30)

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں زمین پر ایک خلیفہ۔

عورت کو یہ بھولنا چاہیے کہ نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں عورت کو بہت اعلیٰ اور ارفع مقام دیا ہے مثلاً

1 جاء رجلٌ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من احقّ الناس بحسن صحابتی قال امّک قال ثمّ من قال ثمّ امّک قال ثمّ من قال

ثُمَّ اُمُّکَ قال ثُمَّ مَنْ قال ثُمَّ اَبُوْکَ (صحیح مسلم)

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا اے اللہ کے رسولؐ، لوگوں میں سب سے زیادہ کون میری اچھی صحبت کے لائق ہے؟

آپؐ نے فرمایا۔ تمہاری ماں۔

آدمی نے پوچھا پھر کون؟

آپؐ نے فرمایا، "تمہاری ماں"

اس آدمی نے پوچھا پھر کون؟

آپؐ نے فرمایا "تمہارا باپ۔" (صحیح مسلم)

2 اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ تم اپنی ماں کی نافرمانی کرو۔
(صحیح بخاری)

6 مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَنَا وَھُوَ وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ
صحیح مسلم)

"جو اپنی 2 بیٹیوں کو پروان چڑھائے گا یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو وہ اور میں روزِ قیامت اس طرح آئیں گے۔ (اور پھر آپؐ نے اپنی دو مبارک انگلیوں کو جوڑ کر دکھایا)"

4 طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجہ)
علم حاصل کرنا ہر مسلمان (آدمی اور عورت) پر فرض ہے۔"

موسیقی و ریلی ویژن کا الحاق ظُلُمٰتٌ علی ظُلُمٰتٍ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں جو حواس کو ودیعت فرمائے ان میں سننے اور دیکھنے کی حسیات (senses) سب سے زیادہ طاقتور ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ہمیں تذکیر فرماتے ہیں

قُلْ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۔

کہہ دیجئے کہ وہی ہے (اللہ) جس نے تمہیں پیدا کیا اور عطا کئے تمہیں سماعت (کان) اور بصارت (آنکھیں) اور دل مگر کم ہی تم شکر گزاری کرتے ہو۔ (سورۃ الملک، 23)

موسیقی اور گلوکاری انسان کے جذبات پر دو طرح سے اثر انداز ہوتی ہے۔ ایک تو گانے والے کی آواز کی لے کے ساتھ موسیقی کی لہریں، اور اس کے علاوہ یہ منتقل بغیر الفاظ کے صرف تاثرات ہیں۔ اگر دیکھنا اور سننا ایک ساتھ ہو رہا ہو تو تاثرات زیادہ گہرے ہوں گے۔ موسیقی کے ویڈیوز سے ڈرامائی نظری تاثرات لکھتے ہیں جسکی وجہ اجتماعی سماعی۔ بصری طاقت (combined audio-visual power) سے جو ناظرین کو محو رکھتی ہے۔

ڈاکٹر ہینڈی اور ڈاکٹر براؤن (Dr Hendee and Dr Brown) جو ماہرین طب ہیں، کہتے ہیں ایک لمحہ فکریہ ہے کہ موسیقی اور ریلی وژن کا الحاق اور مرکب بڑا طاقتور اور باہم اثر رکھتا ہے مختلف سمتوں سے آنیوالی حسی لہریں ظاہر ہے پیغام کو باہم قوی کرتی ہیں۔ خاص طور پر سیکھنے اور دوہرانے کے ذریعے سے۔

Brown, E.F & Hendee, W.R. (1989). "Adolescents and their music Insights into the health of adolescents." The Journal of the American Medical Association 262 1659-1663

بہت سے محققین نے میوزک اور ریلی وژن کے الحاق کے تاوکن اثرات پر بہت زور دیا ہے۔ 1986ء میں Youth Society Journal میں ایک مطالعہ شائع کیا گیا کہ جب 10th گریڈ کے بچوں نے خاص منتخب میوزک ویڈیوز ایک گھنٹے تک دیکھے۔ MTV (میوزک ریلی وژن) کے اثرات کو محققین Williams اور Greenson نے نوٹ کیا کہ اس

بچوں کا خیال شادی سے پہلے جنسی تعلقات کے بارے میں تائیدی ہو گیا، اُن بچوں کے مقابلے میں جو اس تجربے سے نہ گذارے گئے۔ لہٰذا یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ میوزک اور ویڈیوز کا اشتراک اپنے دیکھنے والے کے نظریات اور خلاقی اقدار کو بالکل بدل کر رکھ دیتا ہے۔

اسی طرح دو محققین رحمان اور ریلی (Reilly) نے اپنی ایک تحقیق میں لوگوں کی ایک جماعت کی نقل و حرکت کا مشاہدہ کیا۔ جب ایسے لوگوں کو تشدد پر مبنی موسیقی کا ویڈیو دکھایا گیا تو دیکھنے والے (حصہ دار) اسے نظارے کے فوراً بعد حقیقی دنیا میں ہونے والی کسی قسم کی بھی جارحیت کے سلسلے میں بالکل بے حس ہو گئے تھے۔

Rehman S & Reilly S (1985). "Music videos. a new dimension of televised violence." Penn Speech Comm Ann. 41 61-64

ایسی موسیقی میں دیکھا گیا ہے۔ جہاں گانوں کے بول میں فحاشی اور بے ہودگی سننے میں مل رہی ہو اور اس کے ساتھ ہی ویڈیوز بھی مواد فراہم کر رہے ہوں، تو دیکھنے والوں پر اس کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ جیسے جیسے میوزک ویڈیوز کے نئے میڈیم معاشرے میں متعارف کروائے جا رہے ہیں، معاشرت کے ماہر سائنسدانوں نے اس کے اثرات کا مشاہدہ شروع کر دیا ہے۔ حاصل طور پر زمانہ حال میں راک میوزک اور میوزک ویڈیوز کا جو بلوغوں پر تباہ کن اثر ہو رہا ہے، اس کے بارے میں کافی تشویش پائی جاتی ہے۔ کیونکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں دونوں اخلاقیات کی زوال پذیری اور جوان بچیوں میں عمل کے ذمہ دار گردانے جا رہے ہیں۔

Thomas N Robinson کے محقق Stanford University اور اُن کے ہمعصروں نے ایک تحقیق کی جس میں میڈیا، میوزک اور شراب کے مابین تعلق کا مشاہدہ کیا۔ انہوں نے ایک پائلٹ (بنیادی) اور پھر 18 ماہ بعد کی رپورٹ اکٹھی کی اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ میڈیا کے مسلسل استعمال سے جس میں ٹی وی، ویڈیوز اور میوزک ویڈیوز کا دیکھنا شامل تھا اس کے علاوہ ساری عمر شراب کے استعمال کرنے والے وہ جنہوں نے تجربہ کے طور پر 30 دن تک شراب کا استعمال کیا۔ 533 طلباء پر تجربہ کیا گیا (یہ وہ جماعت کے طلباء تھے Sanjose CA کے

6 عدد پبلک سکولوں سے لیا۔ اس تجزیہ اور مطالعہ کا نتیجہ یہ تھا کہ ہر دفعہ ایک گھنٹہ میوزک ویڈیو بڑھنے سے شراب نوشی کا رجحان 9% بڑھ گیا ہے۔ اگلے 18 مہینوں میں مصنفین نے یہ نوٹ کیا کہ بالغوں میں شراب نوشی کی ابتداء کا خطرہ ہے، ان میں جن میں ٹی وی اور میوزک ویڈیو کی بہت مشغولیت کی علامات پائی جائیں۔

Robinson T. N. Helen, L.C. & Killen, J.D. (1998) Television and music video exposure and risk of adolescent alcohol use. Pediatrics, 102

حدیث نبوی ﷺ کی ایک پیشین گوئی

لوگوں کا اپنے سروں پر میوزک کا اٹھائے ہونا

رسول پاک ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا

یشربنّ ناسٌ من اُمّتی الخمر یُسمّونها بغیر اسمها یُعزف علی رؤسهم بالمعازف والمُغنّیات یخسف اللهُ بهم الارض ویجعلُ منهم القردة والخنازیر (سنن ابن ماجہ)

"جلد ہی میری امت میں سے لوگ ہوں گے جو شراب پئیں گے اس کو اسکے نام کے علاوہ دوسرے نام سے پکاریں گے۔ ان کے سروں پر موسیقی اور گانے کے آلات ہوں گے اور وہ گانے والیوں کو سنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے نیچے سے زمین کو شق کر دیں گے اور ان کو بندر اور خنزیر میں بدل دیں گے۔" (سنن ابن ماجہ)

گویا آخری زمانے کی علامات میں سے ایک علامت لوگوں کا سروں پر موسیقی کے آلات اٹھائے پھرنا ہے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے سروں پر (کانوں میں) موسیقی کے ہیڈ فونز

(Head phones) لگا رکھے ہیں یعنی 1400 سال پہلے کی پیشین گوئی کی آج تصدیق ہو رہی ہے۔

آج کل کے جدید آلات موسیقی کے سروں (کانوں) پر ہونے کے بارے میں ایک ویبسائٹ پر اظہار رائے کرتے ہوئے ایک میڈیکل محقق Elizabeth F Brown نے بیان کیا

"آج کے نوجوان کے لیے میوزک خاص طور پر ہمہ گیر حالت ہے۔ راک میوزک کے دائل کے دنوں میں ریڈیو بھاری اور حجم میں بڑے ہونے کے باعث بس ایک ہی جگہ رکھے جاتے تھے۔ جب ٹرانزسٹر ریڈیو نکل آئے تو میوزک کو ساتھ لیے پھرنا آسان ہو گیا۔ آلات موسیقی (ہیڈفونز) کے حجم میں چھوٹے سے چھوٹے ہوتے جانے اور ان کی ہلکی اور اعلیٰ ترین بناوٹ نے جوانوں کے لیے اپنے آپ کو موسیقی میں مسلسل غلطاں رہنے کو ممکن بنا دیا ہے۔

Brown, E.F & Hendee. W.R. (1989) The Journal of the American Medical Association 262 1659-1663

یہ بات حیران کن تو نہیں مگر قابل مذمت ضرور ہے کہ ہمارے جدید صنعت گر معاشرے نے ایسی تفریحی صنعت گری کی ہے تاکہ لوگ کرہ ارض پر ہر جگہ موسیقی سے لطف اندوز ہو سکیں۔ چھوٹے آلات موسیقی کے ذریعے سے چلتے پھرتے کام کرتے، یہاں تک کہ سوتے ہوئے بھی وہ اپنے پسندیدہ میوزک وڈیوز دیکھ یا سن سکتے ہیں بلکہ بعض کپڑوں کی کمپنیوں نے تو اپنے گاہکوں کے لئے ایک ذاتی Stereo مہیا کیا ہے۔ جس میں Jackets اس طرح بنائی گئی ہیں کہ ان کے ٹوپی والے حصے میں (Hoods) ریڈیو تار اور سپیکرز اندر ہی دیئے گئے ہیں۔"

Chepesiuk, Ron (Jan 2005). "Decibell Hell: The Effects of Living in a Noisy World" Environmental Health Perspectives 113 (1): A35-A41

پروفیسر Allan Bloom آج کل کے میوزک کی لت کے بارے میں کہتے ہیں

"آج 10 سال سے 20 سال کے درمیان نوجوانوں کی ایک بڑی نفری (آبادی) موسیقی ہی کے لیے رہ گئی ہے۔ یہاں کا جنون ہے اس کے علاوہ کوئی چیز ان کو متحرک نہیں کر سکتی۔ وہ کسی ایسی چیز کو سنجیدگی سے نہیں لیتے جس کا تعلق موسیقی سے نہ ہو۔ وہ موسیقی کے لیے بے چین رہتے ہیں اپنے سکول کے وقت میں یا جب وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ ہوتے ہیں، گھروں میں، کاروں میں، ہر جگہ موسیقی کے Stereos موجود ہیں۔ موسیقی کی محفلیں ہیں، ہر جگہ موسیقی کے چھوٹے آلات جاتے ہیں۔ Walkman کی وجہ سے ہر جگہ یہاں تک سفر کے دوران سواریوں میں، کتب خانوں میں، کوئی بھی جگہ ایسی نہیں جہاں طلباء کو میوزک سے بچا کر، روک کر رکھا جا سکے۔ یہاں تک کہ مطالعہ کے دوران بھی۔"

آج کی نوجوان پود کی اس حالت پر غور و فکر کرتے ہوئے پروفیسر Bloom اُن کے تباہ کن اثرات کے بارے میں کہتے ہیں "جب تک ان کے ساتھ Walkman ہے، ان کو اس بات کی پروا نہیں کہ عظیم روایات کا یہ مطالبہ ہے۔ (موسیقی کا) اس طویل رفاقت کے بعد جب دکانوں سے اسٹوڈیوز میں گئے تو معلوم ہوگا کہ وہ بہرے ہو چکے ہیں۔"

Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind

باب پنجم

کیا موسیقی حرام ہے؟

موسیقی سے متعلق صحابہ کرامؓ، چاروں آئمہ کرام اور دیگر اسلامی مکاتب فکر کا نقطہ نظر

یہ ضروری ہے کہ حضور ﷺ کے بعض صحابہؓ اور ان کے یک جانشین یعنی تابعین عظامؒ کا اسلام میں موسیقی کے متعلق کیا نظریہ تھا بیان کیا جائے۔ امام قرطبیؒ اپنی تفسیر احکام القرآن اور علامہ آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ صحابہؓ عظام اس بات پر متفق تھے کہ موسیقی و غناء اسلام میں ممنوع ہیں۔ سوائے چند ایک استثنائی مواقع پر جہاں مستند سنت سے ثابت ہے۔ اس نقطہ خیال میں چاروں خلفاء راشدینؓ، صحابہ کرامؓ میں چوٹی کے فقہا مثلاً ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابن مسعودؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ اور صحابہ کرام کی عمومی جماعت کے لوگ شامل ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی رائے

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ

حضور نبی کریم ﷺ کے پیارے صحابی موسیقی کے متعلق کہتے ہیں

"گانا بجانا دل کے اندر نفاق پیدا کرتا ہے۔"

(علامہ ابن القیم الجوزیہ اغاثۃ اللھفان، دارالبیان جلد 1)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ

''دف بجانا منع ہے اور آلات موسیقی بھی استعمال کرنا ممنوع ہے۔''

(علامہ ابن القیم الجوزیہ اغاثۃ اللھفان، دارالیمن جلد ۱)

حضرت عثمان ابن عفانؓ

جس دن سے میں نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر اسلام کے لیے بیعت کی ہے، اس کے بعد سے نہ تو میں نے موسیقی کا استعمال کیا ہے، نہ جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی میں نے اپنے جسم کے مخفی شرم و حیا والے عضو کو اپنے دائیں ہاتھ سے چھوا ہے۔

(شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف 966، بیروت، دارالکتاب العربی)

حضرت عمرؓ ابن خطاب

ایک مرتبہ عمر ابن خطابؓ حاجیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے آپؓ نے دیکھا کہ وہ گانا گا رہے ہے اور باقی سب لوگ گانا سن رہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا

''اللہ کرے کہ تم لوگ بہرے ہو جاؤ۔ اللہ کرے تم لوگ بہرے ہو جاؤ۔''

(اتحاف السادۃ المتقین)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے بھائی کے گھر ان کی بیمار بیٹیوں کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئیں۔ آپؓ نے دیکھا کہ ایک شخص جس نے لمبے لمبے بال رکھے ہوئے ہیں۔ وہ ان بیمار لڑکیوں کو خوش کرنے کے لیے گانا گانے کے ساتھ ساتھ اپنے جسم کو توڑ موڑ رہا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فوراً اس کو اپنے گھر سے نکل جانے کا حکم دیا اور کہا

''اوہ! یہ شیطان ہے اسے نکال دو اسے نکال دو۔''

(سنن الکبری للبیہقی۔ اتحاف السادۃ المتقین)

قاسم ابن محمدؒ

ام المومنین حضرت عائشہؓ کے بھتیجے قاسم ابن محمدؒ تھے۔ ان کا شمار مدینہ کے سات بڑے فقہاء میں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے اُن سے موسیقی اور گانے کے بارے میں سوال کیا تو قاسم نے جواب دیا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ اور لوگوں کو گانے بجانے سے منع کرتا ہوں۔ اس "ذمی" نے مزید پوچھا کہ یہ مطلق حرام ہے؟

امام قاسمؒ نے جواب دیا "کیا تجھے میری بات غور سے سنو جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حق کو باطل سے علیحدہ کر کے دکھائیں گے۔ تو تم خود سوچو کہ اس وقت اللہ سبحانہٗ تعالیٰ موسیقی اور گانے بجانے کو کس پلڑے میں ڈالیں گے؟"

(حارث بن اسد المحاسبی۔ رسالہ المسترشدین 1383ھ۔ حلب، مطبوعہ الاسلامیہ)

جب قرآن پاک کے احکام، اللہ کے حبیب ﷺ کی روایات اور نبی کریمؐ کے صحابہ کبارؓ کی اسلام کے متعلق آگاہی کو ایک ساتھ مدنظر رکھا جائے تو یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آجاتی ہے کہ اسلام نے موسیقی کے آلات کے استعمال پر پابندی عائد کی ہے۔ اپنے نقطہ نظر کی مزید وضاحت کے لیے آئمہ اربعہ اور دیگر اسلامی سکالرز کی رائے آئندہ صفحات میں پیش کی جائے گی۔

آئمہ اربعہ اور دوسرے اسلامی سکالرز کی رائے

اسلامی سکالرز میں چاروں امام شامل امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اسلام میں موسیقی کے سننے پر حرام ہونے کی حد تک پابندی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ

امام ابوحنیفہؒ کی رائے کے مطابق ہر قسم کی موسیقی کے آلات، ہاتھ سے بجانے والے ڈھول طبلہ، حتیٰ کہ چھڑیوں کے ٹکرانے سے کسی قسم کا ساز پیدا کرنے سے منع کیا ہے۔

(علامہ محمود ابن عبداللہ آلوسیؒ۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن 983، بیروت، مکتبہ دار الفکر)

امام شافعیؒ

امام شافعیؒ اپنی کتاب ''آداب القضاء'' میں لکھتے ہیں

''بے شک گانا ایک مکروہ عمل ہے۔ یہ جھوٹ اور بیکار چیزوں کی مانند ہے جو کوئی کثرت سے اس میں مبتلا ہوگا، اُس کا عمل بیوقوف کی شہادت رد کر دی جائے گی۔''

امام شافعیؒ کے بہت سے فقہی شاگردوں نے وضاحت کی ہے کہ امام شافعی کی موسیقی کے مسئلے میں رائے اس کے حرام ہونے کی تھی۔

امام مالکؒ

جہاں تک امام مالکؒ کا تعلق ہے انہوں نے موسیقی کو حرام قرار دیا ہے سوائے چند بچگانہ یا شادی بیاہ کے مواقع پر اور وہ بھی موسیقی کے آلات کے بغیر۔ اور زن و مرد کی مخلوط آمیزش کے بغیر۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ جب اسحاق ابن موسیٰ نے امام مالکؒ سے مدینہ کے لوگوں کے گانے بجانے سے متعلق نظریہ پوچھا تو امام مالکؒ نے جواب دیا

اِنَّمَا یَفْعَلُہٗ عِنْدَنَا الْفُسَّاق۔

''یہاں پر حقیقت میں ایسا کام گنہگار آدمی ہی کرتا ہے۔''

(مولانا عبدالغفار۔ اسلام اور موسیقی (جنوری 2003ء) میثاق ماہنامہ۔)

امام احمد ابن حنبلؒ

امام احمد ابن حنبلؒ بھی موسیقی کی تقریباً تمام اقسام کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ سوائے چند ایک کے جن کا سنت سے جواز نکلتا ہے۔ امام ابن جوزیؒ اپنی کتاب 'تلبیس ابلیس' میں لکھتے ہیں کہ امام احمد ابن حنبلؒ کے اپنے بیٹے عبداللہ جو کہ ان کے شاگرد بھی تھے، نے اپنے والد سے ان کی رائے موسیقی کے ضمن میں دریافت کی۔ آپ فرمانے لگے

''گانا دل میں نفاق کو فروغ دیتا ہے۔ یہ عادت میرے دل کو خوش نہیں کرتی۔''

(علامہ عبد الرحمان ابن جوزی۔ تلبیس ابلیس۔ 1991 عمان، کتب خانہ مجیدیہ)

ضحاکؒ

"موسیقی اور گانا بجانا دولت کی تباہی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور زوال کی بدبودی پر منتج ہوتے ہیں۔

(علامہ عبد الرحمان ابن جوزی۔ تلبیس ابلیس۔ 1991 عمان، کتب خانہ مجیدیہ)

امام ابن تیمیہؒ

مجدد و راسلامی سکالر امام ابن تیمیہؒ اپنے مجموعہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں

"چاروں مکتب فکر کے اماموں کے مذہب کے مطابق موسیقی کے تمام آلات جو دل کو خوش کریں، اسلام میں حرام ہیں۔ یہ بات پوری سند کے ساتھ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ نبی پاک ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ میری امت کے کچھ لوگ زنا، مردوں کے ریشمی کپڑوں کے استعمال، شراب نوشی اور گانے بجانے کو سرعی شریعت میں جائز کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور کچھ لوگ بندر و خنزیر بنا دیئے جائیں گے۔ عربی زبان میں معازف موسیقی کے ایسے آلے کے متعلق بولا جاتا ہے جو لوگوں کا دل خوش کرنے کے لیے گانے بجانے میں استعمال ہوتا تھا۔ یہ "مضاربہ" کی جمع کا صیغہ ہے، جس سے کوئی موسیقی کی لے پیدا کی جاتی ہے۔ ان اماموں کے پیروکاروں میں سے کسی نے بھی اس مسئلے میں اختلاف رائے کی نشاندہی نہیں کی کہ موسیقی کے آلات حرام ہیں۔"

(امام ابن تیمیہؒ۔ مجموعہ الفتاویٰ۔ جلد 11، صفحہ 576)

ابن عبدالبرؒ

ابن عبدالبر نے کہا اس نوع کی تمام مدنیاں، جن کے حرام ہونے میں تمام علماء کے درمیان مکمل اتفاق رائے پایا جاتا ہے، جیسے نوحہ و طوائف کی کمائی، رشوت، میت پر نوحہ کرنا و رگانے کی اجرت، قسمت کا حال اور علم نجوم بتانے والے کو پیسے ادا کرنا، بانسری بجانے والے کو اجرت دینا اور ہر قسم کی جوئے بازی وغیرہ (الکافی)۔

حسن البصریؒ

بوبکر الخلال نے بتایا کہ حسن بصریؒ (جو یزید کے قتل کے بڑے ستاد میں اور بہت بڑے ولی اللہ ہیں) فرماتے ہیں کہ دف بجانے کا مسلمانوں کے معاملات سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے اور عبداللہ ابن مسعودؓ کے شاگرد اسے توڑ دیا کرتے تھے۔

(شیخ ناصر الدین البانیؒ۔ آلات موسیقی کی حرمت (عربی) 1996ء مصر، مکتبۃ الدلیل)

تاہم یہاں یہ بات ضرور مدنظر رہنی چاہیے کہ مسلم فقہاء نے خوشی کے چند مواقع پر دف کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔ جیسے مثال کے طور پر شادی بیاہ کے موقعوں پر اور اسکی غرض و غایت لطف اندوز ہونے کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کو مطلع کرنے کی ہے۔

حارث بن اسد المحاسبیؒ

اسلامی تصوف کے امام حارث ابن اسد المحاسبی نے اپنی کتاب رسالہ المسترشدین میں بڑی وضاحت سے گانے بجانے کے ضمن میں اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے،

"ہمارے لیے موسیقی اور گانا بجانا ایسے ہی حرام ہے جیسے کسی مردار جانور کا گوشت کھانا حرام ہے"

(حارث بن اسد المحاسبی۔ رسالہ المسترشدین 1383ھ حلب۔ مکتب مطبوعات الاسلامی)

جنید بغدادیؒ

اسلامی تصوف اور روحانیت کا ایک بڑا امام شیخ جنید بغدادی کا ہے۔ وہ بھی موسیقی کے متعلق لکھتے ہیں

"اگر آپ محسوس کریں کہ کوئی مرید آپ سے سماع (یعنی قوالی) کے متعلق اجازت طلب کرے تو آپ سمجھ لیں کہ ابھی تک اس کے اندر روحانی نقص پایا جاتا ہے۔"

(شیخ شہاب الدین سہروردی کی عوارف المعارف)

فضیل ابن عیاضؒ

کس عظیم صوفی عالم کے مندرجہ ذیل الفاظ کو سنہری حروف سے لکھنا چاہیے۔

''گانا، زنا کی جانب بڑھنے کی پہلی ہے۔''

(شیخ شہاب الدین سہروردی، عوارف، معارف)

امام ابو حامد الغزالیؒ

امام غزالیؒ ایک لمبی چوڑی بحث کے بعد جو کہ سماع کی اجازت سے متعلق تھی اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ ''موسیقی کا سننا اور گانا جبکہ عورت کی ہمراہی بھی حاصل ہو۔ یا گانا بجانے کے آلات یا شہوت انگیز شاعری موجود ہوں یہ سب تمام سلفی تعلیمات کے تحت حرام ہیں۔''

(امام ابو حامد الغزالی، احیاء علوم الدین B 19، کراچی، دار الاشاعت)

امام النوویؒ

امام نوویؒ جو کہ عظیم محدث ہیں اور جن کی دو کتابیں ریاض الصالحین اور اربعین النووی کو اسلامی دنیا اور مسلم امت میں قبول عام کی حیثیت حاصل ہے۔ موسیقی کے متعلق اپنا اظہار خیال اس طرح کرتے ہیں

''یہ غیر شرعی عمل ہوگا، اگر ہم موسیقی کے آلات استعمال کریں یا سنیں۔ جس طرح شراب سے شرابی کو نسبت ہے، اسی طرح طبلہ، سارنگی، بانسری وغیرہ کو موسیقی سے تعلق ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر یا بچوں کے ختنہ کے وقت یا اسی طرح کسی اور موقع پر دف بجانے کی اجازت ہے۔ چاہے اس وقت دف کے ارد گرد گھنگھرو بندھے ہوں، اپنے طبلہ یا اکتارا بھی بجانا بھی غیر شرعی عمل ہے۔'' (المغنی جلد 4، صفحہ 429)

ابن قدامہؒ

ابن قدامہؒ نے موسیقی کے متعلق اپنا فتویٰ یوں دیا ہے:

"موسیقی کے تین قسم کے آلات ہیں جو کہ حرام ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو تاروں سے بنے ہوتے ہیں۔ کچھ بانسری کی مانند ہیں اور کچھ طبلے، سارنگی وغیرہ۔ جو کوئی ان آلات موسیقی کو استعمال کرنے کے متعلق اصرار کرے گا، اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

(المغنی جلد 10، صفحہ 173)

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عظیم صوفی اور اسلامی سکالر ہیں۔ اور سہروردی سلسلہ روحانی کے بانی ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب "عوارف المعارف" تصنیف کی ہے۔ جو دل کے تزکیہ کے متعلق گراں قدر علمی معلومات فراہم کرتی ہے۔ اور بجا طور پر یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے دو باب گانے سے متعلق وقف کئے ہیں۔ انہوں نے پہلے باب میں سماع یعنی مذہبی گیت یا قوالی کی اسلام میں اجازت سے متعلق بحث کی ہے۔ اور دوسرے باب میں انہوں نے گانے کی ممانعت سے متعلق گفتگو کی ہے۔ بحث مباحثے کے تمام حاصل میں وہ حضور اکرم ﷺ، ان کے صحابہؓ اور دیگر صوفی سکالرز کے نقطہ خیال کے مطابق کہ سماع چند مخصوص شرائط سے جائز ہے۔ وہ اس موقف پر قائم رہے۔ تاہم وہ دوسرے باب میں لکھتے ہیں۔ جب لوگ اپنے آپ کو سماع میں مبتلا کریں تو انہوں نے اپنا بیشتر وقت ضائع کر دیا۔ ان کی محفلوں میں سرور کی کیفیت ختم ہونا شروع ہو گئی۔ پھر وہ لوگ سماع کی محفلوں میں جانے کے عادی ہو گئے۔ پھر قوالوں کے کلام سے لطف اندوز ہونے کے لیے انہوں نے محفلیں سجانے و اجتماع قائم کرنے کے لیے اس کام میں سرعت دکھانی شروع کر دی۔ جبکہ صوفی سکالرز سے یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہ تھی کہ اسلام میں ایسے اجتماعات کی قطعاً کوئی اجازت نہیں ہے۔" (عوارف المعارف (شیخ شہاب الدین سہروردی)

ابو علی روہاذیؒ

تزکیہ نفس کے بہت بڑے عالم ہیں اور شیخ امام العارفین ابو علی روہاذی کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ ایک آدمی موسیقی کے آلات سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

اور پھر یہ عمل بھی کرتا ہے یہ طرز عمل اس کے بے جا ں ہے۔ کیونکہ وہ روحانیت کے کیسے بلند مقام پر پہنچ چکا ہے جہاں پر بعض پابندیوں کا اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ شیخ روھانویؒ نے اس کا منہ توڑ جواب دیا

''ہاں وہ ایسے مقام پر پہنچ چکا ہے لیکن کہاں؟ جہنم میں!''

(مرتبہ مفتی محمد شفیع صاحب، اسلام اور موسیقی، ص۔ کتب دار العلوم)

شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ

شیخ احمد سرہندی فاروقی جو کہ مجدد الف ثانی کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں، ایک بہت بڑے اسلامی سکالر اور مجدد تھے۔ انہوں نے ہندوستان میں بڑے پیمانے پر تحریک احیائے اسلام کیلئے کام کیا۔ یہ اسلامی تاریخ کے دوسرے ہزار سالہ دور کی ابتدا کا زمانہ تھا۔ اور ہندوستان میں مغل بادشاہ اکبر کی بادشاہی کا زمانہ تھا، جس کی حکومت اسلام دشمن حکومت تھی۔ شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں سے ایک مکتوب میں موسیقی کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کئے۔ (مکتوب نمبر 266):

''مذہبی موسیقی، گانا اور رقص کہ دراصل ایک فضول قسم کی تفریح ہے، جسے مذہبی اصطلاح میں لہو لعب کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں بہت سی آیات میں اور حضور ﷺ کی احادیث میں اسلامی فقہاء نے بے شمار روایتیں ہیں جن میں موسیقی و گانے بجانے کی ممانعت اتنی کثرت سے پائی جاتی ہے کہ شمار کرنا مشکل ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی کسی حکومتی یا کشن یا غیر معتبر ذرائع سے موسیقی کو جائز ثابت کرنے کی کوشش کرے تو اس کے دعوے کو سیدھا کر ٹھکرا دیا جائے گا کہ کسی اسلامی فقہ نے کسی بھی اسلامی تاریخ میں اس کے جواز میں فتویٰ نہیں دیا کہ رقص سرود وغیرہ سے۔ ہمارے دور کے کچھ نام نہاد صوفیوں نے اپنے استادوں کی حرکات و سکنات کو بہانہ بنا کر مذہب میں موسیقی اور گانے کو دین کا ایک حصہ بنا کر اسے عبادت کا درجہ دے دیا ہے۔ قرآن پاک ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔ ایسے لوگ مذہب کو محض تماشا اور تفریح کے طور پر لیتے ہیں۔ (سورہ الاعراف 51)۔

تمام تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے ہیں، یہ اس کی رحمت اور برکتیں ہیں کہ ہمارے

روحانی استاد ایسی بیماریوں میں مبتلا نہیں ہوتے۔ اور ہمارے جیسے بیمار دلوں کو ان سے معاملات سے دور رکھا۔ (شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ، مکتوب نمبر ۱۲۳ الف ثانی، کراچی۔ ادارہ مجددیہ)

شیخ نوح حم کیلر: Nuh Hameem Keller

شیخ نوح حم کیلر عصر حاضر کے نامور صوفی ہیں، پہلے وہ عیسائیت کے کیتھولک مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ بعد میں وہ 1977ء میں قاہرہ میں الازہر کی درسگاہ میں مسلمان ہو گئے۔ پھر شام و اردن میں جا کر انہوں نے اسلامی روایتی علوم مثلاً علم حدیث، شافعی اور حنفی اصول و قوانین، فقہ کے اصول، عقیدہ پڑھے۔ یہ سلسلہ وہ 1980ء سے کر رہے ہیں۔ موسیقی کے متعلق انہوں نے درج ذیل الفاظ میں اظہار خیال کیا ہے۔

"اگر دل میں تقویٰ اور ایمان کامل ہو تو یہ بات بڑی واضح ہے کہ دینی طور پر موسیقی کے آلات کا استعمال حرام ہے۔ یہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ﷺ نے یہ کہا ہے۔ اور انہوں نے ہمارے فائدے کے لیے ایسا کہا ہے۔ اگر آپ اپنی روح میں زہر گھولنا چاہتے ہیں تو پھر موسیقی کا استعمال کریں۔"

Keller, Sheikh Nuh Ha Mim (2002 2005). Is listening to the recorded music permissible?(audio)

(http://www.sunnipath.com/Resources/Questions/QA0000446.aspx)

شیخ عبدالعزیز ابن بازؒ

شیخ عبدالعزیز ابن باز، سعودی عرب کے مفتی اعظم اور سلفی فقہ پر سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے موسیقی اور گانے پر مندرجہ ذیل فتویٰ صادر فرمایا ہے۔

"موسیقی کا سننا اور گانا گانا اسلام میں حرام ہے اور برائی پر عمل کرنے والی بات ہے۔ ایسے عمل سے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی نماز سے

بھی غافل کر دیتے ہیں۔"

(ابو سعد موسیقی اور گانا بجانا شرعاً اور حدیث کی روشنی میں 2003ء، ص: 16)

مولانا محمد تقی عثمانی (سابقہ جج)

آپ ایک نامور اسلامی سکالر ہیں جو اسلامی شریعت کورٹ پاکستان کے جج بھی رہ چکے ہیں۔ آپ اپنی ایک کتاب "اصلاح معاشرہ" میں لکھتے ہیں:

"عہد رسالت اور عہد صحابہؓ میں بھی دنیا کے لوگ ہر قسم کے تماشوں کے شیدائی تھے اور انہیں تبلیغ کرنے کے لیے ایسے تماشے ایجاد کیے جا سکتے تھے جو ان کے دل لبھا سکیں لیکن صحابہ کرامؓ نے ڈراموں اور ناٹکوں کے ذریعے دنیا کو ہیچ قرار دینے کے بجائے مثالی کردار اور جس عمل سے ہی لوگوں کو اپنی گرویدہ بنایا اور دنیا کی آدھی صدی تک توحید کا پرچم لہرا کر چھوڑا۔ آج ہم تبلیغ اسلام کی خاطر پناطرب انگیز ترانے عمل چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور محض قسمیں بنا کر اور میوزک شو رچا کر اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو یہ ایک ایسا خیال خام ہے جس کا موجد شیطان کے سوا اور کوئی نہیں۔ اس طرح جو خدمت کی جائے گی وہ دراصل خواہ کچھ ہو تو ہو، اسلام نہیں ہو سکتی۔"

(مفتی محمد تقی عثمانی، اصلاح معاشرہ 1998ء کراچی کتبہ دار العلوم)

ایسے حالات جن میں گانے کی اجازت ہے

مذکورہ بالا بحث میں یہ بات کہی گئی تھی کہ چند ایک صورتوں میں ایسا کرنے کی اجازت ہے لہٰذا اس کی یہاں پر وضاحت کی جائے گی۔ گانے گانا بھیں تماشہ رسا اور دف، غیرہ بجانا کسی خاص تقریب کے موقع پر کرنے کی اجازت ہے اور جہاں تک صرف دف کو چھوڑ کر دوسرے آلات موسیقی کا تعلق ہے وہ کسی بھی تقریب کے لیے جائز نہیں ہے۔ دف ایک گول ڈھول کی مانند ہوتا ہے جس کی مشابہت کافی حد تک اس طبلے سے ہوتی ہے جس کے ایک رخ پر لوہے کی پٹی چڑھی ہوتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ خاص خاص موقعوں پر جیسے شادی بیاہ اور عیدوں کے موقع

دف بجانے کی اجازت ہے۔ اور مندرجہ ذیل روایت سے ہمیں اس بات کا ثبوت ملتا ہے

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت دخل أبو بکر وعندی جاریتان من جواری الأنصار تغنیان بما تقاولت الأنصار یوم بعاث قالت ولیستا بمغنیتین فقال أبو بکر أمزامیر الشیطان فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذلک فی یوم عید فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا أبا بکر إن لکل قوم عیدا وھذا عیدنا (صحیح البخاری کتاب العیدین)

سیدہ عائشہ ﷺ کی روایت محترمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر تشریف لائے۔ اس وقت دو چھوٹی لڑکیاں جنگ بعاث کے متعلق گانا گا رہی تھیں۔ اور وہ کوئی پیشہ ور گانے والی نہیں تھیں۔ پیغمبر خدا آ کر لیٹ گئے اور منہ دوسری طرف کر لیا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ جب انہوں نے دیکھا تو مجھے برا بھلا کہنا شروع ہو گئے۔ اور کہا کہ گانے بجانے کے یہ شیطانی کام حضور نبی پاک ﷺ کے سامنے ہو رہے ہیں؟ حضور پاک ﷺ نے اپنے رخ انور کو حضرت ابوبکرؓ کی جانب پھیرتے ہوئے فرمایا انہیں چھوڑ دو۔ جب حضرت ابوبکرؓ دوسرے معاملات میں مصروف ہو گئے تو میں نے دونوں چھوٹی لڑکیوں کو کہا کہ اب وہ چلی جائیں۔ لہٰذا وہ دونوں چلی گئیں۔ وہ دن عید کا دن تھا۔

(صحیح بخاری)

محمد ابن حاطب روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا

فصل ما بین الحلال والحرام الدف والصوت ورفع الصوت فی النکاح

(رواہ ابن ماجہ جامع ترمذی)

"دف اور آواز (یعنی گانے کے ذریعے اعلان کرنا) ایک جائز و بہتر شادی میں فرق کرتے ہیں۔ یعنی اس سے جائز شادی کا اعلان کیا جاتا ہے۔"

(جامع ترمذی۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔)

عن عائشة أنها زفت امرأة إلى رجل من الأنصار فقال نبی اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وسَلَّم يا عائشة ما كان معكُم لهوٌ فانّ الأنصارَ يُعجبُهُم اللّهو

(صحیح بخاری، کتاب النکاح)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ شادی کا اعلان کرو۔ اور ایسے موقع پر دف بجاؤ۔(جامع ترمذی، امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔) چنانچہ شادی اور عید کے موقع پر بالخصوص ہمیں گانے اور دف بجانے کی اجازت دی گئی ہے۔

موسیقی کے سننے اور گانے بجانے کے متعلق قانونی حکم

جیسا کہ ہم نے اس کتاب کے شروع میں ہی بتایا تھا کہ اسلامی قوانین کسی معاملے کو اس طرح حل کرتے ہیں کہ ہم کسی مسئلے کی تہہ تک کیسے پہنچتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ قرآنی قوانین سے مکمل آگاہی اور سنت رسولؐ کی پوری سمجھ بوجھ کا ہونا ہے۔ پھر اس اسلامی معلومات یا سمجھ بوجھ کو ذہن میں رکھتے ہوئے کسی بھی مسئلے کی اصل حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا حل نکالا جاتا ہے۔ قرآن وسنت سے اس خاص مسئلے کو سمجھ کر فتویٰ دیا جاتا ہے کہ یا مخصوص مسئلہ اسلام کی رو سے جائز ہے یا ناجائز۔ ایسا کرتے وقت یا فتویٰ دیتے وقت اس مسئلے کے فائدے اور نقصانات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اسلامی شریعت میں مسائل کے نفع ونقصان کو خاص اہمیت اس لیے بھی حاصل ہے کہ شریعت میں معاشرے کو نفع پہنچانا ایک مرکزی نکتہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہم مسائل کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں

1. آلات موسیقی (جیسا طبلہ، یا ہارمونیم، گٹار، کمپیوٹر میوزک، وغیرہ)
2. گانے کے بول
3. گلوکار یا جو شخص موسیقی ترتیب دیتا ہے۔

ہم نے قرآن وسنت سے موسیقی اور گانے سے متعلق نظریات معلوم کئے، اس کے علاوہ ہم نے صحابہ کرامؓ اور بڑے بڑے عالموں اور اسلامی سکالرز کا نقطہ نظر جاننے کی کوشش کی

ہے۔اس کے علاوہ ہم نے علم سائنس کی رو سے یہ بتایا ہے کہ موسیقی اور گانے بجانے سے کس طرح نشہ دینے والے ریپوری سوسائٹی تک مضر اثرات پھیل جاتے ہیں۔لہٰذا ہم تمام حقائق اور شواہد کو اکٹھا کر کے موسیقی سننے اور گانے بجانے سے متعلق اپنی قطعی رائے درج ذیل الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

موسیقی کے ایسے آلات جو خالصتاً تفریح طبع کے لیے بنائے جاتے ہیں، ناجائز و حرام کی حیثیت رکھتے ہیں۔اور چاہے انہیں گانے کے دوران استعمال کیا جائے یا بغیر گانے کے بجائے جائیں۔مزید یہ کہ گانے کے آلات سے جو آواز نکلتی ہے چاہے وہ آواز کمپیوٹر کی مدد سے یا کسی گائیک کے منہ سے پیدا ہوتی ہو، وہ بھی حرام کے درجہ میں شامل ہے۔تاہم حدیث و سائنس کی ایک مقتدر اتھارٹی اس امر پر متفق ہے کہ کچھ مواقع پر دف کا استعمال مرد و عورت کر سکتے ہیں۔یہ واضح رہے کہ بعض قدرتی آوازیں جیسے پرندوں کا چہچہانا اور بچوں کی چہچہاہٹ کی موسیقی کے زمرے میں نہیں آتی۔

جہاں تک بغیر آلات موسیقی کے گانوں کا تعلق ہے اور گانوں کے الفاظ غیر شرعی یا جس موقع پر گائے جا رہے ہیں، جیسے عورتوں اور مردوں کے مخلوط اجتماع میں گائے جا رہے ہیں یا اس وقت گائے جا رہے ہیں جبکہ فرض کی ادائیگی میں خلل واقع ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں شریعت گانے بجانے کی قطعاً اجازت نہیں دیتی بلکہ ایسا کرنا حرام قرار دیتی ہے۔لیکن اگر گانے کے مذکورہ بالا عوامل کا استعمال نہیں ہے اور بغیر کسی قسم کے آلات موسیقی کے گیت گایا جا رہا ہے، سوائے دف کے استعمال کے تو ایسی صورت میں گانا جائز ہوگا

لہٰذا حمدیہ نظمیں و گیت جو مردوں اور عورتوں کی علیحدہ علیحدہ محفلوں میں ہوں (یعنی عورتوں کی بے پردگی نہ ہو) موسیقی کے آلات کا استعمال نہ ہو اور ان گانوں میں غیر شرعی باتیں (مثلاً عشق و معشوقہ اور خواتین کے حسن کی باتیں، نہ ہوں تو ایسے گیت گانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن ہم ایک مرتبہ پھر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ آلات موسیقی (سوائے دف کے علاوہ) کے لیے اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔

باب ششم

اسلامی موسیقی کے حق میں ہونے والے مباحثے کا تنقیدی تجزیہ

☆ کیا اسلامی موسیقی "Islamic Music" جیسی کوئی چیز ہے؟
☆ کیا ہم اسلامی موسیقی سُن سکتے ہیں؟
☆ کیا موسیقی کو اسلام کی اشاعت کے اعلیٰ مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے؟
☆ کیا موسیقی کا موضوع اسلام میں ایک متضاد رائے ہے؟

اس باب میں ایسے ہی سوالات کے جوابات دیے جائیں گے اور موسیقی کے حق میں جو دلائل دیے گئے ہیں، ان کا منطقی اور مدلل تجزیہ کیا جائے گا۔

اگر اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ ایک بھی اسلامی عالم نے موسیقی کو اپنے پیشہ کے طور پر اختیار نہیں کیا۔ انسان کی فطرت تنوع پسند ہے، اور اسلام اس بات سے خوب آگاہ ہے کہ چاہے اسلامی موسیقی کے طور پر ہی موسیقی کو اختیار کیا جائے، یہ بالآخر حرام اور ناجائز موسیقی ہی کی طرف لے جانے والی چیز ہے۔ دراصل حق بات تو یہ ہے کہ اسلامی میوزک، اسلامک بیئر (شراب)، اسلامک بنگو (Bingo، جوا بازی) یا اسلامک سوشلزم جیسی اصطلاحات سے اسلام کا سرے سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک شراب کی بوتل پر حلال کا لیبل چسپاں کر دینے سے وہ جائز نہیں ہو جاتی۔ وہ اسکو پاک نہیں کر دیتا۔ یہ مس آنکھ کا دھوکہ ہے۔

شراب ہمیں کسی نیک کام پر ابھارنے کے لیے استعمال نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی ہلکی پھلکی تفریح کے طور پر استعمال کی جا سکتی ہے۔ ایک سور (خنزیر) کو ذبح کرتے وقت تکبیر کہہ دینے سے اس کا گوشت حلال نہیں ہو جائیگا۔

اسی طرح ہمارے مالوں پر دیا گیا سود، منافع کہنے سے ربوٰ کی حقیقت سے بچ نہ جائے گا، جو اسلام میں سختی سے منع کیا گیا ہے۔ یہ علی الاعلان گمراہی ہے۔

مسلمانوں کے لیے خاص طور پر جدت پسند علماء اور ذہین لوگوں کے لیے کہ وہ اسلامی موسیقی جیسی کوئی اصطلاح بھی استعمال کریں۔

آج چند جدت پسند علماء اور روشن خیال مفکرین، جو "اسلامی موسیقی" جیسی گمراہ کن اصطلاحات استعمال کرتے، انہوں نے اسلام اور موسیقی کے درمیان ایک متذبذب حالت اختیار کر رکھی ہے اور وہ مسلمانوں کی گمراہی کے ذمہ دار ہیں۔ بعض نے تو یہاں تک جسارت کر ڈالی ہے کہ صحابہؓ، تابعین اور تابعینؒ پر افترا کی گئی ہے کہ نہ صرف انہوں نے موسیقی اور گانا کو سنا بلکہ اسکو غلط بھی نہ جانا۔ لیکن یہ لوگ اپنی اس بات کی دلیل میں صحیح الاسناد روایات پیش نہیں کر سکتے۔

امام مسلمؒ اپنی صحیح مسلم کے تعارف میں یہ بیان فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا تھا "لَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَا شَاءَ مَنْ شَاءَ" "اسناد مذہب کا ایک حصہ ہیں، اگر اسناد نہ ہوتیں تو ہر شخص بولتا جو چاہتا"۔ موسیقی کا سننا اسلام میں ایک غیر اسلامی عمل ہے اور واضح طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ نے منع فرمادیا "اسلامی موسیقی" جیسی گمراہ کن اصطلاح کبھی حقیقت نہیں بن سکتی موسیقی اور اسلام میں اتنا بعد ہے جیسا مشرق اور مغرب کے مابین۔ قرآن، سنت اور مسلم علماء کے فیصلہ کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے جیسے کہ میں نے اپنے ایک انگلش کے شعر میں بیان کیا ہے

"Oh Musk is music and Islam is Islam,
and never the twain shall meet"

"خبردار! موسیقی، موسیقی ہے اور اسلام، اسلام ہے اور دونوں کے مابین کبھی ملاپ

نہیں ہو سکتا۔"

وہ لوگ جنہوں نے اسلام میں موسیقی کے حق میں رائے دی ہے، ذیل میں ان کے قوال کا تنقیدی اور منطقی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے

اسلام میں موسیقی کی ممانعت ۔ ایک اختلافی مسئلہ نہیں بلکہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔

دعویٰ اسلامی شریعت میں موسیقی ایک بہت اختلافی ہے، بہت سے مشہور علماء نے اسکو حرام قرار دیا ہے۔ جبکہ دورِ حاضر کے کچھ اسے علماء ہیں جو گانے اور موسیقی کے آلات کے استعمال کے حق میں ہیں۔

اس دعوے کا جواب

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسا کہنے والے اپنے دعوے میں کوئی دلیل اور سند سے عالم کلام پیش کریں جو یہ کہتا ہو کہ "موسیقی اسلامی شریعت میں ایک بہت بڑا اختلافی مسئلہ ہے"۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کچھ دورِ جدید کے علماء کچھ شرائط کے ساتھ موسیقی کے استعمال کو جائز قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ کہہ دینے سے یہ مسئلہ ایک اختلافی مسئلہ نہیں بن جاتا۔

یہاں ہمیں ایک بہت نازک اور اہم نظریہ (جو اسلام کی ابتدا اور قانون کا محافظ ہے) ضرور سمجھ لینا چاہیے، وہ یہ ہے کہ اگر چند گنتی کے علماء وہ نظریہ رکھتے ہیں، جو بھاری بھرکم تعداد کے موقف کے برعکس ہو تو اس سے یہ گفت و شنید پر "مقتضیٰ رائے مسئلہ" بن جاتی ہے اور نہ ہی فرق و اختلاف قابل قبول برداشت ہو جاتا ہے یہ اصول فقہاء کے مابین متفق رائے ہے جس کا اظہار وہ اس طرح کرتے ہیں۔

لَا يُنْكَرُ الْمُخْتَلَفُ فِيهِ وَإِنَّمَا يُنْكَرُ الْمُجْمَعُ عَلَيْهِ

(اختلافی مسائل پر اختلاف رکھنا معیوب نہیں بلکہ اصل معیوب بات یہ ہے کہ ایسے مسائل پر اختلاف کیا جائے جن پر اجماع ہو۔)

علماء نے "اختلاف ائمہ مسائل" کی یوں وضاحت کی ہے کہ کثر رائے تو خارج البحث ہے، متفق الفاق امر کے لیے تو میدان کھلا ہے۔ اسی وجہ سے امام ابن القیمؒ "اعلام موقعین" میں بڑی تفصیل کے ساتھ اُن مسائل کا فرق بیان کرتے ہیں جو اجتہادی نوعیت کے ہیں مع شرائط اور وہ مسائل جو قابل اجتہاد نہیں ہیں، چاہے کچھ علماء اپنی رائے میں اس کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں، اگر اس تفریق کا خیال نہ رکھا جائے یا یہ ضابطہ نافذ نہ کیا جائے تو کئی قانونی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ اس بے توجہی سے اسلام کے صفحۂ ہستی سے مٹنے کا خطرہ درپیش ہو جاتا ہے۔

اگرچہ یہ قابل تعجب تو ہو گا مگر یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے ذہنوں اور اپنے دلوں کو کچھ حقائق کے لیے کھلا رکھیں۔ اگر ہم متقابل فقہ (Comparative fiqh) خاص طور پر المغنی، المجموع، فتح الباری، عمدۃ القاری یا التمہید جیسی بڑی بڑی ضخیم خزانہ کتب کا مطالعہ کریں تو ہم ایسے کوئی قانونی مسئلہ شاید ہی پائیں گے جو کسی اختلاف رائے کے بغیر ملے۔ اور اگر ہم ہر اختلاف کو ہر مسئلے میں قبول کرتے چلے جائیں تو نتیجتاً ہمارے پاس اسلام میں سے کچھ نہ بچے گا۔

کسی وجہ سے علماء اکثر کہتے رہے ہیں

من تتبع الرخص فقد تزندق۔

"جو جان بوجھ کر مذہب میں سہولت ڈھونڈتا ہے زندیق ہو جاتا ہے۔"

یہ بات قابل توجہ ہے کہ کسی مسئلے پر اختلاف ائمہ اس مسئلہ کو قابل قبول نہیں بنا دیتا۔ رائے کے صرف اُس اختلاف کو قبول کیا جا سکتا ہے، جس میں اجتہاد کی گنجائش ہو۔ خاص طور پر جب اختلاف ایک بڑی نوعیت کا ہو۔ اور اس کو بڑے اخلاص اور غیر متعصب طریقے سے حل کرنا چاہیے۔

ماضی میں ایک مٹھی بھر علماء کی جماعت نے موسیقی کو جائز قرار دیا ہے۔ جن میں ابن حزم، شوکانی، الغزالی اور امام الغزالی شامل ہیں، ان میں سے کوئی بھی عام حضور اکرم ﷺ کے بعد کی دو صدیوں کا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے قریبی زمانے میں ان کے صحابہ کرامؓ، سلف

صاحبین، اسلامی تصوف کی بنیاد رکھنے والے صوفیاء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک موسیقی اسلام میں منع اور حرام ہے۔

ابن حزم نے صحیح بخاری کی حدیث مبارکہ جس میں موسیقی کو حرام منع قرار دیا گیا ہے، قبول نہیں کی، اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن حزم ایک انتہائی دین اور مانے ہوئے عالم تھے مگر ان کی شخصیت کئی متضاد صفات کی مالک تھی۔ وہ 'ظاہری فقہ' کے عقیدے سے تعلق رکھتے تھے جس کے مطابق عدالتی و قانونی مسائل میں قرآن و سنت کے ظاہری لفظی (صرف لغوی) معنی استعمال کیے جاتے ہیں۔ (مسئلہ حل کرنے کے لیے اپنی فقہی نظریہ اب فرسودہ اور پرانا خیال کیا جاتا ہے بلکہ رد بید ہے۔ حدیث کی جانچ پڑتال اور استدراک میں ابن حزم کے نظریات غیر موزوں اور غیر مدلل ہیں۔ ابن تیمیہؒ کے ایک برگزیدہ اور ثقہ شاگرد اور محدث حافظ ابن عبد الہادی، ابن حزم کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ روایات کی سند کے تنقیدی تجزیے اور راویوں کے حالات میں اکثر غلطیوں کا شکار ہوئے ہیں۔ مثلاً انہیں امام ترمذیؒ، جو حدیث میں خاص شہرت رکھتے ہیں اور امام بخاریؒ کے طالب علم رہے ہیں کے نام تک سے واقف نہ تھے۔

حافظ ذہبی اپنی کتاب میزان الاعتدال میں ابن حزم کے بارے میں لکھتے ہیں ابن حزم کا امام ترمذیؒ کو مجہول قرار دینا ایک بے بنیاد دعویٰ ہے جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ابن حزم، امام ترمذیؒ اور ان کی کتاب جامع الترمذی، جو احادیث کا مجموعہ ہے، کے بارے میں مکمل طور پر لاعلم تھے۔

حافظ ابن حجرؒ ایک مشہور و معتبر محدث اپنی تصنیف لسان المیزان جلد چہارم میں فرماتے ہیں "ابن حزم بہترین ضبط و حافظہ رکھتے تھے مگر ان کے اس حافظہ کے ضبط پر بہت بھروسہ کرنے سے روایات و راویوں کے بارے میں ترجیح و تنقید کی غلطیوں کا باعث بنتا۔ اور اکثر غلط ترین ادھار کا صدور ہوتا"۔

جہاں تک امام غزالیؒ کا تعلق ہے، وہ اپنی تصنیف احیاء العلوم الدین میں فرماتے ہیں کہ کسی موسیقی کا سننا جس میں عورت یا موسیقی کا آلہ یا فحش گوئی شاعری بھی شامل ہو بالکل حرام ہے۔

عبدالغنی النابلوسی کا بھی یہی معاملہ ہے کہ وہ بھی اسلام میں اسلامی موسیقی، (سماع) کے جائز ہونے کے قائل ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسے علماء قلت میں ہیں اور دوسرا یہ کہ سماع مشروط ہے اور ان شرائط کا پورا ہونا لازم ہے، جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سارنگ و لطیف آلات موسیقی والی محفل جس میں میوزک سا جانا اور گانے کے بول جو بولے جاتے ہیں، ان کی موجودگی میں امام غزالی جیسے علماء کی وارد کردہ شرط کا پورا ہونا ناممکنات میں سے ہے لہٰذا ان شرائط کے ساتھ اسلام میں موسیقی اور گانا سننا جائز ہو جاتا ہے۔ شوکانی، چونکہ ابن حزم ہی کے عقیدے اور نظریے سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا ان کی بھی اسلام میں موسیقی کے بارے میں وہی رائے ہے جبکہ تمام دوسرے بڑے سنی بند حنبلی علماء مثلاً امام احمد ابن حنبلؒ، امام ابن تیمیہؒ، ابن جوزیؒ، ابن القیمؒ، ابن قدامہؒ وغیرہ۔ اسلام میں موسیقی کو حرام قرار دیتے ہیں۔

علمی تحقیق کی کمی کی وجہ سے موسیقی کو اسلام میں ایک اختلافی موضوع سمجھ لیا گیا ہے۔ علماء کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ اسلام میں موسیقی ممنوع ہے۔ اصل سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء کی اتنی بڑی اکثریت پچھلے 1400 سالوں سے کس طرح متفق ہے کہ آلات موسیقی مع ہیں اگر بالفرض حقیقت اس کے خلاف ہے؟ کیا ایسا تو نہیں کہ ہم ارادتاً ان علماء پر پچھلے 1400 سال سے افترا کر رہے ہوں؟ اللہ تعالیٰ کیوں ہمیں ایک طرف تو یہ حکم دیں کہ اگر تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پوچھو جن کو معلوم ہے۔" اور جبکہ رسول خداؐ کا فرمان ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف علماء کی اتنی بڑی اکثریت پچھلے 1400 سال سے ایک غیر مروج قانونی (Invalid Legal Opinion) رائے کی طرفداری کریں؟ کیا اس سے اسلام کے معتبر و معتمد ہونے میں شک نہیں ہوگا جو انہی علماء کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے

دراصل فکر کی بات یہ نہیں کہ ایک شخص عام دوسرے کثیر التعداد علماء کی مخالفت کیوں کر رہا ہے۔ بلکہ قابل غور بات یہ ہے کہ اتنے کثیر التعداد علماء کس طرح صرف موسیقی کے آلات کے منع ہونے پر یقین رکھنے کی غلطی کر رہے ہوں؟

امام قرطبیؒ اپنی تفسیر احکام القرآن اور امام آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی متفقہ رائے یہ ہے کہ موسیقی و رنگولہ کاری منع ہے (اور سنت کے مطابق صرف کچھ

خاص استثناء ہیں۔ ان صحابہ میں چاروں خلفائے راشدینؓ، فقہاء صحابہ جیسے ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابن مسعودؓ اور جابر ابن عبداللہؓ اور باقی صحابہ کرامؓ جنھیں شامل ہیں۔

ابن تیمیہؒ اپنی تصنیف مجموع الفتاوی میں لکھتے ہیں، چاروں ائمہ کرام کی نظر میں آلات موسیقی حرام ہیں۔ یہ صحیح بخاری اور دوسری جگہ پر بھی ملتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان کی امت میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو جائز قرار دیں گے۔ اور وہ بندروں اور خنزیروں میں تبدیل کر دیے جائیں گے۔ کسی بھی امامؒ نے موسیقی کے بارے میں کوئی قابل مباحثہ (اختلافی) بات نہیں کی۔ (المجموع 11/576)

غیر ارادی طور پر موسیقی کا سننا

اعتراض

اس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں موسیقی سے فرار حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جہاں بھی ہم جائیں، چاہے بازار، دفاتر یا ریستوران ہو، ہر طرف سے موسیقی کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ تو پھر ہم کس طرح یہ ہو سکتا ہے کہ اسلام میں موسیقی منع ہے جبکہ اس کا ہر طرف دور دورہ ہے۔

جواب

سننے اور سنائی دینے میں ایک واضح فرق ہے۔ اگر ہم کسی جگہ پر ہوں اور وہاں موسیقی بج رہی ہو۔ اور موسیقی ہمارے کانوں میں ہماری نیت و ارادے کے بغیر داخل ہو تو یہ میوزک کا سننا نہیں کہلائے گا۔ امام ابن تیمیہؒ اس بارے میں مجموع الفتاوی میں فرماتے ہیں

"ہر لہو موسیقی جسے سننے والا سننے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس پر کوئی الزام اور حرج نہیں ہے۔ یہ علماء جمہور کا متفقہ فیصلہ ہے۔ لہٰذا قصد اور جوابدہی کا تعلق سننے سے ہے نہ کہ سنائی دینے سے۔ جو ارادۃً قرآن پاک کو سنے گا اسکو سننے کا ثواب ہے جبکہ وہ جو سماعت سن لے بغیر ارادہ کے اس کا سننے کا ثواب نہیں ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ موسیقی پر بھی یہی بات صادق آتی ہے، آلات موسیقی، جو حرام ہیں۔ اگر کوئی سن لیتا ہے بغیر ارادہ و نیت کے اس کو نہ روکا جائے گا۔

(المجموع 10/78)

عمومی اعتراضات کے جوابات

اعتراض نمبر 1 ہم لوگ موسیقی اور گانے سنتے ہیں کیونکہ معاشرہ میں ہر کوئی ایسا کر رہا ہے۔

جواب کسی چیز کا کثرت سے ہونا یا کیا جانا اسکو جائز نہیں بنا دیتا جیسے کہ ہمیں قرآن پاک سے پتا چلتا ہے۔ موسیقی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول مقبولؐ نے ناجائز قرار دیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ کے بندے اور رسولؐ اس دنیا میں تب آئے، جب لوگوں کی اکثریت اللہ کی اس حد تک نافرمان تھی، کہ گمراہی معاشرے میں ایک معمول و معروف چیز تھی۔ قرآن ہمیں اکثریت کی اتباع سے روکتا ہے۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام۔ آیت 116)

ترجمہ

اگر آپؐ نے اکثریت کی جو زمین میں ہیں، بات مانی تو یہ آپؐ کو گمراہ کر دیں گے اللہ کے راستہ سے، وہ اس پر کہ یہ لوگ محض گمان کی پیروی کرتے ہیں اور یہ سوچتے نہیں۔

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ (المائدہ۔ آیت 49)

اور بے شک لوگوں میں زیادہ اکثریت سرکش اور (اللہ کے) نافرمان لوگوں کی ہے۔

حق و باطل کے بیچ کسوٹی اکثریت نہیں بلکہ قرآن و سنت ہے۔ ہر وہ بات یا عمل جو قرآن و سنت کی کسوٹی پر پورا اترے، حق ہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اپنے شعر میں فرماتے ہیں

صبح ازل یہ مجھ سے جبرائیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول
باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

(کلیات اقبالؒ)

عمومی اعتراض نمبر 2

اگر موسیقی اسلام میں منع ہے تو پھر قرآن پاک میں اسکو واضح طور پر بیان کیوں نہیں کیا گیا؟ ہم صرف قرآن پاک کے احکامات کی اتباع کرتے ہیں۔

جواب جو لوگ منکرات میں ملوث رہتے ہیں، وہ اکثر یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اسلام میں فلاں چیز منع ہے تو پھر قرآن میں وضاحت سے بیان کیوں نہیں کیا گیا۔

یہ اعتراض کئی لذت پسند، عذر تراش، بدعت پسند اور معذرت خواہ افراد نے اسلام کی تاریخ میں اکثر اٹھایا ہے۔ قرآن میں واضح طور پر موسیقی کا حرام ہونا موجود ہے مگر اس کی مزید صراحت کے لیے ہمیں روایات (سنت رسولؐ) کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ قرآن اللہ کے احکامات اور امر کا ایک اجمالی بیان دیتا ہے اور اس کی تفصیل و تصریح کے لیے ہمیں رسول اللہ ﷺ سے رہنمائی کا حکم دیتا ہے۔ قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (سورۃ الحشر آیت 7)

ترجمہ اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسکو لے لو (اختیار کر) اور جس چیز سے منع فرما دیں اس سے رک جاؤ۔

مغربی نومسلم محمد اسد اپنی کتاب "اسلام دوراہے پر" (Islam at the crossroads) میں کہتے ہیں کہ دورِ حاضر کے بعض مسلمانوں کا سنت سے انکار اس احساس کمتری کا نتیجہ ہے جو یہ مغربی تہذیب کی چکاچوند سے ان میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ "مغربیت" ہی سب سے بڑی وجہ ہے کہ روایات رسول خدا (ﷺ) اور سنت رسول کا پورا ڈھانچہ اس وقت غیر متعلق ہو گیا ہے سنت یونیٰ، مغربی تہذیب کی بیہودی اقدار کی شدت سے مخالف ہے۔ جو اس تہذیب سے مسحور ہیں، وہ اس جال سے نکل نہیں پاتے لہٰذا سنت کو اسلام کا غیر مناسب اور غیر ضروری حصہ قرار دیتے ہیں۔ اور جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ اس کی بناء غیر معتبر روایات ہیں۔ اس کے بعد قرآنی تعلیمات کی تحریف بھی آسان ہو جاتی ہے۔ وہ اس طرح کی جاتی ہے جو مغربی تمدن اور تہذیب کی اقدار کے مطابق ڈھل جائے۔"

Asad Muhammad (1991), Islam at the Crossroads

ہمارے پیارے محبوب ﷺ نے اپنی ایک روایت میں مسلمانوں میں سے ایسے لوگوں کے بارے میں پیشین گوئی کردی تھی، جو اسلام کے احکامات پر اعتراضات اٹھائیں گے۔

ابو رافعؓ روایت کرتے ہیں

لَأُلْفِيَنَّ احَدَكُم مُتَّكِئًا عَلَى اَرِيكَتِهِ يَاتِيهِ الاَمرُ مِن اَمرِيَ مِمَّا اَمَرتُ بِهِ اَونَهَيتُ عَنهُ فَيَقُولُ لَا نَدرِي مَا وَجَدنَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعنَاهُ (سنن ابی داؤد)

''اور میں تم میں سے کسی کو مسند پر ٹیک لگائے ہوئے نہ پاؤں اس حال میں کہ اس کو میری کوئی بات پہنچے کہ جس بات کا میں حکم دوں یا جس بات سے منع کروں اور وہ کہے ہم نہیں جانتے۔ ہم نے جو کچھ اللہ کی کتاب میں پایا، ہم نے صرف اس کی پیروی کی۔'' (سنن ابوداؤد)

ایک اور روایت مقدام ابن معدیکرب سے مروی ہے رسول اللہ کے رسولؐ نے ہمیں خبردار کیا

اَلَا اِنِّي اُوتِيتُ الكِتَابَ وَمِثلَهُ مَعَهُ اَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبعَانُ عَلَى اَرِيكَتِهِ يَقُولُ عَلَيكُم بِهٰذَا القُرآنِ فَمَا وَجَدتُّم فِيهِ مِن حَلَالٍ فَاَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدتُّم فِيهِ مِن حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ (سنن ابی داؤد)

''خبردار رہو میں قرآن اور اس کی طرح کی (چیز یعنی حدیث) دیا گیا ہوں، پھر بھی وہ وقت آ رہا ہے جب ایک شخص مسند پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا اور کہے گا قرآن کے مطابق چلو جو اس میں جائز ہے اسکو حلال جانو اور جو اس میں منع کیا گیا ہے اسکو حرام جانو'' (سنن ابوداؤد)

عمومی اعتراض نمبر 3

میں موسیقی کو وقت گذاری کے لیے سنتا ہوں۔

جو سب سے پہلے تو یہ جان لینا چاہیے کہ ہم وقت گذاری نہیں کرتے بلکہ یہ وقت ہے جو ہمیں گذارتا ہے۔ ہر سانس، ہر لمحہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے ہم اپنی آخری منزل، اپنے مرقد اور اپنی موت سے قریب تر ہوتے جاتے ہیں۔

وَاِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی

اور یہ تیرے رب ہی کی طرف ہے (ہر چیز) کا لوٹنا (سورۃ النجم۔ آیت 41)

رسول اللہ ؐ کا فرمان ہے کہ جب ہم وقت ضائع کرتے ہیں تو کتنا خسارہ کرتے ہیں۔

آپ ؐ نے فرمایا

نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ (صحیح بخاری)

"دو طرح کی نعمتیں ہیں جو لوگ ضائع کرتے ہیں۔ صحت اور وقت (فارغ البالی)"

(صحیح بخاری)

اس بات میں ذرا شک نہیں کہ ایک دن ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے وقت کے بارے میں جواب دہ ہوں گے کہ کیا وقت گزاری کی یا معقول و سنجیدہ طریقے سے وقت کا استعمال کیا۔

رسول اللہ ؐ فرماتے ہیں

اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ مستدرک الحاکم 7927

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو

جوانی کو بڑھاپے سے پہلے،

صحت کو بیماری سے پہلے،

اچھے معاشی حالات کو غربت سے پہلے،

فارغ وقت کو مصروفیت سے پہلے، اور

زندگی کو موت سے پہلے

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ؐ نے فرمایا

لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَا فَعَلَ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ (ترمذی ھذا حدیث حسن صحیح)

''روزِ قیامت کسی شخص کو اپنے دونوں قدم ہٹانے کی اجازت نہ ہوگی جب تک کہ اُس سے ان باتوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے

- اُس نے اپنی زندگی کن کاموں میں گزاری؟
- اُس نے اپنے علم پر کس حد تک عمل کیا؟
- اُس نے نوکری یا جاب کرتے ہوئے پیسہ کس طرح کمایا (یعنی حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے) اور کہاں پر خرچ کیا اور
- اُس نے اپنے جسم کو کن کاموں میں استعمال کیا؟

(ترمذی)

ایک نومسلم Charles Le Gai Eaton جو برطانوی ڈپلومیٹ بھی تھے، اپنی کتاب ''اسلام اور آدمی کی تقدیر انسانی'' (Islam and the Destiny of Man) میں وقت کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں

''اسی لیے وقت کی قدر کی شدید ضرورت ہے۔ (جس کے بارے میں قرآن پاک مطلع کرتا رہتا ہے) اس کے مقابلے میں وقت گذاری معقولیت کے خلاف بات ہے۔ وہ قیمتی تھوڑا سا وقت جو اس وقت ہمارے ہاتھ میں ہے، اسکو ضائع کرنا مسلمانوں کے نزدیک ایک غیر معقول رویہ ہے۔ قرآن میں یہ بات اسی ہے کہ ایک درخواست، جو حاضرین، جنکے سے رسوائی مقدر ہو چکی ہوگی، یہ کریں گے کہ اگر انہیں دنیا کی زندگی میں کچھ وقت کے لیے واپس بھیج دیا جائے بصورہ ایک دن کی زندگی، تا کہ اس میں وہ کوئی نیکی کما سکیں، وقت کو صحیح استعمال کر سکیں۔ یہ ان

کے لیے ہر چیز سے بڑھ کر ایک خطرہ ہوگا جو دل و جان میں خوشی کر سکتے تھے۔

Eaton, Charles Le Gai (1985). Islam and the Destiny of Man. New York.

The Islamic Texts Society

اسلام ایسے لوگوں کی ہمت افزائی نہیں کرتا جو بے معنی مصروفیت میں مگن ہوں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں وقت گذاری کے لیے موسیقی سنتا ہوں، تو اصل یہ اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ اپنی اخلاقی اقدار کو ضائع کر رہا ہے اور کر رہی ہے۔ جو سب سے بڑا خسارہ ہے۔

دو لڑکیوں کا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین کو گانا سنانا ...

اعتراض یہ واقعات جس سے موسیقی کے جائز ہونے کی دلیل لی گئی ہے وہ رسول اکرمؐ کے زمانے سے پیش آئے ہیں۔ ایک میں یہ بیان کہ دو بچیاں رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کو گانا سنا رہی تھیں، اور دوسرا قصہ جس میں حبشہ کے کچھ لوگ مسجد نبوی میں کھیل تماشا کر رہے تھے اور آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو یہ کھیل دکھایا۔ ان دو واقعات کو موسیقی کے حلال ہونے پر دلیل بنایا گیا ہے۔

جواب

جو لوگ موسیقی کو حلال ثابت کرنا چاہتے ہیں، وہ حضرت بی بی عائشہؓ کی حدیث مبارکہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا قالت دخل أبوبکر وعندی جاریتان من جواری
لا تصر مغنیتان بما تقاولت الأنصار یوم بعاث قالت ولیستا بمغنیتین فقال
أبوبکر أمزامیر الشیطان فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذلک
فی یوم عید فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا أبابکر إن لکل قوم
عیدا، وھذا عیدنا (صحیح البخاری کتاب العیدین)

حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا محترمہ روایت فرماتی ہیں ایک دفعہ نبی اکرم محمد ﷺ گھر تشریف لائے، اس وقت دو بچیاں میرے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں اور وہ غزوہ بدر کے بارے میں کچھ گا رہی تھیں مگر چونکہ وہ پیشہ ور گلوکارائیں نہ تھیں۔ حضرت محمد ﷺ بستر پر تشریف فرما ہو گئے اور چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر کر لیٹے رہے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے اور مجھے ڈانٹا اور کہا یہ موسیقی شیطان کا ساتھی ہے اور وہ بھی محمد ﷺ کے سامنے! رسول اللہ ﷺ ان کی طرف مڑے اور فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ جب ابوبکر صدیقؓ دوسرے کاموں میں مصروف ہو گئے تو میں نے بچیوں کو جانے کو کہا اور وہ چلی گئیں۔ وہ عید کا دن تھا۔ (صحیح البخاری)

1 یہ روایت موسیقی کے جائز ہونے کے حق میں اکثر استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے الفاظ عربی میں یوں ہیں عندی جاریتان مُغَنِّیَان

ترجمہ: دو بچیاں تھیں، جو گا رہی تھیں۔

علامہ عینی اپنی کتاب ''عمدۃ القاری'' میں جاریۃ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عورتوں میں جاریۃ اس چھوٹی عمر کی بچی کو کہتے ہیں جو بھی من بلوغت کو نہ پہنچی ہو۔ جس طرح غلام اس چھوٹی عمر کے لڑکے کو کہا جاتا ہے۔ جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو۔

Abdul Ghaffar (Jan 2003). Islam aur Mosiqee Meesaq, Lahore

اس طرح کی گلوکاری کا کوئی موازنہ آجکل کی اس گلوکاری سے نہیں ہے جس میں بالغ اور پرکشش لڑکیاں اور عورتیں ملوث ہوں۔ درحقیقت اسلام میں مخلوط محفلیں اور اس میں گانا بجانا، چاہے وہ شادی بیاہ یا عید پر ہی کیوں نہ ہو، کی کوئی گنجائش نہیں پائی جاتی۔

2 اس روایت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گانے بجانے کو ناپسند فرمانا ظاہر اس بات کا مظہر ہے کہ انہوں نے موسیقی کے حرام ہونے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہوگا اور یہ کہ موسیقی ہر حال میں منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح کیا کہ عید کے موقع پر یہ جائز ہے (مشکوٰۃ المصابیح، بطریق پر)۔

3 اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی خوشی پر رضامندی کا اظہار نہیں فرمایا، اس لیے انہوں نے خود اس میں حصہ نہ لیا اور رُخ مبارک پھیر کر لیٹ رہے۔ اگر وہ راضی ہوتے تو ضرور شمولیت فرماتے۔ سننے اور سنانے دینے میں واضح فرق ہے۔ (تفسیر روح المعانی (جلد 21)

اس روایت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں امام بغویؒ فرماتے ہیں:

"جو شعر انہ طور پر وہ بچیوں کو الاپ رہی تھیں۔ (بخاری کی حدیث میں) اور غزوہ بدر کی جنگ اور بہادری کی داستان اور جہاد کی ہمت افزائی کے بارے میں تھیں۔ اگر نہ ایسا شعر نہ ہو جس میں شہوت، شیطانیت اور حرام باتوں کی ہمت افزائی ہو، گانے کے طور پر اس کا منع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر بچیوں کے گانے میں ایسا مواد ہوتا تو آپؐ ضرور منع فرماتے۔ (شرح السنۃ)

4 حضرت عائشہؓ ام المومنین خود موسیقی کو حرام مانتی تھیں، تبھی انہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ وہ لیستا بمغنیان کہ وہ پیشہ ور گلوکارائیں نہ تھیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس روایت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس روایت سے صوفی حضرات کے ایک گروپ نے گلوکاری اور سماع کو جائز ہونے کی دلیل بنایا ہے۔ کیونکہ حضرت بی بی عائشہؓ نے وضاحت کر دی بچیوں کے بارے میں کہ وہ پیشہ ور نہ تھیں، اس جواز کو ثابت کرنے میں کافی ہے اور اس طرح گرکوئی گانا بھی ہو تو بھی وہ جائز ہوا۔ (فتح الباری جلد 2)

یہی نہیں بلکہ کچھ علماء نے اس حدیث عائشہؓ کو، جو صحیح بخاری میں مروی ہے موسیقی اور گانے بجانے کے خلاف ایک ثبوت اور اتفاق رائے کی دلیل بنایا ہے مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں

کچھ لوگوں نے اس روایت کو (بچیوں والی) موسیقی کے جائز ہونے کا جواز بنایا ہے جبکہ حق یہ ہے کہ یہ گانے بجانے کے خلاف ایک دلیل ہے۔ سوائے عید کے موقع کے، اس روایت سے زیادہ سے زیادہ جو چیز ثابت کی جا سکتی ہے، وہ عید پر گانے کی اجازت کا ہونا ہے مگر موسیقی حرام ہی ہے اور شیطان کے ہتھیاروں میں سے ہے۔ (شرح السفر السعادۃ)

شیخ عبدالحق جس موسیقی کو حرام فرما رہے ہیں، وہ ایسا گانا بجانا ہے جو آلات موسیقی کے

ساتھ ہو یا لغو مواد رکھتی ہو۔

کچھ لوگ حبشہ کے لوگوں والی روایت کو جو کہ امام بخاریؒ سے مروی ہے، موسیقی کے حلال ہونے کی دلیل بناتے ہیں، جبکہ وہ یہ نہیں وضاحت دیتے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں "باب الحراب و یوم العید" کے تحت آتی ہے۔ وہ حبشی نیزوں سے کھیل رہے تھے نہ کہ آلات موسیقی سے، دونوں میں بہت فرق واضح ہے۔

اسلام کے نام پہ Pop culture

اہم مسئلہ

ہم اسلامی موسیقی کو اسلام پھیلانے کے لیے عظیم کام میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اسلامی پوپ میوزک سکون و محبت کے پیغام کے پھیلانے کا ایک اچھا اور موثر ذریعہ بن سکتا ہے۔ مسلم فن کار تو پے گانوں میں سیف معاصد اور اچھے خیالات کا اظہار کر کے ایک مثبت نتیجہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جواب

آج کل معاشرے کا رجحان ایک نئے طرز کے فن کاروں (Nasheed Artists) نشید آرٹسٹ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ جو درحقیقت وہ لوگ ہیں جو اسلامی کانفرنسوں اور کنونشنز میں جاتے ہیں اور حاضرین کی تفریح کا سامان کرتے ہیں۔ اس طرح سے چندہ بھی اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اس کو جائز قرار دینے کی کوشش میں یہ نشید فن کار آلات موسیقی بھی استعمال کرتے ہیں۔ سیدھی گانوں میں آلات موسیقی کی آواز سے پیدا کرنے کا فن بھی استعمال کیا جاتا ہے، یہ محض ایک دھوکہ ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وہ (سمجھتے ہیں) کہ وہ اللہ اور مومنوں کو دھوکہ دے رہے ہیں جبکہ وہ اپنی جانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور اس کا شعور نہیں رکھتے۔" (البقرۃ۔9)

ایک برطانوی صحافی خاتون ایوان ریڈلے (Yvonne Ridley) جن کو افغانستان

میں طالبان نے 2001ء میں 11 دن کے لیے جس بے جا (hostage) میں رکھا جبکہ وہ برطانوی اخبار Daily Express کے لیے کام کر رہی تھیں۔ اُس قید کے دوران اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھا گیا اور انھوں نے وعدہ کیا کہ اپنی رہائی کے بعد وہ قرآن پاک کا مطالعہ کریں گی۔ 2003ء میں انھوں نے (مطالعہ کے بعد) اسلام قبول کر لیا۔ اپنے ایک مضمون میں "اسلام کے نام پر معاشرے میں بڑھتا ہوا پاپ کلچر" میں لکھتی ہیں

"تاریخ میں مشہور علماء نے اکثر یہ رائے دی ہے کہ موسیقی حرام ہے لیکن مجھے یہ یاد نہیں پڑتا کہ میں نے صحابہ کرامؓ اجمعین کے بارے میں کبھی یہ پڑھا ہو کہ انھوں نے کبھی موسیقی سنی ہو۔ مجھے غلط نہ سمجھیں، میں تفریح کے حق میں ضرور ہوں مگر ایک باوقار انداز میں جو اپنے ماحول کو مدنظر رکھے۔

Ridley, Yvonne (April 24, 2006) Pop Culture in the Name of Islam (www.dailymuslims.com)

ایک ایسی ہی "اسلامی" میوزیکل کانسرٹ کے موقع پر جو لندن میں مصری گلوکار سمیع یوسف نے منعقد کیا تھا، Yvonne مزید لکھتی ہیں

"پچھلے سال پہلے ہفتہ لندن میں ایک موسیقی کی محفل میں عورتیں بے قابو ہو گئیں اور یہ چھوٹی کم عقل بچیاں نہیں تھیں بلکہ 20، 30 اور 40 سال والیاں تھیں، جو چیخ رہی تھیں۔ شور مچا رہی تھیں۔ ناچ اور جھوم رہی تھیں۔ یہاں تک کہ سیکورٹی والے بھی بکے بکے تھے کہ کس طرح سکارف پہنی لڑکیوں کو کرسیوں کے اوپر کھڑے ہونے سے منع کریں۔ سٹیج پر موجود لوگ تو ہی بات کی ہمت افزائی کر رہے تھے کہ وہ خواتین انھیں اور گانے میں حصہ لیں۔ یہ حالت ایک طرح کی ہسٹریا ہے جو امریکہ میں بھی پھیلا ہوا ہے۔ اگر یہ بے اطمینانی کے دونوں طرف پایا جا رہا ہے تو تمام کرہ ارض میں پھیل رہا ہوگا اور لوگوں کو زچ کر رہا ہوگا۔ اس طرح کے گروپس میں "اسلامی ہوائے ہینڈز"، "786" اور "مکہ ٹو مدینہ" شامل ہیں جن کا مقصد بس عورت کو نمایاں کرنا ہے، جیسے American Idol یا X-Factor وغیرہ میں ہوتا ہے۔ یقیناً اسلامی مواقع پر تفریح سے

رویہ تجدید کی، حساسیت اور پر عبد روشن کا اظہار ہونا چاہیے۔"

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بہت سے مسلم فنکار اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ موسیقی کے ذریعے اسلام کے اعلیٰ مقصد کی تبلیغ و اشاعت کر رہے ہیں۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ مثبت نتائج کے لیے منفی ذرائع اختیار کیے جائیں۔ موسیقی تیل پھیلنے کا وسیلہ نہیں ہے۔ یہ نظریہ عیسائیوں کے طریقہ کی طرح ہے، جہاں جذبات، خیالات، نظریات کا سہارا لیا جاتا ہے، جہاں وہ دلائل و قائل نہ ہونے کے لیے منطقی دلائل نہیں پیش کر سکتے۔ عیسائیوں کے اس طریقہ نے لوگوں کو اس سے پھیر دیا۔ ہمیں ان سے مختلف انجام کی امید نہ ہونی چاہیے۔ مسلمانوں کا اعتماد اس قسم کے "محبت و امن کے پیغام کی موسیقی" سے اٹھ چکا ہے کیونکہ زندگی کے اصل مسائل کا حل ان گانوں میں نہیں۔

آج کل کے حالات میں موسیقی معصوم مسلمان ملکوں پر حملے کرنے سے کس طرح مغرب کو باز رکھ سکتی ہے؟ موسیقی کس طرح فلسطین و لبنان کی معصوم عورتوں اور بچوں کا خون بہانے سے روک سکتی ہے؟ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ ظلم، تشدد، معجزاتی طور پر امن، محبت میں بدل جائے صرف میوزک کی وجہ سے؟ ہمیں اخلاق اور سچائی کے ساتھ اپنے آپ کو اس دھوکہ سے بچانا چاہیے کہ "امن و محبت کا پیغام میوزک"۔ کیا آج تک موسیقی سے ایسا کوئی صالح مقصد پورا ہوا ہے؟ نہیں بلکہ اسلامی تاریخ میں موسیقی نے امن و محبت کو فروغ دینے میں کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ بس گرچکی ہے تو صرف یہ کہ اس نے مسلم نوجوانوں کو برباد کر دیا۔

موسیقی کے بارے میں امام شافعیؒ کی یہ مشہور روایت وضاحت کرتی ہے کہ موسیقی کو اعلیٰ مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا:

"میں بغداد گیا اور میں نے ایک چیز دیکھی، جسے زندیق نے ایجاد کیا ہے اور یہ تغبیر کہلاتی ہے۔ اس سے یہ لوگوں کو قرآن سے منحرف کرتے تھے۔"

ابن قیم الجوزیہ، غاثۃ اللھفان، دار الیمان 1997ء (عربی)

تغبیر ایک رواج تھا جو بغداد کے رہنے والوں نے بنا رکھا تھا۔ جس میں لوگ اکٹھے

ہوتے اور ایک گانے والا ایسے اشعار گاتا، جس میں آخرت کی ابدیت اور اس دنیا سے نفرت کا اظہار کیا جاتا۔ اس موسیقی میں آلات موسیقی بھی استعمال کئے جاتے۔ امام شافعیؒ ان لوگوں کے اس عمل کو زندقہ (کفر) کہتے ہیں حالانکہ اس گانے بجانے میں تقویٰ اور پرہیزگاری کا سوا ہوتا۔ اسلام نے اس سلسلے میں کوئی رعایت روا نہیں رکھی۔ اس مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے محمد تقی عثمانی، مشہور عالم اسلام اور پاکستان اسلامی شریعت کورٹ کے سابق جج اپنی کتاب "اصلاح معاشرہ" میں لکھتے ہیں

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی علاقہ یا علاقہ کے لوگوں کو موسیقی کے ذریعے اسلام کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے تو کیا قرآن کو گانا بجانے کے ساتھ گا کر پیش کیا جا سکتا ہے تاکہ اسلام کی تبلیغ کی جا سکے؟ اگر یہ ممکن ہوتا کہ کسی علاقہ کے لوگ رسول خدا کی تصویر دیکھ کر اسلام قبول کر لیتے تو کیا مسلمان (نعوذ باللہ) آپ کی ایک خیالی تصویر چھاپنے پر رضامند ہو جاتے؟ اگر کچھ لوگ صرف اس لیے اسلام قبول کرتے ہیں مسلمان عورتوں کے ناچ گانے سے متاثر ہوتے تو کیا مسلمان عورتوں کا گروپ تبلیغ اسلام کے اس طریقے کے لیے بھیجا جا سکتا تھا؟ یہ اس قسم کا خیال اور رویہ ہے کہ جب بھی خباثت بکثرت عام ہو جائیں تو لوگ نہ صرف اسکو جائز قرار دے دیتے ہیں بلکہ اشاعت، تبلیغ، اسلام کے لیے اسکو ذریعہ بنانا قابل احترام سمجھتے ہیں۔

رسول خدا ﷺ اور ان کے صحابہ کرامؓ اجمعین کے دور میں غیر مسلم موسیقی اور دوسری بہت سی تفریحات کے علاوہ تھے۔ اور یہ بہت ممکن تھا کہ اس طرح کے طریقے اشاعت و تبلیغ اسلام کیلئے اختیار کئے جاتے مگر صحابہ رسولؐ نے لوگوں کو ڈراموں اور کھیل تماشوں سے محظوظ کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اس کے دل کو اپنے مثالی رویوں سے جیتا اور یہی وجہ تھی کہ دنیا میں توحید کا جھنڈا چار دانگ عالم میں لہرایا۔ آج اگر ہم اسلامی اشاعت و تبلیغ کا پیغام دینے کے لیے اپنے اطوار و عادات کو بدلنے پر تیار نہیں اپنے غیر اسلامی رسم و رواج کو چھوڑ نہیں سکتے اور اسلام کا پیغام دینے کیلئے صرف ڈرامہ اور فلم ہی ایک طریقہ رہ گیا ہے تو پھر صرف شیطان ہی اس کا موجد ہو سکتا ہے۔"

(مفتی محمد تقی عثمانی، اصلاح معاشرہ 1998ء کراچی مکتبہ دارالعلوم)

اسلامی تصوف اور موسیقی

دعویٰ: زیادہ تر صوفیائے کرام اسلامی موسیقی کے گانے اور سننے کو جائز قرار دیتے ہیں، لہٰذا ہم موسیقی سن سکتے ہیں۔

جواب

نہیں! یہ سچ نہیں ہے۔ اسلامی تصوف اور روحانیت کے بانی حضرات درحقیقت موسیقی کے خلاف ایک سخت رائے رکھتے تھے۔ تزکیہ قلوب کے ماہرین ہونے کے ناطے صوفی علماء موسیقی کے انسان کی روح پر تباہ کن اثرات کے بارے میں خوب واقف تھے۔ صرف ایسے تھوڑے بھر صوفیائے کرام تابعین کے زمانہ سے تعلق رکھتے تھے جو اسلامی گانا بجانا بغیر آلات موسیقی کی شرائط کیساتھ، جائز قرار دیتے تھے۔ ایسے لوگ بہت کم تھے۔ جبکہ تمام بڑے صوفی علماء موسیقی کو حرام ہی قرار دیتے ہیں۔ حسن البصری، تزکیہ قلب نفس کے ایک ماہر اور جلیل القدر معلم نے آلات موسیقی کے بارے میں زمانہ سلف کا مسلمانوں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے طلباء ان کو پھاڑ دیا کرتے تھے۔"

حارث ابن اسد المحاسبی، اسلامی روحانیت کے قائد اپنی تصوف اور روحانیت پر بنیادی کتاب "رسالۃ المسترشدین" میں موسیقی کے بارے میں اپنا نظریہ لکھتے ہیں کہ "موسیقی اور گانا ہم پر اس طرح حرام ہے جیسے مردہ جانور کا گوشت"۔

شیخ جنید البغدادی تصوف کی ایک ثقہ شخصیت موسیقی کے بارے میں کہتے ہیں "اگر تم دیکھو کہ ایک مرید سماع کی اجازت مانگ رہا ہے تو جان لو کہ ابھی اس کی روح بیمار ہے"

ایک مشہور صوفی عالم شیخ شہاب الدین سہروردی، جنہوں نے سہروردی نظریہ تصوف کی بنیاد رکھی، نے ایک کتاب لکھی "عوارف المعارف" جو کہ نفس کے موضوع پر ایک جامع، دقیق اور بہترین تصنیف ہے۔ اپنی اس کتاب میں بیان فرماتے ہیں

"جب لوگ سماع میں مشغول ہو جاتے ہیں تو وہ اپنا بہت سا وقت ضائع کرتے ہیں، عبادت میں لذت کم ہو جاتی ہے۔ ان کو سماع کی محفلوں میں جانے کی ایک عادت ہو جاتی ہے

۔ان گلوکاروں سے لطف اٹھانے کے لیے یہ لیکن زیادہ سے زیادہ محفلوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ صوفیاء کے نزدیک ایسی محفلیں حرام اور ممنوع ہیں۔

ایک اور عالم تصوف، شیخ امام العارفین ابو علی روباری سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی جو آلات موسیقی سے محظوظ ہوتا ہے، اور دعویٰ کرتا ہے کہ میرا یہ عمل حلال ہے کیونکہ میں روحانیت کے اس درجے پر ہوں جہاں مجھ پر مختلف حالات کا اثر نہیں ہوتا۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ ہاں وہ شخص اس درجے پر پہنچ گیا ہے مگر کہاں؟ جہنم میں!

شیخ احمد سرہندی فاروقی (مجدد الف ثانی) ایک عظیم مجدد اسلام جو برصغیر پاک و ہند میں دوسری صدی ہجری میں اسلام کی تجدید و احیاء کے بانی ہوئے، مغل بادشاہ اکبر اور اسکی غیر اسلامی حکومت کے دور میں اپنی مشہور تصنیف "مکتوبات" میں رسالہ نمبر 266 میں جو لکھتے ہیں، وہ موسیقی اور گانے کے کتابوت میں آخری کیل ہے۔

مذہبی موسیقی ناچ اور گانا اصل نصوصیات اور مذہب سے موسیقی و سماع کے حرام ہونے کے بارے میں بے شمار قرآنی آیات احادیث صحابہ کرام، اقوال علماء و فقہاء موجود ہیں، جو شمار نہیں کی جا سکتیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی موسیقی کے حلال ہونے کے حق میں کسی منسوخ روایت یا غیر معتبر قول کو دلیل بنا کر لائے تو اسکا دعویٰ رد کر دیا جائے گا کیونکہ کسی اسلامی فقیہ نے اسلام کی تاریخ میں کبھی بھی موسیقی، ناچ اور گانے کے حق میں فتویٰ نہیں دیا۔ ہمارے وقت کے کچھ غیر معقول نجیدہ صوفیاء نے اپنے سامعین کے اعمال کو ایک بہانہ بنا کر موسیقی اور گانے بجانے کو دین کا درجہ دے رکھا ہے اور اسکو عبادت گردانتے ہیں قرآن مجید ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے "وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا لیا ہے" سورہ اعراف آیت 51

الحمدللہ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ایسے روحانی سلسلہ سے نوازا کہ جو نہ خود ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوئے، نہ ہی اپنے پیروکاروں کو ہونے دیا۔"

شیخ نوح ہم کیلر (Sheikh Nuh Ha Mim Keller) ایک مشہور و معروف زمانہ جدید کے صوفی عالم، جو پہلے عیسائی تھے اور دسمبر 1977ء میں جامعۃ الازہر قاہرہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے، پھر حدیث کا مطالعہ کیا، شافعی اور حنفی فقہی مسلک کے اصول فقہ اور عقیدہ کی

تعلیمات حاصل کیں۔ شام اور اردن میں جہاں وہ 1980ء سے رہ رہے ہیں۔ وہ موسیقی کے بارے میں فرماتے ہیں

"اگر انسان میں تقویٰ اور ایمان موجود ہے تو پھر یہ فیصلہ واضح ہے کہ بنیادی بات آلات موسیقی کے بارے یہ ہے کہ یہ حرام ہے۔ یہ احادیث سے واضح ہے اور وہ صحیح احادیث ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور انہوں نے ہمارے فائدے کے لیے فرمایا اگر تم اپنی روح کو زہر آلود کرنا چاہتے ہو تو موسیقی سنو۔"

علما اسلام کے ان زریں اقوال کے بعد یہ امید کی جاتی ہے کہ یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ صوفیاء کے نزدیک جو ماہرین حدیث بھی تھے۔ موسیقی حرام ہے۔

موسیقی اور صوفی عبادات

مسئلہ موسیقی یگانہ اللہ تعالیٰ سے محبت کے اظہار کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ مذہبی موسیقی ہمیں اعلیٰ روحانی سطح تک بلند کر سکتی ہے۔ اسی وجہ سے کچھ صوفی علماء نے موسیقی کو جائز قرار دیا ہے۔

جواب مسلمانوں، عیسائیت، سکھ ازم اور دوسرے مذاہب میں موسیقی ان کی عبادات کا ایک حصہ بن چکی ہے جبکہ اسلام میں اسکی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس سلسلے میں شیخ سرہندیؒ نے کچھ اعلیٰ صوفی اصحاب پر تنقید کی ہے ان کی سماع کی عادت کے بارے میں۔ وہ لکھتے ہیں

"وہ اس جماعت صوفیاء میں بہت سے ایسے ہیں جو اپنی بے قرار و اضطراب ناحق موسیقی کے سننے میں ڈھونڈتے ہیں اور اپنے محبوب (اللہ) کو گلوکار کے گانے میں تلاش کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے ناچ و گانے کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے ضرور رسول خدا کی روایات سن رکھی ہوں گی۔ "کسی بھی حرام چیز میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی۔" یہ طبرانی میں (مستند اسناد سے) ام سلمہؓ کی روایت ہے۔ اگر انہیں صلوٰۃ کی حقیقت کی ذرا سی بھی معرفت ہوتی تو یہ اس موسیقی اور گانے بجانے کی طرف کبھی مائل نہ ہوتے۔ مگر جب حق کی راہ نہ ملی

تو انہوں نے باطل راہ اختیار کرلی۔ اور میرے عزیز بھائیو! جس طرح نماز اور موسیقی میں فرق ہے اسی طرح نمازوں سے حاصل شدہ تمام وعراج کا فرق ہے۔ مقابلہ اس حالت پستی کے جو موسیقی کے سننے سے حاصل ہوتا ہے۔ عقلمند کے لیے اشارہ کافی ہے۔"

مقدمات۔ کتاب الصلوٰۃ، صفحہ 261 (24)

جن لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ موسیقی صرف اللہ تعالیٰ سے اظہار محبت کے لیے اختیار کرتے ہیں تو کیا یہی ایک طریقہ رہ گیا ہے اظہار محبت الٰہی کا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے موسیقی کے ذریعے سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا تھا؟ نہیں! انہوں نے تلاوت قرآن، ذکر اللہ، انفاق، نفلی روزے، عزیب و مسکین کو کھانا کھلانا، اور تہجد کی نماز جیسے اعمال و افعال اختیار کیے۔ اگر ان سے کوئی بہتر طریقہ ہوتا تو صحابہ کرام اجمعینؓ ضرور اسکو بھی اپناتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو موسیقی کی تباہ کاریوں کا علم تھا اسی لیے وہ اس سے دور رہے۔

اسلامی محفلوں میں موسیقی تفریحات کے ذریعے چندہ اکٹھا کرنا

اعتراض دعویٰ

"اسلامی موسیقی" کو تبلیغ اسلام کے نیک مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ موسیقی اور گانے بجانے کے ذریعے سے تفریح مہیا کر کے مسلمان نوجوان لڑکوں اور عوام کو اسلامک کانفرنسوں میں اسلامی مقاصد کیلئے اور چندہ اکٹھا کرنے کے لیے کھینچ لایا جا سکتا ہے

جواب۔ آجکل جب مغربی ممالک میں اسلامی محفلیں، کانفرنسیں اور خوشنما معقد کئے جاتے ہیں تو ان میں تفریح کا سامان موسیقی کے ذریعے سے کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر لوگ اس شش میں چلے آتے ہیں۔ کیونکہ کچھ حد اپرست لوگ علم کے حصول کے لیے شامل ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے گرانقدر علماء مدعو ہوتے ہیں جو اسلام کا مقدس علم و معرفت لوگوں تک

پہنچاتے ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے

اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ (سنن ابی داؤد)

"علماء انبیاء کے وارث ہیں، جو اپنے پیچھے درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ علم کا ورثہ چھوڑتے ہیں تو جو اس کو لے کہ میں حاصل کرے اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا۔"

(سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

ہمیں انبیاء کے ورثاء کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ورا سوسائٹی کے لبرلسٹ، گلوکاروں اور فنکاروں سے آئیڈیل نہیں لینا چاہیے۔ قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے نائبین کو واضح طور پر ان لوگوں سے اجتناب کا حکم ہے جو مذہبی محفلوں میں موسیقی کو شامل کرنا چاہتے ہیں اور ایسوں کو قرآن کے ذریعے سے تذکیر کا حکم ہے۔

"اور ان لوگوں سے اجتناب کرو جو اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیتے ہیں اور جو اس دنیا کے دھوکے میں مبتلا ہیں مگر ان کو اس (قرآن مجید) سے یاد دہانی کرتے رہو۔"

(سورۃ الانعام آیت 70)

قرآن و سنت سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے عرب کے لوگوں کو نماز اور حج کے مناسک کی تعلیم دی جبکہ اس کے بعد کی صدیوں میں لوگوں نے دین ابراہیمی کی تعلیمات کا حلیہ بگاڑ دیا اور اس میں موسیقی کی آلودگی شامل کر دی اور جب کچھ ہزار سال کے بعد رسول اللہ محمد ﷺ کی اس علاقے میں بعثت ہوئی، تب تک حج کے مناسک ایک تجارتی میلہ کی حیثیت اختیار کر چکے تھے اور طواف تقریباً برہنہ حالت میں آدمی اور عورتوں کا تالیاں پیٹنا اور ناچنا اور سیٹیاں بجانا بن چکا تھا۔ جیسا کہ سورۃ الانفال میں فرمایا

﴿ وما كان صلاتهم عند البيت إلا مكاء وتصدية ﴾

(سورۃ انفال، آیت 35)

"ان کی نماز بیت اللہ کے نزدیک کچھ نہ تھی مگر تالیاں اور سیٹیاں"

کیا عبادت ایک تفریح بن چکی تھی۔ سیرت رسولؐ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ حضورؐ کی تفریح اُن کی اپنی فیملی میں تھی۔ مسلمانوں کو سنت رسولؐ کی اتباع کرتے ہوئے اپنی تفریح بے اہل وعیال ہی میں ڈھونڈنی چاہیے۔ اپنے اہل خاندان کیساتھ طعام نوش کریں۔ بچوں کیساتھ کھیل کود میں شامل ہوں اور رشتہ داروں کے ساتھ پکنک منائیں۔ یہ اسلامی تفریحات ہیں۔ اس دور کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ مسلمان لوگ اپنے گھر والوں کے ساتھ وقت نہیں گزارتے گھر میں موجود ہونے کے باوجود یہ وقت ٹی وی، نیٹ اور کمپیوٹر کی نذر ہو جاتا ہے یہ وقت ان کے ہر ایک بیوی بچوں کے ساتھ گزرے ہوئے وقت کے مقابلہ میں زیادہ دلچسپ ہے۔ حقیقی تفریح تو اہل خانہ کے ساتھ ہے نہ کہ گھروں سے باہر جہاں انہوں نے سوچ رکھا ہے۔ مغربی ممالک میں منعقد ہونے والی اسلامی کنونشنز (Islamic conferences / Islamic conventions) کو تفریح مہیا کرنے کا موقع نہیں بنانا چاہیے۔ مسلمانوں کو قدرے سنجیدگی اور متقوں والا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

دین اسلام کا اپنا ایک ممتاز مقام ہے۔ اس حیثیت سے اسلام جدت پسند اور سیکولر روشن خیالوں کے طور طریقوں کے ساتھ گھلنے ملنے کا قائل نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اکرمؐ کو مخلص مومنوں کو خبردار کر دیا ہے

وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝ (سورۃ القلم، 9)

"وہ چاہتے ہیں کہ آپؐ دینی امور میں کچھ ڈھیلے پڑیں (عدم اعتنا برتیں) تو وہ بھی کچھ ڈھیلے پڑیں۔"

اسلام واضح طور پر تبلیغ اسلام کے لیے غیر اسلامی طریقوں کی سرزنش کرتا ہے۔ دین

میں کوئی زبردستی نہیں، بے شک غلط راہ سے صحیح راستہ ممیز ہے۔" دین میں کراہ نہیں۔ بے شک واضح کر دی گئی ہدایت، گمراہی سے۔" (سورۃ البقرۃ 256)

اسلام میں جائز تفریحات

مسئلہ بحث

ہمیں اپنی زندگیوں میں کچھ تفریح چاہیے ہم موسیقی کو اس لیے سنتے ہیں کہ یہ عام سی چیز تفریح ہے

جواب

آخری عذر مسلمانوں کے ذہن میں موسیقی کو جائز ثابت کرنے کے لیے یہی رہ جاتا ہے۔ چونکہ ہمیں زندگیوں میں تفریح چاہیے اور موسیقی تفریح مہیا کرتی ہے۔ لہٰذا ہم موسیقی سنتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ موسیقی صرف تفریح ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ کمزوری اور گندگی بھی شامل ہے جیسا کہ پچھلے ابواب میں بیان ہوتا رہا ہے۔ یہ اس طرح ہے جیسے شراب یا جوا تفریحات ہیں مگر ان کے ساتھ بہت سے نقصانات وابستہ ہیں۔ ان کے نقصانات ان کے فوائد سے چونکہ زیادہ ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں شراب اور جوئے کے متعلق بتایا گیا، اس لیے اسلام نے ان کو حرام قرار دے دیا۔ بہت سی ایسی تفریحات ہیں جو اسلام نے حرام قرار دے دیں مثلاً جوا، نشہ آور اور فحش رسائل کا مطالعہ، جانوروں پر نشانہ بازی، مرغوں کی لڑائی، کتوں کی لڑائی۔ یہ سب تفریحات ہیں مگر اسلامی تعلیمات میں منع کر دہ ہیں۔

اسلام ایک مکمل اور جامع دین ہے۔ جو ہماری زندگی کے تمام گوشوں اور ضروریات کو نظر میں رکھتا ہے۔ اسی میں ہماری تفریحات اور تنوع پسندی بھی آجاتی ہے۔ یہ ہماری ضروریات اور خواہشات کی تسکین کے لیے ہمیں ایک قانونی ضابطہ مہیا کرتا ہے۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے فرمایا "جس طرح جسم تھک جاتے ہیں اسی طرح دماغ بھی تھک جاتے ہیں تو ان کا علاج مزاح سے کرو۔"

سنت میں ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام مختلف طرح طرح کی جائز تفریحات میں حصہ

یا کرتے تھے جیسے دوڑ، گھڑ سواری، کشتی تیراندازی وغیرہ، ہلکی پھلکی مزاحیہ گفتگو، وغیرہ۔ اسلام میں وقت گذاری کی اجازت ہے مگر شرط صرف یہ ہے کہ اس میں حصہ لینے والوں کو اعصابی سکون، دور ورزش کے سوا فوائد ہیں مگر اسلامی حدود پامال نہ ہونے پائیں مثلاً لباس، آدمیوں اور عورتوں کا اختلاط، جوا یا شرط بازی جیسے افعال۔

لہٰذا اسلام جائز تفریح کے خلاف نہیں مگر میوزک کے ساتھ گانا سننا اور میوزک جیسی تفریح کی اسلام میں اجازت نہیں۔

تفریحات

جائز حلال تفریحات	ناجائز حرام تفریحات
1 پیدل دوڑ گھڑ سواری، کشتی، تیراکی، تیراندازی جیسے کھیل	1 جوا
2 اہل خانہ اور دوستوں کے ساتھ وقت گزارنا اچھی اور مزاحیہ ہلکی پھلکی گفتگو کرنا	2 شراب نوشی
3 اسلامی نظمیں سننا بغیر آلات موسیقی کے اور غیر مخلوط محفل میں	3 موسیقی اور گانے سننا موسیقی کے ساتھ
4 قرات قرآن کا سننا، قرآ جغرافیہ سے	4 غلط و فحش میڈیا، رسائل کا مطالعہ
5 بیوی بچوں کے ساتھ کھیل کود	5 ناچنا
6 اہل خانہ اور دوستوں کے ساتھ پکنک پر جانا وفطرت سے محظوظ ہونا	6 ایسے سفاک کھیل تماشے جیسے جانوروں میں مرغ یا بٹیر کی لڑائی، بچھو اور سانپ کی لڑائی
7 تیراکی، کشتی رانی، کوہ پیمائی	

موسیقی کے تفریحات کے بغیر اسلامی محفلیں۔چند مثالیں

اعتراض

اب یہ بہت مشکل ہوگیا ہے کہ کوئی اسلامی محفل موسیقی کے بغیر ہو۔ہم بغیر موسیقی کے کس طرح مسلمان جوان پود کو اسلامی کنوشنز کی طرف مائل کرسکتے ہیں۔موسیقی ایک بڑی مضبوط طاقت ہے اور ہم اندیشہ رکھتے ہیں کہ اگر اسلامی محفلوں میں موسیقی شامل نہ کی گئی تو یہ موثر ثابت ہوں گی۔

جواب

یہ بالکل ممکن ہے کہ اسلامی محفلیں بغیر موسیقی کے منعقد کی جائیں بلکہ ایسی محفلیں اپنے حاضرین و سامعین پر زیادہ اثر رکھتی ہیں۔کچھ ایسی محفلوں کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

1 ہر سال لاکھوں مسلمان مکہ مکرمہ کی طرف حج اور عمرہ کی نیت سے سفر کرتے ہیں۔اور مسجد نبوی کی زیارت کے لیے مدینہ روانہ ہوتے ہیں۔بیت اللہ جا کر مناسک ادا کرتے ہیں۔عرفات کے میدان میں عصر سے آفتاب تک عبادات میں مصروف ہوتے ہیں۔رب العزت کی تقدیس و تسبیح بیان کرتے ہیں۔اور مغفرت کی بھیک مانگتے ہیں۔سفر کی صعوبتوں، گرمی کی شدت اور رحم غیر کی مختیوں کے باوجود حج و عمرہ کا یہ روحانی سفر ایک حیات آفرین اور روح کے لیے ایک پرسکون اور طمانیت بخش ہوتا ہے کہ لوگ اپنے اپنے ملکوں کو واپس لوٹتے ہیں تو ایک روحانی انقلاب لیے ہوئے۔اس سالانہ اسلامی کنونشن میں، جو حج کی شکل میں تمام عالم اسلام کے لیے ہوتا ہے، 20 لاکھ سے زیادہ مسلمان حاضر ہوتے ہیں اور اخلاص دل کے ساتھ تو بہ اور عہد کی پابندی کے عزم کیساتھ لوٹتے ہیں

2 اسی طرح جو لوگ رمضان کے مہینہ میں عمرہ کے دوران 27 ویں شب کو لیلۃ القدر کی فضیلت بھری رات کو بیت اللہ شریف میں اکٹھے ہوتے ہیں ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہوتی ہے۔یہ وہ محفلیں ہیں جہاں مسلمان تفریح کی نیت سے اکٹھے نہیں ہوتے۔یہاں اخلاص اور یکسوئی کی کیفیت ہوتی ہے اور مسلمانوں پر انکساری اور تواضع کی حالت طاری

ہوتی ہے۔ تیس چالیس سال پہلے فریضہ حج کے عازمین ادھیڑ عمر اور ریٹائرڈ ہوتے تھے تاکہ اپنے وصال سے پہلے فریضہ حج ادا کر جائیں مگر اب مختلف حالات ہیں۔ عازمین حج جواں عمر ہیں۔ اور اس عمر کے لوگ ہیں جب موسیقی و تفریح کا تقاضا طبیعت میں عروج پر ہوتا ہے۔ اور دیکھا گیا ہے کہ یہ لوگ بہت احترام، وقار کے ساتھ اور یکسوئی اور اخلاص نیت کے ساتھ عمرہ اور حج جیسی محفلوں میں شامل ہوتے ہیں۔ اور پھر یہ تقدس محفلوں سے روحانی قوت و عزم حاصل کر کے لوٹتے ہیں۔

۶ حج اور عمرہ کے علاوہ ایک تیسری اسلامی محفل مسلمانوں کے لیے ہفتہ وار جماعت نماز کا موقع یعنی جمعہ کا دن ہے جس میں ابتداء امام صاحب کے خطبہ سے ہوتی ہے۔ اس کرہ ارض پر ہر جامع مسجد میں جمعہ کا یہ باجماعت انتظام ایک اسلامی کنونشن ہی ہے۔ اور اس میں کوئی تفریحی پروگرام نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود مسلمان جوان، بوڑھے، بچے اس جماعت میں حاضری دیتے ہیں۔ جمعہ کی اس ہفتہ وار محفل میں کوئی موسیقی کا پروگرام یا تفریح مہیا نہیں کی جاتی جیسے چرچ کلیسا میں ہوتا ہے۔ اس کے باوجود مسلمان اس ایمان پرور محفل کو ہر صورت حاصل کرنا چاہتے ہیں چاہے وہ پانچ وقتی صلوٰۃ کے پابند ہوں یا نہ ہوں۔

اسلام کا طریقہ، برائی کو سر اٹھانے سے پہلے ہی دبا دو!

(Approach of Islam is to nip the evil in the bud)

اسلام، انسانی فطرت کے عین مطابق ایک دین ہے۔ معاشرے میں برائی اور گناہ کو ختم کرنے کا طریقہ اسلام کی رو سے پیش بندی کا طریقہ ہے یہ برائی کو سر اٹھانے سے پہلے ہی دبا دیا جائے۔ مثلاً تقریباً تمام قدیم مذاہب میں حتیٰ کہ عیسائیت و یہودیت میں بھی اللہ (باپ) اللہ کے ناموں میں سے ایک نام تھا۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے اس نام کی تنسیخ کر دی تاکہ شرک کے راستے کا سدباب کر دیا جائے جیسا کہ عیسائیت میں ہوا۔ عیسائی پادریوں نے اس بہت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عیسیٰ ابن اللہ کا بیٹا بنا ڈالا۔ یہی حال جو کہ ناجائز کہ حج

ہال کے اندر "بنگو" (Bingo) کے نام سے رائج ہے۔ موسیقی کا بھی یہی معاملہ ہے سوائے اسلام کے آج دنیا کے ہر مذہب میں موسیقی داخل ہے۔

شروع شروع میں مذاہب کے نام پر کلاسیکی طرز پر پیش کی ہوئی موسیقی بے ضرر معلوم ہوئی مگر آج جبکہ مذہب کا لبادہ چاک ہوگیا ہے تو راک (Rock) موسیقی نے جنم لے لیا۔ اگر موسیقی کا کوئی ذرہ بھر فائدہ ہے تو اس کا نقصان اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ قرآن پاک نے اس معاملے میں حکم دے دیا ہے

یسئلونک عن الخمر والمیسر۔

(اے محمد ﷺ) یہ آپ سے سوال کرتے ہیں نشہ آور چیز اور جوئے کے بارے میں۔

قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما

(سورۃ البقرۃ 219)

"کہہ دیجئے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ فوائد لوگوں کے لیے اور ان دونوں کا گناہ زیادہ ہے ان کے نفع سے۔ (مفہوم میں)

اس آیت میں تمام نشہ آور اشیاء کا حاصلہ کیا گیا ہے جیسے منشیات، شراب، جوا، موسیقی، ٹی وی، کمپیوٹر پر chatting، وغیرہ۔ سدی پیش بندی ہر ان کے سدباب سے متعلق قرآن پاک میں بہت سے احکامات ملتے ہیں مثلاً زنا کے حدود کے نزدیک بھی نہ پھٹکو (سورۃ الاسراء 32) اور اسکے علاوہ قرآن پاک میں سورۃ الانعام میں آیت نمبر 151 میں حکم الٰہی ہے فحش کے ظاہر و باطن کے نزدیک بھی مت جاؤ۔ جدت پسند سدی مفکرین اس بات کو سوچیں کہ اگر حرام اشیاء کو حلال قرار دینے لگیں تو انکی اچھائی کیا ہوگی۔ دوسرے مذاہب میں اس قسم کی افراط و تفریط کے زہریلے اثمار ہمارے سامنے ہی ہیں۔ عیسائیت نے اپنی کوتاہ اندیشی کا مظاہرہ اپنے مذہب میں موسیقی و رجواء کی اجازت دے کر کیا۔ آج کلیسا کے اندر ناچ گانا ہو رہا ہے۔ مذہب کے نام پر ہندو مندروں میں بھی اسی قسم کا مذہبی راگ الاپا جا رہا ہے۔ اور یہ بات پڑھنے والے کے لیے دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ دنیا کے بعض نامور فن

کار موسیقی، موسیقی کی دنیا میں مذہب کے رستے سے داخل ہوئے۔ ام کلثوم، ایک مصری کلاسیکی گلوکارہ، اپنے بچپن میں اپنے والد کے ہمراہ مذہبی گانے گایا کرتی تھی۔ اور بعد میں وہ ملکہ ترنم قرار پائی۔ Elvis Presley (ایلوس پریسلے) بھی پہلے چرچ میں مذہبی گانے (Gospel) سنتا تھا۔ بعد میں وہ راک اینڈ رول اور پوپ موسیقی کا بادشاہ کہلایا۔

سلام جاتا ہے کہ اگر انسان کو معاشرے میں شیطانیت کے حوالے کر دیا جائے تو وہ بے حس ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسی لیے اگر بچوں کو شہوانی گانوں، ابھارنے والے میوزک اور نامناسب ناچ گانوں کے ماحول میں رہنے دیا جائے تو ان کا تمام نظریہ جنسی اقدار کے سلسلے میں گہنا کر رہ جائے گا۔ ان کی اخلاقی قدریں صحیح پیمانوں بچپن سے تباہ ہو جائے گی۔ یہ ان کی فطرت کے مسخ ہونے کا باعث ہوگا۔ نتیجتاً ان میں شرافت اور رذالت، عفت مآبی اور عفت دری، حیا اور بے حیائی، اخلاق اور غیر اخلاقی کے مابین تمیز کا فقدان ہو جائے گا۔

علامہ ابن قیم اپنی تصنیف 'اعانۃ اللھفان'' (جلد ۲) میں اسلامی اس پیش بندی کے بارے میں لکھتے ہیں

''اسلام کے بعض علماء کے نزدیک دف کا استعمال مکروہ ہے یہاں تک کہ شادی بیاہ کے موقعوں پر بھی (ولیمہ وغیرہ)۔ اس کی بنیاد اسلام کے اصول 'سدباب الذرائع'' پر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ (احتیاطاً) بعض مباحات بھی منع ہیں کہ یہ معاشرہ میں ناجائز امور کے لیے دروازہ کھل جانے کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہ اس طرح ہے کہ جیسے تحفہ کا لین دین ایک محبوب و مسنون طریقہ ہے مگر یہی تحفہ لینا دینا اگر افسر کو دیا جس سے قرض لیا گیا ہو، یا جائے تو ناجائز ہوگا کیونکہ یہ رشوت اور سود میں شمار ہوگا اور معاشرے کی خرابی کا باعث بنے گا۔ اسی طرح ایک غیر عورت کو ارادۃً دیکھنا منع ہے۔ اس طرح معاشرے میں زنا کا رجحان پل بڑھ جاتا ہے۔ چاہے اللہ کو کوئی اللہ تعالیٰ کی صفائی کو سراہنے کا جواز پیش کرے۔

اسی طرح امام ابن تیمیہؒ نے موسیقی اور سماع کے فوائد اور نقصانات کا موازنہ کرتے ہوئے بیان فرمایا

''مگر ان کے برے اثرات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جس

طرح شراب و رجواء کے نقصانات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں۔ اسی وجہ سے اسلامی قانون نے ان کو حلال قرار نہیں دیا۔" (رسالہ وجد وسماع)

حاصل گفتگو یہ ہے کہ اسلام موسیقی اور گانے بجانے کو حرام یا جائز قرار دیتا ہے۔ کیونکہ یہ انسان کو گناہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور اسلام کا مزاج پیش بندانہ ہے تاکہ برے نتائج سے بچا جا سکے۔ علامہ ابن قیمؒ اسی کو "ذرائع سدباب" کے عنوان سے بیان کرتے ہیں کہ برائی کو اس کے ہونے سے پہلے ہی روک دیا جائے۔ اسلام کے اس اصول کی بنیاد پر برائی کی روک تھام کو مقدم قرار دیا گیا ہے تاکہ ممکن فوائد حاصل ہو سکیں۔

موسیقی ہماری روح میں ایک خلا اور بے حسی/لاپرواہی پیدا کرتی ہے!

(Music creates a HOLE in the SOUL)

میوزک اپنی بناوٹ، تاثرات کی وجہ سے ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت پیدا کرتا ہے۔ اسی لیے عربی زبان میں آلات موسیقی کو "ملاھی" یعنی ایسے آلات جو اللہ کی یاد سے غافل رکھنے والے ہوں کہا جاتا ہے۔ موسیقی روح کے لیے مثبت نہیں ہے۔ یہ روح میں خلا پیدا کرتی ہے، یہ سننے والے کو اوصاف کرتی ہے۔ اور اپنے سننے والے کو تخیلات کی دنیا میں اللہ کی یاد سے بہت دور لے جاتی ہے اور انسان کو اس زمین پر اپنے مقصد وجود سے بے بہرہ کر دیتی ہے۔ قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے

"اور شعراء کی اتباع گمراہ لوگ کرتے ہیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ شاعر تمام وادیوں میں گھومتے ہیں (یعنی اپنی شاعری میں ہر چیز کی تعریف و توصیف کرتے ہیں چاہے غلط ہو یا صحیح) اور وہ لوگ وہ کہتے ہیں جو وہ خود کرتے نہیں۔ سوائے ان کے جو ایک اللہ (واحد) پر ایمان رکھتے ہیں اور اعمال صالحہ کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں۔" الشعراء آیت (224 227)

واضح ہوا کہ گانا اور موسیقی کا شاعری سے گہرا تعلق ہے بلکہ یہ لازم و ملزوم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

نے واضح کر دیا کہ شاعروں کی پیروی وہی لوگ کرتے ہیں جو صحیح راستہ سے بھٹے ہوئے ہیں۔ شعراء میں صرف وہ مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں جو کثرت سے ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہیں اور ہم جانتے ہیں، تاریخ اسلام میں بہت کم لوگ اس زمرہ سے تھے۔ اگرچہ ایسے شعرائے اسلام جو اسلام کی حمایت و دفاع میں شاعری کرتے ہیں، ان پر اسلامی قانون کے تحت کوئی بندش و حرج نہیں۔ ایک عظیم صوفی شاعر برصغیر کے سلطان باہوؒ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا ۔

جو دم غافل او دم کافر

مرشد ایہہ پڑھایا ہو

'جو لمحہ اللہ کے ذکر سے غفلت میں گزرے، وہ درحقیقت کفر میں گذرے۔ یہ سبق مجھے میرے مرشد نے سکھایا۔'' (کلام سلطان باہوؒ)۔

اگرچہ شاعری بمع موسیقی اپنے سننے والے کو تخیلات اور غفلت کی نیند میں لے جاتی ہے اور انکو آزاد خیالی اور آزاد روش کی دعوت دیتی ہے۔ موسیقی اور رویے میں بڑا واضح تعلق ہے۔ اور اسی وجہ سے حرام سے بھی واسطہ ہے۔ ہلکی پھلکی موسیقی کے بول لغو شرک کا سواد لیے ہوتے ہیں جہاں محبوب و مطلوب کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہم پلہ تصور کیا جا رہا ہوتا ہے اور سوچنے والا اللہ تعالیٰ سے دور اور اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا جاتا ہے اور انسان کے دل میں نفاق پیدا ہونے لگتا ہے۔ علامہ ابن قیمؒ اپنی تصنیف ''غاثۃ اللھفان من مصاید الشیطان، جلد دوم'' میں بیان فرماتے ہیں کہ موسیقی اور گانے کی ایک صفت یہ ہے کہ یہ دل کو تدبر، تفکر اور قرآن کریم کے فہم سے نہ صرف ہٹاتا ہے بلکہ اس پر عمل کرنے سے بھی روکتا ہے۔ نفاق کی ایک نشانی یہ بھی ہے۔ انسان کبھی کبھار اللہ کو یاد کرتا ہے (مداومت نہیں ہوتی) اور نماز کو پڑھنے میں سستی سے کام لیتا ہے۔ ایک گانے اور موسیقی کے عادی انسان کے لیے قرآن پاک کو سننا ایک بڑا تکلیف دہ کام بن جاتا ہے''۔

انسانی یادداشت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تھوڑی مدت تک باقی رہنے والی (Short term memory) اور ایک لمبی مدت تک باقی رہنے والی (Long term memory) چھوٹی مدت والی یادداشت کو لمبی مدت میں تبدیل کرنے کے لیے بار بار دہرائی کی

ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لیے انسان کو جذباتی لگاؤ، دھن اور دھیان کی ضرورت ہوتی ہے۔ دریہ تین باتیں ہارمونیا سننے میں مدد گار ثابت ہوتی ہیں اور اسی لیے گانا انسان کی یادداشت میں لمبے عرصے تک کے لیے محفوظ ہو جاتا ہے۔ موسیقی جذبات ابھارتی ہے اور گانے کے بول بار بار دہرائے جاتے ہیں۔ انسان کی یادداشت اور دماغ کی اس قابلیت کا زیادہ استعمال موسیقی کی نذر ہو جاتا ہے۔ اور ذکر کثیر ناممکن بن کے رہ جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک سورۃ الاحزاب آیت 42 میں حکم ہے۔ "اے ایمان والو! ذکر کرو اللہ کا ذکر کثیر۔"

ڈاکٹر بلال فلپس ایک مغربی مسلم اور جدید مسلم عالم، اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں۔ جب انہوں نے 1977 میں اسلام قبول کیا تب ان کو اسلام میں موسیقی کے منع ہونے کا علم ہوا۔ تو انہوں نے اسکو بالکل ترک کر دیا اور یہ محسوس کیا کہ جب وہ اپنے غیر مسلم دوستوں کو اسلام کی دعوت کے سلسلے میں اپنے گھر مدعو کرتے تھے تو دوستوں کو بس منظر میں موسیقی کے بغیر ایک خلاء سا محسوس ہوتا تھا۔ یہ مغربی طرز معاشرت کی ایک چال ہے کہ ہر جگہ چاہے وہ بازار ہو، کام کی جگہ، وقت بیت الخلاء کوئی بھی جگہ ہو پس منظر میں موسیقی چلتی رہتی ہے۔ اس سے انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کرنا اور دنیا کے لہو لعب میں لگائے رکھنا ہوتا ہے تاکہ انسان کو اپنی معرفت و مقصد کے بارے میں سوچنے کا خیال تک نہ آئے۔

جبکہ قرآن پاک ہمیں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

وما هو بقول شيطٰن رجيم فأين تذهبون۔

دریہ (کلام قرآن) شیطان مردود کا کلام نہیں۔ پس تم کہاں چلے جا رہے ہو؟"

قرآن کلام رحمن ہے۔ جبکہ موسیقی کلام شیطان ہے۔ موسیقی اس دنیا کا دھوکہ ہے جو انسان کی سوچ کو مفلوج کر دیتی ہے۔ اور انسان کو یہ سوچنے کے قابل نہیں چھوڑتی کہ اسکی اصل منزل کیا ہے۔ موسیقی انسان کی روح الملکیہ پر نہیں روح الانسانیہ پر اثر پذیر ہوتی ہے۔

موسیقی کے بارے میں لوگوں کا یہ فلسفہ ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے۔ انسان کے وجود کے 2 حصے ہیں۔ (1) خاک اجسد، (2) روح۔ جیسے قرآن پاک میں بیان ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ

اور اسکی (اللہ تعالیٰ) کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔

(سورۃ الروم، آیت 20)

اور پھر اس مادی تخلیق میں اللہ تعالیٰ فرشتے کو روح پھونکنے کا حکم دیتے ہیں

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ۔

"پس جب میں اسکو ٹھیک ٹھاک سنوار دوں اور اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں تم تو سب اس کے آگے سجدے میں گر جاؤ۔" (سورۃ ص 72)

یہ انسان میں روح کا پھونکا جانا انسان ہی کا خاصہ ہے۔ جو اس سیارہ کی کسی اور مخلوق سے تعلق نہیں رکھتا۔ انسان کی تخلیق کے دو پہلوؤں (مٹی اور روح) کا ذکر ہمیں اس آیت میں بھی ملتا ہے۔

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ (سورۃ ص 75)

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس! تجھے میرے ہاتھوں سے بنائی ہوئی تخلیق کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا؟

گویا انسان کی تخلیق اس دنیا کے مادہ سے ہوئی جبکہ فرشتے کے ذریعے سے روح پھونکی گئی۔ انسان کا ایک جسدی وجود ہے اور ایک روحانی وجود۔ اور وہ جسم بھی ہے اور روح بھی۔ جسم کی خواہشات ضروریات میں جیسے بھوک، پیاس، آرام، شہوت جبکہ انسانی روح کی غذا اور طلب آسمانی ہے۔ اسکے روحانی وجود کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا۔ لہٰذا انسان جسم اور روح کا مرکب ہے۔ علمائے اسلام ایک اور طرح سے بھی انسان کی تعریف بیان کرتے ہیں۔ انسان کا ایک نفس ہے جو انسان اور حیوان دونوں میں پایا جاتا ہے۔ لہٰذا انسان کی روحانی طاقت بھی دو طرح کی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو طرح کی قوتیں ودیعت فرما رکھی ہیں۔ روح اعلیٰ کہ ملکوتی فرشتہ صفت روح، جو صرف انسانوں میں ودیعت کی گئی۔ یہ انسانوں کو قرب الٰہی اور اعمال صالحہ کی طرف راغب کرتی ہے۔ دوسری قوت روح البہیمیہ ہے یہ سفلی اور حیوان صفت روح ہے۔ یہ روح انسان

سے رویل انسان کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ دونوں قوتیں ہر انسان میں کشمکش سے دوچار رہتی ہیں۔

قرآن پاک میں بیان ہوا ہے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

پاک ہے وہ ذات جس نے تخلیق کیا جوڑا جوڑا ہر چیز کا جو زمین سے پیدا ہوتا ہے۔ اور خود انہی میں سے (اپنی جنس سے) اور اس میں سے بھی جو وہ جانتے تک نہیں۔ (سورہ یٰسین، 36)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہ صرف جسد و روح بنایا بلکہ روح بھی دو طرح کی صفات والی ہے۔ ملکوتی اور حیوانی۔ انسان کی اس مرکب تخلیق (فطرت) کے بارے میں سید محمد نقیب العطاس، جدید مفکر اسلام لکھتے ہیں:

"آدمی کے پانچ نفس ہیں (نفسان) اسی طرح جس طرح اس کی دوہری فطرت ہے۔ یعنی اعلیٰ النفس الناطقہ اور ایک سفلی نفس النفس الامارہ۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا رب ہونے کا اعلان کیا تو یہ منطقی روح تھی جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی، اللہ تعالیٰ سے اپنا عہد نبھانے کے لیے اور مستقلاً اپنے اندر اس اطاعت کو عملی طور پر ادا عبادت میں لانے کے لیے، اللہ کے حضور فرمانبرداری کرنے کے لیے۔ یہ منطقی نفس روح ہی ہے جس کو مسلسل نفس الحیوانیہ پر مسلط ہونا پڑتا ہے۔ اور نفس الحیوانیہ کو تھپیڑا دینے پڑتے ہیں۔"

Al-Attas. Muhammad Al Naquib (2002) Islam and Secularism Delhi. New Crescent Publishing Company Co

موسیقی انسان کی اس حیوانی سفلی نفس الحیوانیہ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ نفس الناطقہ پر موسیقی کا اثر نہیں ہوتا ہے۔ اگر موسیقی ملکوتی روح پر اثر رکھتی تو جانور موسیقی سے اثر قبول نہ کرتے مگر یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ موسیقی جانوروں پر اثر رکھتی ہے۔ موسیقی کے زیر اثر اونٹ زیادہ تیز بھاگتے ہیں، یہاں تک کہ بھاری بوجھ اٹھائے بھاگتے بھاگتے وہ تھک کر گر جاتے ہیں۔ گائے موسیقی کے زیر اثر زیادہ دودھ دیتی ہے۔ بعض مالکان اصطبل، سوروں کو زیادہ کھانا کھلانے کی خاطر موسیقی کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ وہ فربہ ہو سکیں۔ صاحب بانسری کی

ذہن پر مسحور ہو جاتا ہے۔ علامہ ابن قیم جوزی سالکین میں لکھتے ہیں

"موسیقی سننے سے جو چیز حرکت میں آجاتی ہے اور مسرور ہوتی ہے۔ وہ انسان کی حیوانی روح، نفس ہے اور یہ روح الملکیہ نہیں ہے۔ اس کی دلیل جو مسلمان علماء دیتے ہیں، وہ موسیقی کا وہ اثر ہے جو جانوروں اور پرندوں پر ہوتا ہے، جب گانا اور موسیقی انکو سنایا جاتا ہے"۔

بیماری کا علاج ۔ تلاوت قرآن

لوگوں کا ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر موسیقی کو ترک کر دیں تو پھر اسکا بدل کیا ہوگا؟ فی الحقیقت موسیقی کا بہترین بدل تلاوت کلام پاک کا سننا ہے اور یہی اس مسئلے کا حل بھی ہے۔ موسیقی ایک نشہ آور شے کی طرح ہے۔ جس طرح کسی بھی نیند آور دوا کی عادت ہو جاتی ہے۔ اس طرح موسیقی کا بھی اثر ہے۔ یہ بھی عادت بن جاتی ہے۔

موسیقی کا عادی جب موسیقی کو ترک کرنا چاہے گا تو جس طرح ایک نشہ آور دوا کے ترک کرنے کے جسمانی اثرات (withdraw effects) ہوتے ہیں، اس طرح کی علامات موسیقی چھوڑنے پر بھی ہوتی ہیں۔ ان علامات و تکالیف کا علاج تلاوت کلام پاک میں موجود ہے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ انسان کے دو وجود ہیں ملکوتی و حیوانی ہماری ملکوتی شخصیت کا مرکز ہمارا قلب ہے جو ہر آن سکون و طمانیت کا متلاشی ہے۔ موسیقی سننے سے ہماری روح عارضی طور پر ضرور مشغول ہو جاتی ہے مگر موسیقی کی غیر موجودگی میں ایک خلاء سا پیدا ہو جاتا ہے اصل اطمینان ہماری روح کا اصل اطمینان قرآن کو سننے میں ہے کیونکہ قرآن مجید ایک آسمانی الہام ہے جسطرح ہماری روح آسمانی ہے۔ لہذا تلاوت کلام پاک ہماری اس روح الملکیہ کو غذا فراہم کرتی ہے۔ موسیقی انسان کو غفلت میں ڈالتی ہے اور ہماری سوچ اور فکر منقطع کرتی ہے۔ جبکہ تلاوت و قرأت قرآن انسان کو اپنے وجود کے مقصد پر تدبر و تفکر دلواتا ہے۔ ہمارے قلوب کی زندگی ذکر الٰہی میں ہے۔ قرآن پاک ہمارے دل کی

بیماریوں کی شفاء ہے۔ کس لیے ایک موسیقی روحانی بیماریوں کی شفاء صرف تلاوت کلام پاک کے سننے اور کرنے میں ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (سورۃ الاسراء آیت نمبر 82)

اور ہم اتارتے ہیں قرآن پاک میں سے، وہ جو کہ شفا اور رحمت ہے مومنوں کے لیے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ چکی ہے۔

وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (سورۃ یونس آیت نمبر 57)

اور شفاء (علاج) ہے لیے جو تمہارے سینوں میں ہے (دل کی بیماری) اور رحمت اور ہدایت ایمان رکھنے والوں کے لیے۔

مزید برآں، حضرت علی ابن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

خَيْرُ الدَّوَآءِ الْقُرْاٰنُ (سنن ابن ماجہ)

"بہترین دوا قرآن پاک ہے۔"

برصغیر کے مشہور محدث مولانا انور شاہ کاشمیری نے فرمایا

"وہ شخص جو موسیقی اور گانے بجانے سے مغلوب و مقید ہو چکا ہو اور اس لیے موسیقی کو ترک کرنا انتہائی دشوار کام ہو تو ایسے لوگ اگر موسیقی سے دور رہنا چاہیں تو ان کو چاہیے کہ قرآن سے تعلق و لگاؤ پیدا کریں۔ انکو چاہیے کہ کثرت سے تلاوت قرآن کریں۔ اور اس میں غرق ہو جائیں کیونکہ انہیں طمانیت قرآن ہی سے ملے گی"۔ (فیض الباری۔ جلد 4)

قرآن پاک کی تلاوت کی خوبی یہ ہے کہ قاری اور سامعین کبھی اس سے سیراب نہیں ہو پاتے۔ مسلسل تلاوت سے مٹھاس بڑھتی ہے اور بار بار سماعت سے لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ موسیقی اور گانے میں یہ خوبی نہیں ہوتی۔ موسیقی کے میدان میں یہ دیکھا گیا ہے کہ کچھ عرصہ

بعد لوگ ایک ہی طرز کے گانے یا دھن سے بور ہو جاتے ہیں اور موسیقی کی دنیا کی بقاء کے لیے نئے فن کار اور نئے گیت کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اسکے برعکس مسلمان کبھی قرآن کی تلاوت سماعت سے اکتاتا نہیں۔ اسکی تروتازگی میں کوئی کمی پیش نہیں آتی۔ رسول اللہ محمد ﷺ نے فرمایا

لا یخلق عن کثرۃ الرد ولا تنقضی عجائبہ من قال بہ صدق

(ترمذی، عن علیؓ ابن طالب)

"قرآن کی بار بار کی تلاوت سے میری نہیں ہوتی اور اسکے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے یہ حق ہے جو اسکی تلاوت کرتا ہے۔ سچ بولتا ہے۔" (ترمذی)

اسلام میں بہترین ترنم تلاوت کلام پاک میں ملتا ہے۔ جسکا اپنے سننے والے پر بہت ہی گہرا اثر ہوتا ہے۔ Lousa Young جو کہ ایک برطانوی اخبار نویس اور ایک مصنفہ ہیں قرأت قرآن پاک کے بارے میں لکھتی ہیں

"ایک سادہ سی لہر، دل کی دھڑکن، ایک بار بار دہرائے جانے والا عمل ہے جو مرقبہ کو لے کر چلتا ہے اور آگے بڑھتا ہے۔ دل کے علاوہ ایک بحر بیکراں پیدا کر دے، ولی ایک مسلمان مذہبی رسم تلاوت قرآن ہے۔ جو ایک مسحور کن بہاؤ ہے عربی کے الفاظ کا جس کا سوا زندہ اکثر دل کی دھڑکن سے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے لاتعلقی کے نتیجے میں روح پر اداسی کی جو کیفیت طاری ہو جاتی ہے، وہ ذکر الٰہی کرنے سے دور ہو جاتی ہے۔ بے شک اللہ کے ذکر ہی میں دلوں کا اطمینان ہے۔ یہ یاد کرنا ہی ذکر ہے۔ قرآن پاک کی آیت کا خیالی یا زبانی ذکر یا اللہ تعالیٰ کے اسماء (اسمٰی) میں سے کوئی نام۔"

Young, Lousa (2003) The Book Of The Heart New York, Doubleday

محمد مارماڈیوک پکتھال Mohammad Marmaduke Pickthall ایک معروف مشہور برطانوی نومسلم، اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں تلاوت کے بارے میں لکھتے

ہیں "ایک ناقابل نقل دلکش بات یہ بھی ایک دلکش آواز ہے جو انسانوں کو وجد میں لاکر خوشیوں سے سیراب کر دیتی ہے۔

Pickthall, Mohammad Marmaduke (1996) The Meaning of the Glorious Qur'an. Text & Explanatory Translation. Maryland, Amana Pubbcations.

قرآن پاک کی سحر انگیز موزونیت اور بلاغت (Rhythm and Rhetoric) کی تعریف کرتے ہوئے ایک معروف برطانوی مؤرخ پروفیسر اے جے آربیری اپنے ترجمہ قرآن میں لکھتے ہیں "میں اپنی اس کوشش میں تھا کہ میں عربی قرآن کی غیر معمولی ارفع ترین تاثیر سے ملتا جلتا ترجمہ کرسکوں۔ مگر قرآن کی پیچیدہ اور متنوع تسلسل و ترکیب کے مشکل بھرے مطالعہ سے احساس ہوا کہ قرآن کے پیغام کے علاوہ قرآن کی ایک ترکیب و تسلسل خود قرآن پاک کے الوہی کا ایک جزء ہے کہ قرآن اپنی ذات میں ایک ناقابل تغیر و بے مثل معجزہ ہے"

Arberry, Arthur John (1996). The Qur'an Interpreted. A Translation New York, Touchstone.

مالک بن نبی ایک مشہور الجزائری مسلمان اپنی کتاب "قرآنی معجزہ" The Quranic phenomenon میں قرآن کی آیات کے بے مثال بہاؤ کا آپؐ کے زمانے کے لوگوں پر اثر انداز ہونے کے بارے میں کہتے ہیں

"اس زمانے کی کچھ شہادتیں جو روایات میں ضبط کی گئی ہیں، ہمیں بدوؤں کی روحانی حالت پر آیات قرآنی کے مسحور کن اثرات کے متعلق مطلع کرتی ہیں۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب نے بذات خود اس پر کشش اور تاثیر پیغام کے تحت اسلام قبول کیا جبکہ ولید بن المغیرہ جو اپنے زمانے کا بہترین خطیب تھا، قرآن کے مسحور کن تاثر کے بارے میں اپنی رائے دیتے ہوئے ابوجہل کو جواب دیتا ہے میں اس کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہوں؟ بخدا میرا خیال ہے اس کی کوئی مثال نہیں یہ کلام اتنا ارفع و بلند ہے کہ ناممکن ہے کہ اس کی کوئی نظیر ہو سکے"۔

Bennabi, Malik (2001). The Qur'anic Phenomenon: An Essay of a Theory on the Qur'an. Kuala Lumpur: Islamic Book Trust

جبیر ابن مطعم جنہوں نے ایک مشرک تھے اور انھوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا جب مدینہ آئے تو انھوں نے بتایا کہ

عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی المغرب بالطور، فلما بلغ ھذہ الآیۃ ﴿ أم خلقوا من غیر شیء أم ھم الخالقون؟ أم خلقوا السماوات والأرض؟ بل لا یوقنون، أم عندھم خزائن ربک أم ھم المصیطرون﴾؟ کاد قلبی أن یطیر

(صحیح بخاری)

"جب میں نے صلوۃ المغرب میں رسول خدا (ﷺ) کو سورہ طور کی درج ذیل آیات تلاوت کرتے ہوئے سنا تو میرا دل اسلام کی طرف اڑ کر پہنچ گیا۔"

أم خلقوا من غیر شیء أم ھم الخالقون۔

کیا وہ تخلیق کئے گئے تھے بغیر کسی شے میں سے یا وہ خود تخلیق کرنے والے ہیں۔

أم خلقوا السموات والأرض بل لا یوقنون۔

کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا؟ نہیں بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے

أم عندھم خزائن ربک أم ھم المصیطرون

کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا وہ اس کے نگران ہیں؟

سورۃ الطور، 37 35 (بحوالہ صحیح بخاری)

قرآن کی قرأت کا اس کے سننے والے پر ایک گہرا کیوں اثر ہوتا ہے۔ چارلس ڈی گال ایلچی جو ایک برطانوی ڈپلومیٹ تھے، 1959ء میں شرف باسلام ہوئے قرآنی تلاوت کے اس اثر انگیزی کو اپنی کتاب Islam and the Destiny of Man میں یوں بیان فرماتے ہیں

"سننے والے کے لیے آواز (تلاوت قرآن کی) اور پڑھنے والے کے لیے موضوع قرآن کا ایک

بہت گہرا انقلابی اثر ہوتا ہے۔ یہ شخصیت کے ان پہلوؤں پر اثر انداز ہوتے ہیں جو شعور کی گہرائیوں میں چھپے ہوتے ہیں۔ قرآن چونکہ کلام الٰہی ہے، جو ہماری روح کا سرچشمہ بھی ہے۔ یہ ہمارے وجود کے ہر خلا کو پُر کرتا ہے۔ ایک ہی وقت میں یہ اس توڑ پھوڑ کو جو ہماری شخصیت کے مختلف پہلوؤں میں ہو رہی ہوتی ہے ایک آسمانی شے (تلاوت کلام پاک) سے بھر دیتی ہے۔

Eaton, Charles Le Gai (1985) Islam and the Destiny of Man. New York. The Islamic Texts Society

انسانی دل اور جسم، تلاوت قرآن کے سننے سے پرسکون ہو جاتے ہیں۔ ایک حسن خاں قاری کے منہ سے قرآن کی آیات اپنے سننے والے پر بہت اثر رکھتی ہیں۔ قاضی عیاض، مالکی مسلک کے عظیم ہسپانوی عالم، اپنی مشہور تصنیف سیرۃ الرسولؐ "الشفاء" میں قرآن کے معجزاتی وجود کے بارے میں لکھتے ہیں

"ایک مومن جب تلاوت سنتا ہے تو اس پر ایک خشیت کی حالت طاری رہتی ہے جو اس کو قرآن کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور دل میں یقین اور سرور پیدا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ

(سورۃ الزمر آیت 23)

(رونگٹے کھڑے ہو گئے) کانپتی ہیں جلدیں (اس قرآن کے ذکر سے) ان لوگوں کی جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے، پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے جلد اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے۔ یہ ہدایت ہے اللہ کی، وہ راہ دکھاتا ہے اس کو جس کو چاہتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کر دے تو نہیں اس کا کوئی راہ دکھانے والا

اس آیت سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اے جان اشیاء تک اس قرآن کے جلال و عظمت

سے آشنا ہیں۔ ایک دفعہ ایک عیسائی کا ایک ایسے شخص کے پاس سے گزر ہوا جو تلاوت کر رہا تھا۔ وہ رک گیا اور رونے لگا۔ جب پوچھا گیا کہ وہ کیوں رو رہا تو اُس نے جواب دیا کہ اس کلام کی خوبصورتی نے اور اس کی رقت قلب نے اُس کو رلا دیا۔ یہ حیران کن اثر بہت سے ایسے لوگوں پر ہوا جنہوں نے پھر اسلام قبول کر لیا۔ کچھ نے پہلے ہی سے میں اسکی اثر پذیری سے اسلام قبول کیا جبکہ کچھ نے تکذیب کر دی۔

Iyad, Qadi Ibn Musa al-Yahsubi (1991). Muhammad Messenger of Allah (Ash-Shifa of Qadi Iyad), Scotland, Madinah Press

قاضی عیاض کے یہ الفاظ 900 سال پہلے کے ہیں۔ آجکل کے دور میں یہ تجربہ دو مسلمان سائنس دانوں نے دنیا کے 2 مختلف حصوں میں بیاد تلاوت کلام پاک کا انسانی جسم پر اثر ہونے کا مشاہدہ کیا۔ ڈاکٹر احمد القاضی نے فلوریڈا (امریکہ) میں سرٹیفکیٹ میں 1984ء میں انتہائی جدید سائنسی ساز و سامان کے ذریعے سے مختلف پے در پے تجربات کے ذریعے ثابت قرآن کا انسان کے دل کی رفتار، بلڈ پریشر (خون دباؤ) اور اعصابی کھچاؤ پر اثرات کا مشاہدہ۔ مطالعہ میں مختلف رضاکار گروپس پر کیا۔

1 ایک گروپ مسلمانوں کا جو عربی سمجھتا تھا۔

2 ایک گروپ مسلمانوں کا جو عربی نہ سمجھتا تھا۔

3 ایک گروپ غیر مسلموں کا جو عربی نہ جانتا تھا۔

تینوں گروپس میں تلاوت کلام پاک کے سننے سے اعصابی تناؤ، دل کی رفتار اور بلڈ پریشر میں اصلاح نظر آئی۔ تناؤ کم ہوا۔ دل کی رفتار دھیمی پڑی اور باقی تمام تبدیلیاں مثبت رہیں۔ بغیر اس بات کے کہ آیا کوئی مسلمان تھا یا نہ تھا۔

سب کو ذہنی بوجھ سے آزادی اور یقین کا احساس ہو۔ بلکہ یہ بھی دیکھا گیا کہ قرآن پاک

کی ایسی آیات جو جنت کی خوشخبریوں اور ترغیب رکھتی ہیں، کو سننے سے اُنکے دل کے اطمینان و
چین پر زیادہ اثر رہا۔ جبکہ ایسی آیات جو عذاب اور وعید (ترہیب) کی تھیں، اُن کا اثر اپنے سننے
والوں کے کچھ زیادہ رتناور پر کم تھا۔ یہ تجربات قرآن پاک کی تلاوت کے اثباتی جسم پر فوائد و برکات
کا نمونہ ہیں۔

Elkadi, Ahmed *Healthand Healing in the Qur'an* in Athar Shahid, M.D., Ed (1993) Islamic Perspectives in Medicine A Survey of Islamic Medicine Achievements & Contemporary Issues. Indianapolis, American Trust Publications

خرطوم یونیورسٹی سوڈان میں ڈاکٹر محمد خیر ال رگیسوں، نے اپنے تحقیقی مقالہ میں جو وہ
ڈاکٹر مالک بدری (اسلامی ماہرنفسیات) کے زیرنگرانی پی ایچ ڈی کے مقالے کے سلسلے
میں کر رہے تھے، دریافت کیا کہ وہ مریض (جنکے وہ معالج کار) جو زندگی میں کسی بھی وجہ سے
بلڈ پریشر کے مرض سے دوچار تھے، اُن کا بلڈ پریشر تلاوت قرآن کے سننے رہنے سے نہ
صرف کم ہوگیا بلکہ بعض لوگوں میں تو معمول پر آگیا اور ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق ان
کو دوا کی بھی ضرورت نہ رہی۔

Badri, Malik (2000) Contemplation: An Islamic Psychospiritual Study London, The International Institute of Islamic Thought

تلاوت کلام پاک کی تاثیر و اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر عثمان نجاتی (زمانہ جدید کے
یک ماہرنفسیات) اپنے تجربات کی بنا پر کہتے ہیں

"انسان کو ضمیر کی خلش یا ندامت کی وجہ سے جو ذہنی انتشار اور اضطراب ہوتا
ہے۔ اس کے لیے تلاوت قرآن نہ صرف بہترین شفاء ہے بلکہ یہ تمام نفسیاتی اور ذہنی
کشمکشوں اور مایوسیوں کا بہترین علاج بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ لوگوں کی ذہنی
بیماریوں (خبط) کا قرآن سے علاج کرتے تھے"

Najati, Mohammad Usman (n.d.) Hadith and Ilm un Nafs Lahore

اصحابؓ رسولؐ تلاوت قرآن بہت خوش الحانی سے کیا کرتے تھے۔ بہت سی روایات سے پتا چلتا ہے کہ آپؐ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کی تلاوت کو بہتر سے بہتر آواز سے ادا کرنا چاہیے۔

زَیِّنُوا الْقُرآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ (سنن ابوداؤد)

قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔

ایک اور حدیث میں آپؐ کا فرمان مبارک ہے

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ (صحیح بخاری)

جو شخص قرآن مجید کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں ہے۔)

ایک روایت میں براء بن عازبؓ فرماتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَجُلٌ یَقْرَءُ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ وَعِنْدَہٗ فَرَسٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَیْنِ فَتَغَشَّتْہُ سَحَابَۃٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُہٗ یَنْفِرُ مِنْھَا فَلَمَّا صَبَحَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ تِلْکَ السَّکِیْنَۃُ نَزَلَتْ بِالْقُرْاٰنِ

(صحیح مسلم)

"ایک آدمی سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا اور ایک گھوڑا اسکے پاس ایک رسی سے بندھا ہوا تھا جب وہ تلاوت کر رہا تھا تو ایک بادل اسکے اوپر جھک آیا اور اسکو ڈھانپ لیا۔ گھوڑا شدت سے بدکنے لگا۔ وہ شخص صبح کے وقت رسول خداﷺ کے پاس آیا۔ اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ سکینت تھی جو تلاوت قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی۔"

ں روایت سے تلاوت کلام پاک کی تاثیر بڑھنے کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں تو کیا یہ برکات نہ ہوں گی۔ اس کتاب الٰہی کو صرف رسموں ہی کے لیے مخصوص نہیں کر دینا بلکہ اس کو زندگیوں کا لائحہ عمل بنانا چاہیے۔

اصحابؓ رسول قرآن پاک کی ہر آیت کے مطابق اپنی شخصیت کو ڈھالتے تھے۔ ہمیں بھی اسکا فہم اور اس پر عمل اختیار کرنا چاہیے۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ ہمارے دل خوبصورتی کو اپنے کی فطرت رکھتے ہیں، تلاوت قرآن نہ صرف اس فطرت کے لیے تسکین ہے بلکہ ہمارے دلوں کے زنگوں کا مداوا بھی ہے۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاءُ هَا قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ

(البیہقی، شعب الایمان)

"یہ شبہ دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ جس طرح دھات کو پانی سے زنگ لگ جاتا ہے" لوگوں نے پوچھا وہ کس طرح صاف کئے جا سکتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا "کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت کلام پاک سے"

(عن عبداللہ بن عمرؓ البیہقی و الترمذی)

باب ہفتم

موسیقی اور معاشرہ

معاشرے کو بہتر بنانے کا ایک طریقہ کہ موسیقی کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ (سن 1924ء 18)

جوں جوں مرض پرانا ہوتا جاتا ہے، توں توں اس مرض کی جڑیں بیمار جسم میں گہری تر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ موسیقی ایک ایسا مرض ہے جس نے خلفائے راشدینؓ کے دور حکومت کے ختم ہوتے ہی مسلمان قوم پر حملہ کر دیا۔ تو چونکہ اس وقت مسلمان قوم کے جسم کا دفاعی نظام مضبوط تھا، اس لیے موسیقی اور گانے بجانے کے مرض نے قوم کے ایک چھوٹے سے حصے کو متاثر کیا۔

لیکن اب چودہ سو سال گزرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان قوم کے جسم کا دفاعی نظام کمزور پڑ گیا ہے اور یہ بیماری مسلمان قوم کے پورے جسم میں سرائیت کر گئی ہے۔ (سوائے نیک اور پرہیزگار مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد کے) آج بہت سے مسلمان موسیقی کے اتنے دلدادہ اور رسیا ہو چکے ہیں کہ وہ اس بدوضع کے بغیر زندہ رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ اس تفریح طبع کو موت کی دہلیز تک قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

ماضی قریب میں مسلم اقوام تقریباً دو صدیوں تک یورپین طاغوتی طاقتوں کے زیر تسلط رہی ہیں۔ اب جبکہ مسلم ممالک سیاسی طور پر آزاد ہو چکے ہیں۔ پھر بھی استعماری قوتوں کے

ریکارڈنگز رد کران کے یکسوں پر علامہ دانیت کے برے اثرات قائم ہیں۔ آج مسلمانوں کے اخلاقی انحطاط کا یہ عالم ہے کہ وہ موسیقی کا سننا جائز قرار دیتے ہیں۔ اور جو لوگ موسیقی کا سننا ناجائز اور حرام سمجھتے ہیں، انہیں انتہا پسند، بنیاد پرست اور نہ جانے کن القابات سے نوازا جاتا ہے۔

شاید وہ آرام پرست مسلمان نہیں جانتے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ بذات خود انتہا پرستی کا شکار ہوں۔ لہٰذا ایسے مسلمان جو موسیقی کو حرام سمجھتے ہیں، حقیقت میں اعتدال کی راہ پر گامزن ہیں۔ جبکہ دوسری سوچ کے لوگ مادیت کی انتہا اور تفریحی مشاغل کی انتہا پر دکھائی دیتے ہیں۔ شاعر اسلام علامہ محمد اقبالؒ نے اس صورت حال کی تصویر اپنے اس شعر میں کچھ اس طرح کی ہے۔

تھا جو ناخوب وہی بتدریج خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر
(اقبال)

موجودہ ماڈرن سوسائٹی کی چمک دمک اور ہر طرف موسیقی کے عجیب سے انسانوں کی آنکھوں کو اس قدر چکاچوند کر دیا ہے کہ مسلمان بھی موسیقی کے استعمال کو از خود جائز مان گئے ہیں۔ ایسے حالات میں جبکہ مروجہ اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے کسی سوسائٹی میں بڑی کثرت اور وسیع پیمانے پر کیا جائے تو نفسیاتی اثر کے تحت لوگ اس کام کو جائز مان لیتے ہیں۔

پھر اردگرد کے ماحول کا غالب اثر ان کے ذہنوں کو اس قدر مائوف کر دیتا ہے کہ لوگوں کے اندر اچھے اور برے کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ لوگوں کی کثرت سچ پیدا نہیں کرتی اور نہ ہی اس پر عامل ہوتی ہے۔ یہ انگریزی ضرب المثل کے مطابق ہیں جو خدا کی طرف ہوتے ہیں وہی زیادہ ہوتے ہیں۔

"One on God's side is a majority"

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ المائدہ، 100)

"آپ کہہ دیجئے کہ اچھے اور برے کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ چاہے برے لوگوں کی کثیر تعداد آپ کو بھی دکھائی دے۔ آپ پوری احتیاط سے اپنا فرض انجام دیتے جائیں۔ اللہ پر ایمان رکھو۔ تم ہی کامیاب ہو گے"

آج کل کے کچھ لبرل مسلمان ایک قدم مزید بڑھاتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ موسیقی کا منع دراصل اسلامی تعلیمات کا ایک حصہ ہے بلکہ یہ ایک نیکی کا کام ہے حضور ﷺ نے اپنی مغیبانہ بصیرت کے تحت اپنی ایک حدیث میں بڑی وضاحت سے کھول کر بیان کر دیا ہے کہ کس طرح قیامت کے قریب نیکی اور بدی کے معیار کو بدل دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ایک حدیث ابوامامہ الباہلی سے مروی ہے۔ اس حدیث کچھ حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

قال كيف انتم اذا لم تامروا بالمعروف ولم تنهوا عن منكر قالوا وكائن ذالك يا رسول الله قال نعم والذى نفسى بيده واشد منه سيكون قالوا وما اشد منه يا رسول الله قال كيف انتم اذا رايتم المعروف منكرا والمنكر معروفا قالوا وكائن ذالك يا رسول الله قال نعم والذى نفسى بيده واشد منه سيكون كيف انتم اذا امرتم بالمنكر ونهيتم عن المعروف قالوا وكائن ذالك يا رسول الله قال نعم والذى نفسى بيده واشد منه سيكون يقول الله تعالى بى حلفت لاتيحن لهم فتنة يصير الحليم فيها حيران۔

(عن ابی امامة الباهلی، کنز العمال)

"حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا"

اس وقت تم کیا کرو گے جب تم نیکی کی تلقین نہ کرو گے اور برائی سے لوگوں کو نہ روکو گے (یعنی معاشرے کے اندر)؟

صحابہ کرامؓ سے پوچھا اللہ کے رسولؐ کیا ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس سے بھی بدتر حالات کا تمہیں سامنا کرنا ہوگا۔

صحابہؓ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ! اس سے بڑھ کر اور کیا برے حالات ہو سکتے ہیں؟

آپ ﷺ نے جواب دیا تم اس وقت کیا کرو گے جب تم اچھائی کے کام کو برا جانو گے اور برائی کے کام کو نیک کام تصور کیا جائے گا؟

صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ کیا ایسا ہو کر رہے گا؟ تو آپؐ نے فرمایا اس رب کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس سے بھی بدتر حالات پیش آ کر رہیں گے۔

تو صحابہؓ نے مزید دریافت کیا کہ یا رسول اللہ اس سے بھی بڑھ کر اور برے حالات کیا ہو سکتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا سوچو اس وقت کے متعلق جب تم معاشرے میں برائی کی ترغیب دو گے اور نیکی کے کام سے منع کرو گے؟

تو صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اللہ کے رسولؐ کیا ایسا وقعہ بھی ہوگا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ حالات اس سے بھی برے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے میرے نام کی قسم کھائی ہے، میں ان لوگوں کو فتنے میں مبتلا کروں گا حتیٰ کہ ایک انتہائی صابر و شاکر انسان بھی فتنے کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔

(یہ حدیث ابوامامہ باہلی سے مروی ہے اور ابن ماجہ، ابویعلیٰ اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے)

اس حدیث میں انسانی معاشرے کی معاشرتی فکر کا بڑی گہرائی سے تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ حضور پاکؐ اس امر سے پوری طرح آگاہ تھے کہ انسانی معاشرہ جب اپنی ہدایت سے منہ موڑ کر دوسری راہ اختیار کرتا ہے، تو وہ راہ مستقیم کھو بیٹھتا ہے۔ علم عمرانیات جن اصولوں سے

انحراف کا ذکر کرنا سے قرآنی نقطہ نظر اُس سے مختلف ہے۔ عمرانی علوم کے مطابق ایسے افعال جو کہ ایک جاری و ساری طرز زندگی سے انکار کی صورت اختیار کریں، وہ حقیقت سے انحراف کے زمرے میں آتے ہیں۔ گویا سوسائٹی جس عام روش پر قائم ہوتی ہے وہی معمول کی زندگی Norm کہلاتی ہے۔ چنانچہ علم عمرانیات کی رو سے معاشرتی انحراف Deviance اور زندگی کے عام چلن کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ جب اچھائی معاشرے میں خوب پھل پھول رہی ہو تو یہی کہا جاتا ہے کہ زندگی کا یہی رویہ یا رجحان سچی حقیقت ہے اور برائی کے متعلق کہا جائے گا کہ زندگی کا یہ رویہ غلط ہے لیکن جب معاشرے میں برائی عام ہو جائے اور برائی کو مقبولِ عام حاصل ہو تو اس صورت میں اچھائی کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ اچھائی نے معاشرتی قدروں سے انحراف کیا ہے۔ لیکن دوسری طرف قرآن و سنت اچھائی اور برائی کے متعلق بڑے واضح انداز میں مستقل معیار پیش کرتے ہیں۔

اوپر بیان کی گئی حدیث مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کو خبردار کر رہے ہیں کہ ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ جب اچھائی اور برائی خلط ملط ہو جائیں گے۔ اچھائی کی جگہ برائی لے لے گی اور برائی کی جگہ اچھائی لے لے گی۔ معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں سے مسلمانوں کے دل عادی ہو چکے ہوں گے۔ ایسی صورت میں نیکی کے کام حقیقت کے مترادف سمجھے جائیں گے۔

مسلمان معاشروں میں آج یہی کچھ ہو رہا ہے۔ قرآن کے بتائے ہوئے اچھائی اور برائی کے آفاقی اصولوں سے مسلمانوں نے روگردانی اختیار کر لی ہے۔ اسی طرح جیسے اب موسیقی جیسی برائی نے پورے مسلم معاشرے میں اقتدار حاصل کر لیا ہے اور اس منفویت کو دیکھتے ہوئے بہت سے مسلمان غلطی سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ موسیقی کا سننا اور گانا بجانا ایک گناہ کا کام نہیں ہے۔ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کے بالکل برعکس کچھ مسلمان قرآنی احکام کے ذریعے موسیقی کے جواز کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ جدت پسند مسلمان اس قدر بیباک ہو چکے ہیں کہ اسلام میں موسیقی کو جائز ثابت کرنے کے لیے دوسرے مذاہب کی مذہبی کتابوں سے موسیقی کے حق میں تائیدی جملے تلاش کرتے

پھرتے ہیں۔ تاکہ انہیں اپنے مذموم مقاصد میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو۔ ایک مستند حدیث جس کے راوی حضرت ابو سعید الخدریؓ ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتتبعن سنن الذین من قبلکم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتی لو دخلوا فی جحر ضب لاتبعتموھم قلنا یارسول اللہ الیھود والنصاری؟ قال فمن؟

(صحیح مسلم)

"یقیناً تم لوگ بھی اپنے اگلوں کی پیروی کرتے ہوئے وہی کام کرو گے جو ان لوگوں نے کئے تھے۔ حتیٰ کہ اگر وہ کسی بجو کے کوہ یا سوراخ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی اس سوراخ میں گھسنے سے دریغ نہ کرو گے۔ تو صحابہ کرامؓ پوچھنے لگے۔ یا رسول اللہ! آپ کا اشارہ یہود اور نصاریٰ کی طرف ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے" (صحیح مسلم)

علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت تمام دنیا شیطانی خیال کے اس دھارے میں بری طرح گرفتار ہے کہ انسان کے پاس جو بھی آزادی، نقل و حرکت کی آزادی وغیرہ تمام کچھ ضرور ہونا چاہیے۔ مغربی ممالک کی یونیورسٹیوں اور سکولوں میں آزاد خیالی، آزادی رائے اور مذہبی آزادیوں کی سوچ کی تعلیم کو حصہ فراوانی کی جاتا ہے۔ آزادی کا یہ تصور کہ "یہ میری زندگی ہے اور میرا دل جو چاہے گا میں کروں گا" اتنا غالب اثر رکھتا ہے کہ موسیقی کو بھی اپنے تصور آزادی میں شامل کر لیا گیا ہے۔ سی تھیوری یا خیال کو فیڈ بیک بناتے ہوئے مغربی طرز فکر کو مسلمانوں کے دماغوں میں ڈالا جا رہا ہے۔ جو کہ سراسر اسلامی شریعت یا قوانین کے برعکس ہے۔

ہمیں مغربی افکار کی اندھا دھند تقلید کرنے سے گریز کرنا چاہیے بالخصوص ایسے امور میں

جو ہمارے مذہب کے بالکل خلاف ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں غیر مسلموں کی نقالی کرنے سے منع کیا ہے۔ حدیث کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

جو کوئی جس قوم کی نقالی کرتا ہے۔ وہ اسی میں شامل ہوتا ہے۔" (سنن ابوداؤد۔ مسند احمد)

(اس حدیث کو شیخ ناصر الدین البانی نے اپنی کتاب "صحیح الجامع" (جلد 2 صفحہ 1068) میں صحیح قرار دیا ہے)

مذکورہ بالا حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور مستشرقین میں سے محمد اسد اپنی کتاب "اسلام دوراہے پر" (Islam at the Crossroads) میں لکھتے ہیں۔

"یہ مشہور اور معروف حدیث نہ صرف اخلاقی سبق مہیا کرتی ہے بلکہ مسلمانوں کو اس عمل کی ناگزیریت سے بھی آگاہ کرتی ہے۔ اگر وہ غیر مسلم تہذیب کے ظاہری پہلوؤں کو بھی اپنائیں گے تو وہ اس تہذیب میں مدغم ہو جائیں گے۔"

Asad, Muhammad 1991, Islam at the Crossroads. Lahore, Sh. Muhammad Ashraf Publishers

موسیقی اور قوموں کی زندگی

تاریخ کے مختلف ادوار میں ہم موسیقی کا کردار کچھ اس طرح دیکھتے ہیں کہ موسیقی اور گانا بجانا شیطان کے پرانے اور کارگر ہتھیار رہے ہیں جو اس نے ہمیشہ بنی نوع انسان کے خلاف استعمال کیے ہیں۔ قرآن پاک کی سورۃ اسراء (بنی اسرائیل 64 61) میں ارشاد ہوتا ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو تو اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ مجھے قیامت تک زندگی اور مہلت دے دے میں آدم اور اس کی ذریت کو راہ راست سے بھٹکاتا رہوں سوائے چند لوگوں کے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے کہا

"تو (یعنی شیطان) جس جس کو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے۔ ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا۔ مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس اور شیطان کے سب وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔" (سورۃ الاسراء۔ آیت 64)

امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں قرآن کی اس آیت کو موسیقی کے ناجائز ہونے میں بطور دلیل پیش کیا ہے۔ بعض تابعین کے زمانے کے مفسرین مثلاً مجاہدؒ، حسن البصریؒ اور ضحاکؒ جیسے اکابر کے مطابق شیطان کو اپنی "آواز سے انسانوں کو جوش دلانا محض موسیقی اور گانے بجانے سے ہی ممکن ہے۔

تاریخ کے طالب علم کو معلوم ہے کہ موسیقی اور اقوام کی تاریخ میں بہت گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ علم تاریخ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قوموں کی زندگی کے زوال اور فحش ٹرینڈز اور معاشرے میں موسیقی کے استعمال کے درمیان بڑا متناسب تعلق پایا جاتا ہے۔ ولادی میر لینن، کمیونزم کا بانی، سوویٹ یونین کے پہلے ڈکٹیٹر اور انقلابی رہنما نے موسیقی کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ کہے۔ سوسائٹی کو برباد کرنے کا آسان طریقہ اس کی اپنی موسیقی کا استعمال ہے۔

The Marxist Minstrels A Handbook on Communist Subversion of Music. 1974. American Christian College Press

قوموں کی زندگی میں ان کے زوال کے اسباب کی نشاندہی کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ لکھتے ہیں۔

"قوموں کی زندگی کا مطالعہ اور اس کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جب زندگی کی لہریں ختم ہو رہی ہوتی ہیں۔ تو زوال پذیری کا یہ اثر روحانی فیضان کے طور پر اس کے شاعروں، فلاسفروں ولیوں، سیاست دانوں میں داخل ہو کر انہیں ایسے پیاسروں میں بدل دیتا ہے جو منطق اور آرٹ کی آرائیکر سوسائٹی میں موجود خلاصت اور رفیع شی کو خوبصورت انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔"

Iqbal, Dr Sir Muhammad (Allama. (1960) Islam and Ahmadism. Lahore, Sh. Muhammad Ashraf

علامہ اقبالؒ نے اپنے ایک شعر میں بڑے اختصار سے بڑی جامع بات کہی ہے

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

(بانگ درا)

ہمارے اس دور کے ایک مسلمان موسیقار نے اپنے سامعین کو بتایا کہ میں گٹار کا استعمال محض اس بناء پر کرتا ہوں کہ گٹار کا یہ آلہ موسیقی سپینیہ کے مسلمانوں نے ایجاد کیا تھا۔ اب تاریخی طور پر ثابت نہیں ہے کہ واقعی یہ بات درست ہے یا نہیں۔ اور اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ تاریخی اعتبار سے بات درست ہے تو پھر بھی ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ سپین میں مسلمانوں کا انجام کیا ہوا۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں نے سات صدیوں تک حکومت کی لیکن بالآخر ان کا انخلاء جس ذلت، سیر شکست اور قتل عام کے ذریعے ہوا، اس کی تاریخ شاید ہی اس جیسی سفاکیت کی مثال پیش کر سکے۔ سپین کے مسلمان اپنی تخلیق کا مقصد ہی بھول گئے تھے۔ وہ حضرات وہاں کے صحابہؓ کے طرز عمل اور طرز زندگی کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ اور موسیقی اور رنگ رلیوں کے سحر میں مبتلا ہو گئے تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان مسلمانوں کو ان فضول مشاغل میں کھو جانے کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی جب سپین کے عیسائی انہیں قصابوں کی طرح کاٹ رہے تھے۔ آج سپین کے مسلمان تاریخ کی ایک کہانی ہیں اور آنے والی نسلوں کے لیے سامان عبرت۔

جب کسی قوم کا زوال شروع ہوتا ہے تو اس کی مثال ایک بہت بڑے ڈوبتے ہوئے بحری جہاز کی مانند ہوتی ہے (جیسے ٹائی ٹینک) جس وقت جہاز ڈوب رہا ہوتا ہے تو گانے والا طائفہ میوزک بجا رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ موسیقی سے لطف اندوز ہونے والے لوگ خام خیالی کی کیفیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا یہ بات معقول نظر آتی ہے کہ جہاز ڈوب رہا ہے اور لوگ اس کے عرشے پر رقص کر رہے ہیں؟ کوئی بھی ذی ہوش انسان ایسی حرکت دیکھ کر حیران و پشیمان ہی ہوگا۔ بہر حال تاریخ کے مطالعے سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان ماضی سے سبق حاصل کرنے کی بجائے بار بار شیطان کے جال میں پھنس کر وہی غلطیاں دہراتے رہتے ہیں۔ اور اس نے امریکن فلاسفر جارج سانتیانہ (George Santayana) نے بڑے واضح انداز میں کہا تھا

Those who do not remember the past one condemned to repeat it

"وہ لوگ جو اپنے ماضی کو یاد نہیں رکھتے ان سے غلطیوں کا اعادہ ضرور ہوتا ہے۔"

دہلی کی شاہی عدالت میں مباحثہ۔کون سی عورت اچھی ڈانسر ہے؟

1739ء عیسوی میں افغانستان کے بادشاہ نادر شاہ درانی نے دہلی شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔اس وقت دہلی مغلیہ سلطنت کا دارالخلافہ تھا۔جس وقت دارالخلافے کا محاصرہ کر لیا گیا تھا۔عین اس وقت مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا کے دربار میں بہت ہی "اہم" بحث چل رہی تھی۔مسئلہ زیر گفتگو یہ تھا کہ ایک گانے والی عورت جس کا نام عدت بائی تھا، ایک بہترین رقاصہ ہے یا ایک دوسری عورت کملا دیوی؟ حکمران طبقے کے لوگ اور تمام معاشرے کے فراد موسیقی اور گانے بجانے میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ انہیں یہ احساس تک نہیں تھا کہ موت ان کے سر پر منڈلا رہی ہے۔بصرے کے چند روز بعد نادر شاہ نے دہلی فتح کر لیا تو اس کے سپاہیوں نے ہر روز ہزار مسلمانوں کو قتل کیا اور سینکڑوں مسلمان عورتوں کی عصمت کو لوٹا۔

(تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی)

نواب واجد علی شاہ کا موسیقی اور گانے بجانے کا شوق

نواب واجد علی شاہ (1887 1827 عیسوی) ہندوستان کی ایک مسلم ریاست اودھ کا حکمران تھا۔واجد علی شاہ رقص و موسیقی کا بہت ہی دلدادہ تھا۔وہ طبلہ پر ٹھوکے اپنے ہاتھ سے بجایا کرتا تھا۔اور پھر جب وہ بجاتے بجاتے تھک جاتا تھا تو صرف اس وقت اپنے وزیر اعظم علی نقی کو طبلہ بجانے کے لیے دے دیتا تھا۔

(مولانا ابوالکلام آزاد غبار خاطر 1982ء صفحہ نمبر اسد مکتبہ ہاؤس)

اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ جب کوئی حکمران اپنی تلوار ایک طرف رکھ کر اپنے ہاتھ میں طبلہ اور ڈھول پکڑ لیتا ہے تو پھر کیا ہوتا ہے۔31 جنوری 1856ء کو برطانوی فوجوں نے ریاست اودھ کو فتح کر لیا اور نواب واجد علی شاہ کو جیل بھیج دیا۔جہاں پر سے گانے بجانے اور دیگر

موسیقی کے آلات سے کھیلنے کا وافر وقت ملتا ہوگا۔ ایک عرب شاعر نے درست ہی کہا تھا

اذا کانَ رَبُّ البَیتِ ضَارِباً بالطَّبل

فلا تَلُم لَاوْلَادَ علی الرَّقص

"جب گھر کا سربراہ طبلہ بجا رہا ہو تو پھر بچوں کو رقص کرنے پر الزام نہیں دینا چاہیے۔"

گویوں اور موسیقاروں کی عبرت آموز زندگیاں

جب ہم گانے والوں، اداکاروں اور فنکاروں کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان میں سے اکثر کی زندگیوں میں اس قدر اخلاقی گراوٹ پائی جاتی ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ان کا خود کو برباد کرنے والا طرز زندگی جس میں نشہ آور چیزوں کا استعمال، شہوت رانی، شراب نوشی، انکار مذہب، لذت پرستی اور لاقانونیت جیسے قبیح افعال شامل ہیں، حقیقت میں یکجا جائے تو ان میں سے اکثر لوگ خودکشی کر لیتے ہیں یا پھر نشہ آور چیزیں استعمال کرکے قبل از وقت موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ وہ جانوروں جیسی زندگی گزارتے ہیں۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ایسا پیشہ اختیار کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں

1 وان گوگ (Van Gogh) نے خودکشی کر کے اپنی جان لے لی تھی۔ یہ شخص جس آرٹ یا فن کی خاطر اس نے ساری زندگی وقف کر دی تھی اس پیشے سے بھی کوئی سچی خوشی دی اور نہ ہی ذہنی آسودگی حاصل ہوئی۔

2 مائیکل انجیلو (Michael Angelo) جس نے حضرت داؤدؑ کا مجسمہ تیار کیا تھا اور جس نے سسٹائن گرجے کی دیواروں پر مذہبی تصاویر بنائی تھیں۔ ہم جنس پرستی کی محبت کے لیے مشہور ہے اور اس کی شاعری میں عاشقانہ مزاج واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔

3 جرمن فلاسفر فریڈرک نٹشے (1844-1900ء) نے موسیقی کے متعلق اتنا کچھ کہا ہے کہ بقول اس کے زندگی میں موسیقی اتنی اہم ہے کہ اس کے بغیر زندگی کا کوئی مزہ ہی نہیں ہے۔ اس کے خیال کے مطابق موسیقی روح کی نکھری ہوئی قوت اور انتشار کو ایک اچھے اور اعلیٰ مقصد

میں تبدیل کر سکتی ہے۔ نٹشے موسیقی سے اس قدر محبت کرتا تھا کہ وہ موسیقی کو مذہب کا ہم پلہ قرار دیتا ہے۔ لیکن دوسری طرف نٹشے خدا سے اس قدر نفرت کرتا تھا کہ اس نے اپنی کتاب "Thus Spoke Zarathustra" میں واضح طور پر لکھا ہے کہ (نعوذ باللہ) "خدا مر چکا ہے۔"

حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ خدا تو ابھی بھی زندہ ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ تاہم نٹشے اپنی عمر کے آخری دس سالوں میں پاگل پن کی حالت میں رہ کر 1900ء میں مر گیا۔

4 Beethoven بیتھوون جو کہ موسیقی سے متعلق غیر معمولی رجحانات رکھتا تھا۔ ایک مغرور انسان تھا اور لوگ اس کے درشت رویے سے بہت نالاں تھے۔ اس کے بہت سی عورتوں سے معاشقے ہوئے تھے۔ مگر تمام کے تمام ہی ناکامی سے دوچار ہو کر ختم ہو گئے اور اس نے کبھی شادی نہیں کی۔ اس نے اپنی زندگی میں متعدد مرتبہ خودکشی کی ناکام کوششیں بھی کیں۔

5 مایوس اور جذباتی پن کی ایک مثال (Elvis Presley) ایلوس پریسلے کی ذات میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ وہ بھی موسیقی میں غیر معمولی شہرت رکھتا تھا۔ اس کی زندگی کا خاتمہ بھی شراب نوشی کی وجہ سے ہوا۔ کئی دوسرے فلمی ستارے شراب نوشی کی وجہ سے موت کے منہ میں جا گرے جس میں برائن جونز Rolling Stone والا، ڈینس ولسن آف Beach Boys بینڈ والا، جمی ہینڈرکس (Jimi Hendrix) اور جم موریسن آف The Doors قابل ذکر ہیں۔ گلم ہارڈن اور فرینک لیمسن بھی ایسے لوگوں میں شامل ہیں۔ اسی طرح کئی اعلیٰ درجے کے مسلمان ملکوں کے موسیقار بھی کثرت شراب نوشی سے مرے ہیں۔

آخر ایسا کیوں ہے؟ ان گانے والوں اور دوسرے آرٹسٹوں کی بدحالی اور قبل از وقت افسوسناک موت کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ نے ایسے پیشے اختیار کرنے سے منع کیا ہے جس سے معاشرے کے اندر برائیاں اور اخلاقی بگاڑ پیدا ہو۔ قرآن پاک ایسے لوگوں کے انجام سے واضح طور پر آگاہ کرتا ہے۔

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے درمیان بدکاری کی باتیں پھیلائی جائیں، ان کے لیے اس دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے"

(سورۃ نور آیت 19)

یعنی جو لوگ برائی کے بیج کاشت کرتے ہیں یعنی شہوت رانی اور موسیقی کے ذریعے برائی کو فروغ دیتے ہیں۔ بالآخر یہ نقصان انہی کو پہنچتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے پیدا کرنے والے کو فراموش کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو اس طرح بھلا دیا کہ یہ لوگ اس طرح فاحشات میں گم ہو گئے کہ کوئی شدید ترین مرض میں مبتلا ہے، کوئی عورتوں سے شہوت رانی میں محو ہے۔ اور کوئی ناچ گانے میں گم ہے۔ قرآن کے الفاظ کے مطابق

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

(سورہ الحشر آیت 119)

ترجمہ: "اور مت ہو جاؤ ان جیسے جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ پھر اللہ نے اُن کو اپنا آپ بھلا دیا وہی لوگ نافرمان ہیں۔" (الحشر 119)

باب ہشتم

سچی توبہ کرنے والوں کے قصے

"یہ دنیا (saint) اور گنہگار (sinner) میں سے ایک کو ترقی دیتا ہے اور دوسرے پر شاد ہوتا ہے جبکہ گنہگار کے پاس شاذ ہی مکمل وجدان ہوتا ہے (جس میں وہ اپنے ماضی کے گناہوں) کو بھلا سکتا ہے۔"

(آسکر وائلڈ Oscar Wilde)

اگر ہم قرآن کے اندر غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ ایک طریقہ جس سے قرآن اپنا پیغام لوگوں کے دل و دماغ تک پہنچاتا ہے، وہ سچے واقعات کا بیان ہے۔ قرآن ایک بیان ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ واقعات کے ذریعے پیغام پہنچانا زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے بہ نسبت خشک اور اریبان کے۔ انسانوں کو ایسے واقعات کی ضرورت ہوتی ہے جن کے ذریعے وہ زندگی میں کوئی سبق حاصل کر سکیں۔ اس کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ واقعات کا تعلق تاریخ سے ہوتا ہے اور قرآن ہمیں ہمیشہ تاریخ سے سبق حاصل کرنا سکھاتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاقصص القصص لعلهم يتفكرون ○ (سورہ الاعراف۔176)

ترجمہ "سو یہ واقعات سنا دیجئے تاکہ وہ لوگ غور و فکر کریں۔"

اس باب میں ایسے ہی دلچسپ واقعات پیش کئے جا رہے ہیں جن کا تعلق موسیقی کی دنیا

سے ہے۔ ان سچے اصلاحی واقعات کے ذریعے یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق توبہ کے دروازے اس وقت تک کھلے ہیں جب تک موت کی سختی شروع نہیں ہو جاتی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہ یقبلُ توبۃ العبد مالم یُغرغر (ترمذی)

''اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک اس کی جان حلق تک نہ پہنچے''

(امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ امام دارمیؒ نے بھی اس حدیث کو ریاض الصالحین میں روایت کیا ہے۔)

اگر کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے لیکن پھر سچے دل سے توبہ کر کے اپنے کردار کی اصلاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا اُس سے وعدہ ہے کہ اس کی توبہ کو قبول کرے گا اور اس پر اپنا فضل فرماتے ہوئے اسے معاف کر دے گا۔ ہماری تاریخ ایسی روشن مثالوں سے بھری ہے جس میں بہت سے لوگوں نے اللہ کے حضور سچی توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ''توبہ'' سے زیادہ پسندیدہ عمل اور کوئی نہیں ہے۔ وہ اس سے محبت رکھنے سے جڑا ہوا ہے کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے محبت ہی ہے کہ وہ کہیں آزمانا نہ چاہے وہ گناہ کے بعد اس کی طرف پلٹیں تو وہ ان پر اپنی رحمتوں کی بارش کر دے۔ قرآن پاک میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو توبہ کی نصیحت کی ہے۔

قُل یٰعبادی الَّذین اَسرفُوا علیٰ انفسھم لاتقنطُوا من رَّحمۃ اللّٰہ اِنَّ اللّٰہ یغفر الذُّنُوب جمیعًا اِنَّہٗ ھُو الغفُور الرَّحیمo

(سورۃ الزمر آیت 53)

ترجمہ (اے نبی کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ تو غفور رحیم ہے۔ (سورۃ الزمر 53)

یا اَیُّھاالَّذین اٰمنُوا تُوبوا اِلی اللّٰہ توبۃً نَّصوحًا عسی ربُّکم اَن یُّکفّر عنکم سیّاٰتکم وَیُدخلکم جنّٰتٍ تجرِیْ مِنْ تحتھا الْاَنھارُ ۝

(سورۃ التحریم)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے توبہ کرو خالص توبہ بعید نہیں کہ اللہ تمہاری برائیاں تم سے دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔"

سچی توبہ کے ذریعے ایک گناہ گار کے عالم بننے کا واقعہ

زازان تابعی کا قصہ

شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" میں مشہور صحابی رسولؐ کے دور کا اہم واقعہ لکھا ہے۔ ایک دن عبداللہ ابن مسعودؓ کوفہ میں کسی مقام سے گزر رہے تھے۔ کہ اچانک آپ نے سنا کہ چند فاسق ایک شخص کے گھر میں جمع ہیں۔ شراب کا دور چل رہا ہے اور ان کے پاس ایک مغنی زازان بھی ہے جو بانسری بجا رہا ہے اور پیارے لہجے میں گا بھی رہا ہے۔ فرمایا یہ آواز کس قدر پیاری ہے کاش اس سے قرآن پڑھا جائے تو یہ اور بھی پیاری معلوم ہو۔" پھر آپ اپنے سر پہ چادر ڈال کر آگے بڑھ گئے۔ آپ کی گفتگو زازان نے بھی سن لی۔ پوچھا کون تھے؟

لوگوں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ (صحابی) تھے۔

پوچھا کیا فرما رہے تھے؟

لوگوں نے کہا فرما رہے تھے "یہ آواز کس قدر پیاری ہے، کاش اس سے قرآن پڑھا جاتا تو پھر اس میں چار چاند لگ جاتے۔"

یہ سن کر رارانؒ بڑا متاثر ہوا اور اس کے دل پر دہشت چھا گئی۔ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور بانسری کو زمین پر پٹخ کر توڑ ڈالا۔ اور دوڑ کر عبداللہ ابن مسعودؓ کے پاس پہنچا اور اپنا رومال اپنی گردن میں باندھ لیا، گویا قیدی ہے۔ آپؓ کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ حضرت عبداللہؓ نے اسے گلے لگالیا اور دونوں رونے لگے اور فرمایا میں اس سے محبت کیوں نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ نے محبت فرمائی۔ پھر رارانؒ نے ستار وغیرہ بجانے سے توبہ کی اور گانا بجانا بالکل چھوڑ دیا اور عبداللہؓ کی صحبت میں دن رات رہنے لگا اور اس سے قرآن پاک پڑھنے لگا اور ان سے کافی علم حاصل کر لیا۔ حتیٰ کہ علم شریعت کا امام بن گیا اور کئی حدیثیں بھی روایت کیں۔

عون عبید الطالبین۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، نفیس اکیڈمی، کراچی 1989ء۔ کتاب الموسیقی من قدماء الفارابیؒ۔ دارالاشاعت، کراچی 1999ء

امام مالکؒ کی زندگی میں فیصلہ کن موڑ

امام مالکؒ کا تعلق علماء کے خاندان سے تھا۔ ان کے والد انسؒ ایک بڑے اسلامی عالم تھے۔ اس کے علاوہ ان کے تین چچا بھی شریعت کے عالم تھے۔ اپنے بچپن کے دور میں امام مالکؒ کا پسندیدہ مشغلہ اپنے پالتو بندروں کے ساتھ کھیلنا تھا۔ امام مالکؒ نے بہت خوبصورت آواز پائی تھی جس کی وجہ سے ان کی خواہش تھی کہ جب وہ بڑے ہوں تو وہ گلوکار (singer) بنیں۔ ان کے بڑے بھائی نضر بن انسؓ کا شمار اسلامی علماء میں ہوتا تھا اور مدینہ کے علمی حلقوں میں اچھا خاصا جانے پہچانے جاتے تھے جبکہ اس وقت امام مالک کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

ایک دن انسؓ (امام مالک کے والد) نے دونوں بھائیوں سے فقہ کا ایک سوال پوچھا۔ نضر بن انس نے فوراً ہی صحیح جواب دے دیا جبکہ امام مالک اس کا جواب نہ دے سکے۔ اس پر ان کے والد نے فرمایا "بندروں کے ساتھ کھیلنے نے تمہیں خراب کر دیا"۔ بعد میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ ان کے والد کے اس

رد عمل پر وہ اپنے بڑے بھائی سے رشک کا شکار رہتے تھے اور اس سے تعلیمی میدان میں مقابلے کا ارادہ کر لیا۔ اپنے وقت کے بڑے اسلامی عالم ابن ہرمزؒ کے پاس دین کی تعلیم کی غرض سے 7 سال تک جاتے رہے۔

اس کے علاوہ ایک اور واقعہ نے بھی امام مالک کی زندگی کو بدلنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جب وہ نوجوان تھے تو ایک دفعہ انہوں نے اپنی والدہ کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ بڑے ہو کر گلوکار بننے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جواب میں ان کی والدہ نے انہیں ڈانٹا ڈپٹا نہیں بلکہ بہایت نرم لہجے میں انہیں سمجھایا ' میرے بیٹے چونکہ تمہاری شکل وصورت گانے والوں جیسی نہیں ہے۔ اس لئے تم گلوکار نہیں بن سکتے۔' والدہ کا یہ جواب امام مالک کی زندگی میں فیصلہ کن موڑ ثابت ہوا اور امام مالک نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ بڑے ہو کر اسلام کے عالم بنیں گے، اسلئے انہوں نے بقیہ زندگی اسلام کا علم سیکھنے اور سکھانے میں گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔

Al-Awadi, Dr Hesham (2004). The Four Great Imams California, USA Awakening.

عمر بن عبدالعزیزؒ کی اپنے بیٹوں کے استاد کو ایک نصیحت

مسلمان خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ جو اپنے عدل و انصاف اور اللہ سے تقویٰ کی وجہ سے پانچویں خلیفہ راشد شمار کئے جاتے ہیں۔ شاہی گھرانے میں پیدا ہونے کے سبب وہ بہت زیادہ خدمتی نہ تھے اور جس طرح کے ماحول میں انہوں نے پرورش پائی، وہاں موسیقی و رگانا بجانا عام تھا۔ ان کی زندگی ان تفریحات سے بھری ہوئی تھی جن کی ہر کوئی خواہش کرتا ہے۔ ان کے پورے خاندان میں ان جیسے دیدہ زیب لباس کوئی نہ پہنتا تھا۔ 87 ہجری میں جب وہ مدینہ کے گورنر کی حیثیت سے نامزد ہوئے تو صرف ان کا ذاتی سامان لے جانے کے لیے 30 اونٹ استعمال ہوئے لیکن 99 ہجری میں جب وہ امت مسلمہ کے خلیفہ بنے تو ان کی زندگی میں انقلاب آ گیا۔ انہوں نے اپنی عیش پسند زندگی کو چھوڑ اور عاجزی، پرہیزگاری، تقویٰ اور عدل و انصاف کے طریقے کو اختیار کیا۔

ان کے تقوی اور پرہیز گاری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب وہ فوت ہونے تو روم کے عیسائی بادشاہ نے یہ کہہ کر انہیں خراج عقیدت پیش کیا کہ "وہ حضرت عیسیٰ کا دوسرا جنم تھے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس بادشاہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

شاہی ماحول میں پرورش پانے کی وجہ سے وہ گانے بجانے کے تباہ کن اثرات سے بخوبی واقف تھے۔ بلکہ ان کا حال یہ تھا کہ "میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں جس میں ڈالے گئے ہیں۔" یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے پہلی بار اپنے بیٹوں کو ان کے استاد بھیل کے پاس بھیجا تو ایک خط میں درج ذیل نصیحتیں بھی لکھ بھیجیں۔

"تمہاری تعلیم و تربیت سے سب سے پہلا عقیدہ جو تم میں پیدا ہو وہ آلات موسیقی سے نفرت ہے جس کا آغاز شیطان کی طرف سے ہے اور انجام اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ میں نے فقہاء سے سنا ہے کہ باجوں کی محفل میں جانا گانے سننا، وہاں کا شوق دل میں ہونا نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی گھاس پیدا کرتا ہے۔ میری جان کی قسم، عقل مند آدمی کیلئے ایسے مقامات پر نہ جانا اور نفلی نوافل سے بچ جانا زیادہ آسان ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ دل میں نفاق جم جائے۔" (تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی)

اپنے بیٹوں پر ہی موقوف نہیں آپؒ نے اس معاملے میں رعایا سے بھی کوئی رعایت نہیں برتی چنانچہ اپنے گورنروں کے نام حکم جاری کیا

"یہ عجمی لوگ چند چیزوں سے، جس کو شیطان نے ان کی نگاہ میں مزین کر دیا ہے، دل بہلاتے تھے، پس اپنے ہاں کے مسلمانوں کو ان چیزوں سے روکو۔ بلکہ اب وقت آگیا ہے کہ وہ لوگ کتاب اللہ سے احکامات معلوم ہو جانے کے ساتھ ہی ان چیزوں کو بھی چھوڑ دیں چنانچہ ان کو نغمول کاموں، لہو، لعب اور گانے بجانے سے روکو، اور اگر وہ نہ رکیں تو انہیں حد میں رہتے ہوئے سزا دو۔"

(کتاب طبقات الکبیر از ابو عبداللہ محمد بن سعد (مطبوعہ دہلی)

ڈاکٹر بلال فلپس

ٹورانٹو کے نائٹ کلب میں گٹار سٹ سے اسلامی فقہ میں پی ایچ ڈی تک کا سفر

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا تُوبُوٓا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسٰى رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ (سورہ التحریم آیت 8)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو پلٹو اپنے رب کی طرف سچی توبہ بے امید ہے تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

توبہ کا دروازہ ہر کسی کیلئے کھلا ہے لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے مثالی توبہ کی۔ ڈاکٹر بلال فلپس انہی لوگوں میں سے ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے سعودی عرب کی یونیورسٹی آف مدینہ سے 1979ء میں "اصول الدین" میں B A کی ڈگری حاصل کی۔ 1979ء سے 1987ء تک ریاض کے ہائی سکول میں اسلامی علوم پڑھانے کے بعد وہ انگلینڈ روانہ ہو گئے جہاں سے انہوں نے یونیورسٹی آف ویلز سے اسلامی علوم میں Ph D کی ڈگری حاصل کی۔

1971ء میں اسلام قبول کرنے سے پہلے ڈاکٹر بلال فلپس جس کا تعلق کینیڈا سے ہے موسیقی سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے ایک لیکچر کے دوران، وہاں پر موجود نوجوانوں کے ایک گروپ نے "اسلام میں موسیقی کا کیا مقام ہے؟" کے متعلق سوالات پوچھے، دراس سلسلے میں ان کے ماضی میں موسیقی کے ساتھ تعلق اور پھر موسیقی کا چھوڑنا بھی زیر بحث آیا جس کے جواب میں ڈاکٹر فلپس نے یہ بیان دیا

"حقیقت، اصل یہ ہے کہ میں نہ صرف موسیقی سنتا تھا بلکہ خود بھی گانے بجانے کا ماہر تھا۔ میں راک میوزک کے مختلف آلات موسیقی خود بجاتا تھا۔ 1970ء کی دہائی میں میں گٹار بجاتا تھا اور ٹورانٹو (کینیڈا) کے ایک نائٹ کلب کے ساتھ گایا کرتا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد شروع میں تو مجھے کسی نے نہیں بتایا کہ اسلام میں موسیقی حرام ہے، اس لئے

میں ٹورنٹو کے مختلف نائٹ کلبوں میں گانا بجانا کرتا رہا۔ میں کینیڈا کے شہر وینکوور (Vancour) میں بھی میوزیکل شو کرتا تھا۔ تاہم اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے یہ محسوس کرنا شروع کیا کہ جب میں نائٹ کلب میں ہوتا تھا تو وہ مجھے ایک مختلف دنیا لگتی تھی۔ میرے میوزیکل گروپ کے باقی تمام لوگ کارمشیات کا استعمال کرتے تھے۔ نائٹ کلب میں تقریباً ہر شخص ہی نہ کسی چیز کا نشہ کرتا تھا اور وہاں پر صرف میں ہی ایک ایسا شخص تھا جس کی عقل سلامت تھی اور گو کہ میں جسمانی طور سے وہاں پر موجود ہوتا تھا لیکن میں وہاں کے حالات کا مشاہدہ کر رہا تھا اور مجھ پر بہت جلد واضح ہو گیا کہ وہ ماحول کتنا منحوس تھا۔ اب میرے لئے یہ ممکن نہ رہا تھا کہ میں اس کا حصہ بنا رہوں۔ اس لئے میں نے خود ہی فیصلہ کر لیا کہ میں موسیقی کو خیرباد کہہ دوں۔ میں نے اپنے تمام آلات موسیقی اور ریکارڈ بیچ ڈالے یا ضائع کر دیئے۔ بعد میں اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد مجھ پر یہ آشکارا ہوا کہ موسیقی اسلام میں حرام ہے۔

میں اس بات سے بخوبی واقف ہوں کہ لوگوں پر موسیقی کے اثرات بہت گہرے ہوتے ہیں۔ یہ بہت شدت والے اور انسان کو لت لگانے والے (Addictive) ہوتے ہیں۔

موسیقی کے اثرات اتنے شدید ہوتے ہیں کہ لوگ سی بھی سنے ہوئے گانا اپنے ذہن میں دہرا سکتے ہیں جو انہوں نے دس سال پہلے سنا ہو۔ گانا حرف بہ حرف مکمل طور پر وہاں موجود ہوتا ہے کیونکہ وہ انسان کے دل میں جگہ بناتا ہے اور آہستہ آہستہ انسان کا دل ایسے گانوں سے بھر جاتا ہے۔ پھر جب وہی انسان، قرآن اور حدیث پڑھتا ہے تو وہ انسان کے دل میں گھر نہیں کر سکتے کیونکہ قرآن اور گانے ایک ہی جگہ نہیں رہ سکتے۔ ہم جتنی زیادہ موسیقی سنیں گے، ہمارے دل میں روحانی چیزوں کے لئے اتنی ہی کم جگہ ہوگی یعنی قرآن، حدیث اور دیگر دینی علوم۔ اور یہ اثر موسیقی جسے اکثر علماء اسلام نے "شیطان کا قرآن" کہا ہے، وہ دل میں اپنی جگہ بنا لیتی۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ موسیقی ہمارے اوپر اثر انداز نہیں ہوگی اور ہم صرف پڑھائی کرتے

ہوئے یا کوئی کام کرتے ہوئے اُسے سنتے ہیں لیکن انسان کا دل و دماغ اس طرح کام کرتے ہیں۔ اگر ہم کسی سسٹم میں "data" مسلسل ڈالتے رہیں تو اس میں تبدیلی آنا شروع ہو جاتی ہے لیکن یہ تبدیلی فوراً نہیں ہوتی بلکہ آہستگی سے ہوتی ہے۔ دراصل گانے انسان کے تحت الشعور پر اثر انداز ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ انسان کے کردار اور رویے کو تبدیل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور یقیناً یہ چیز انسان کو اللہ سے دور کرتی ہے کیونکہ اگر موسیقی اور گانا بجانا انسان کو اللہ سے قریب کرتا تو اسلام نے اس کی ممانعت نہ کی ہوتی۔ اس لئے ایک مسلمان کے لئے موسیقی کی عادت سے چھٹکارے کا مطلب ہے کہ وہ اپنے پاس موجود تمام گانے بجانے کے ریکارڈز، کیسٹس، سی ڈیز (CDs) وغیرہ سے چھٹکارہ حاصل کرے کیونکہ ہم موسیقی سے ایسی حالت میں تو بچ نہیں سکتے کہ ہمارے پاس یہ چیزیں بدستور موجود ہوں۔ ایسی صورت میں ان میں دوبارہ ملوث ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ایسی چیزوں سے دور رہیں۔ تلاوتِ قرآن زیادہ سے زیادہ سنیں۔ عربی زبان سیکھنے کی کوشش کریں تاکہ جب ہم قرآن سنیں تو ہمیں اس کے معانی سمجھ آئیں۔ ہمیں ایسے لوگوں کی صحبت میں رہنا چاہیے جو اس طرح کے گناہ کے کاموں سے دور رہتے ہیں کیونکہ اگر ہم ایسے لوگوں سے دوستی کریں گے اور ایسے لوگوں کے ساتھ وقت گزاریں گے جو ہر وقت موسیقی سنتے رہتے ہیں تو ہمارے اس گناہ میں دوبارہ پھنس جانے کے امکانات بہت زیادہ ہوں گے۔"

اسی طرح ایک دوسرے موقع پر ڈاکٹر بلال فلپس نے بتایا کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا اور موسیقی سے توبہ کر لی تو وہ اپنے گھر میں اپنے غیر مسلم دوستوں کو اسلام کی دعوت و تبلیغ کرنے کے لئے بلایا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا

"میں نے یہ نوٹ کیا کہ میرے گھر میں مدعو غیر مسلم دوست احباب جب مجھ سے گفتگو میں مصروف ہوتے تھے تو وہ کچھ اکتاہٹ محسوس کرتے تھے کیونکہ ہمارے کمرے میں بیک گراؤنڈ میں موسیقی نہیں چل رہی ہوتی تھی۔ انہیں اسی چیز کی کمی کا احساس ہوتا تھا۔ دراصل یہ مغربی تہذیب کا بہت بڑا اسٹگنڈہ ہے کہ چاہے ہم کسی ڈیپارٹمنٹل سٹور میں ہوں یا ریسٹورنٹ میں ہوں یا گاڑی میں ہوں، ہر وقت موسیقی پس منظر میں چل رہی ہو۔ ہر دم موسیقی سے بدتر یہ

ہونے سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ ہم ہر وقت دنیاوی لذات اور مادی خواہشات میں غرق رہیں اور اللہ کی یاد سے غافل رہیں۔ وہ اس بات کی یقین دہانی کرتے ہیں نہ تمارے پاس تمارا وقت نہ ہو کہ ہم اپنی زندگی کے اصل مقصد کے بارے میں سوچ سکیں۔''

یہ ایک حقیقت ہے کہ موسیقی اور گانے بجانے کا اصل مقصد انسان کی روح کو سلا کر اس کے جسم کی خواہشات کو بیدار کرنا ہوتا ہے۔ بقول اقبالؒ

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقامات بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ جسم کو بیدار

اس کے برعکس قرآن انسان سے ایک بنیادی سوال پوچھتا ہے

''فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ'' (سورہ التکویر 26)

ترجمہ ''اے انسان تو کہاں جا رہا ہے؟''

آخر ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ ہماری موت کا مقصد کیا ہے؟ آخر کس سمت میں جا رہے ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں جو قرآن ہم سے کرتا ہے اور صرف وہی اس کے جوابات بھی مہیا کرتا ہے۔

مصری گلوکاراؤں اور رقاصاؤں کی توبہ کے واقعات

میڈیا اور موسیقی کی دنیا آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والی ہوتی ہے۔ جب لوگ گلیمر کی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو اس کی چمک اور شہرت کی وجہ سے اکثر اپنے حواس کھو بیٹھتے ہیں۔ موسیقی اور فلم کی صنعت کو میڈیا کی جانی طاقت (seductive power) کی وجہ سے نظروں کو خیرہ کر دینے والا بنایا جاتا ہے لیکن حقیقت میں یہ دنیا بہت تاریک ہے۔ کوئی بھی گلیمر کی اس دنیا کے تاریک اور بھیانک پہلو کا ذکر نہیں کرتا کیونکہ جو بھی اس بلیک ہول (Black Hole) میں جاتا ہے گم ہو جاتا ہے اور واپس نہیں آ سکتا کہ اپنا حال زمانوں کو بتائے۔ تاہم کچھ مقدس روحیں ایسی بھی ہیں جو موسیقی کی تاریک دنیا سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئیں اور پھر انہوں نے ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے بقیہ زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا۔ حال ہی میں مصر کی ٹی وی، فلم اور ریڈیو شوز کی فنکاراؤں اور گلوکاراؤں میں ایک دلچسپ اور حیرت انگیز تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے کہ ان

میں سے خاصی بڑی تعداد نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ شہرت کو پس پشت ڈالے اور بقیہ زندگی خدا کے لئے وقف کرنے کا فیصلہ کر رہی ہیں۔

شوبز کی دنیا کی مشہور رقاصہ سحر حامدی نے حال ہی میں اپنا یہ فیصلہ سنایا ہے کہ وہ شہرت کی زندگی کو خیر باد کہہ کر خدا کی ایک نائب بندی کے طور پر بقیہ زندگی گوشہ گمنامی میں گزاریں گی۔ موسیقی کی دنیا کو ترک کرنے کا فیصلہ دراصل سحر حامدی کے اندر ہونے والی حق باطل کی ارتنائی کشمکش کا نتیجہ ہے جس سے آخر میں آخر میں عمل اخلاقی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اس معاملے میں سحر حامدی اکیلی نہیں ہیں جنہوں نے موسیقی کی دنیا کو خیر باد کہا ہے۔

1980ء کی دہائی میں ایک مذہبی لہر کے زیر اثر بہت سی گلوکاراؤں اور اداکاراؤں نے موسیقی اور فلمی دنیا سے توبہ کی اور "دوبارہ پیدا شدہ مسلم" (Born again Muslims) بن گئیں۔ وہ خواتین جنہوں نے اپنے ماضی سے اللہ کے ہاں توبہ کی ان میں گانے "لا تظلم النساء" کی اداکارہ حنا شروت، گلوکارہ یسمین الخیام، مشہور بیلے ڈانسر (belly dancer) زی زی مصطفےٰ، رقاصہ ہالہ الصافی اور سحر حامدی شامل ہیں۔

Said, Summer (August 2006, Rajab 1427). Egyptian Celebrities Turn to Religion. Young Muslim Digest

ان فلمی اداکاراؤں، گلوکاراؤں اور رقاصاؤں نے مصر میں یہ طریقہ بنالیا ہے کہ جب بھی میڈیا کی دنیا کی کوئی عورت توبہ کر کے ان میں شامل ہوتی ہے تو وہ مل کر آنے والی بہن کے اعزاز میں ایک پروگرام مرتب کرتی ہیں جس میں وہ اجتماعی طور پر تلاوت قرآن کرتی ہیں اور نئی آنے والی کو اپنے حلقے میں خوش آمدید کہتی ہیں۔ یہ تمام خواتین مل کر مسلمان عالم کی افکار پر سنتی ہیں۔

(ملک عباس اختر اعوان، فلم و دنیائی خواتین قرآن کے سائے میں، 2006ء لاہور، ناشران عرصہ لمیٹڈ)

گلیمر کی دنیا میں ایک زمانے میں شہرت کی بلندیوں کو چھونے والی ان نائب خواتین کی زندگیوں میں انقلاب لانے میں مصر کے عالم شیخ محمد متولی الشعراوی کا بہت دخل ہے۔ الشعراوی

نے اپنی تقاریر اور خطبوں میں ایسی خواتین کو اس بات پر ابھارا کہ وہ ایسے علاج پیشوں کو ترک کریں اور خدا کی یاد پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔ اس تبلیغ میں وہ نوجوان مبلغوں یعنی مصر کے عمرو خالد اور یمن کے شیخ حبیب بن علی کا بھی بہت دخل ہے۔

Said, Summer (Aug2006) Egyption celebrities turn to religion.

فلمی و موسیقی کی دنیا سے وابستہ سبھی صرف مصر کی گائے والیوں تک محدود نہیں۔ لبنان کی گلوکارہ عروبہ اور تیونس کی تاج بھی ان سعید روحوں میں سے ہیں جنھوں نے موسیقی سے توبہ کی اور اسلام پر چلنے کا عہد کیا۔ جب موسیقی سے تائب یمنی الخیام سے پوچھا گیا کہ کیا آسے اس بات پر حیرانگی نہیں ہوتی کہ کس طرح تھوڑے سے عرصے میں کئی خواتین نے گانے بجانے سے توبہ کی تو یمنی نے ایمان بھرے لہجے میں جواب دیا "ہمیں اس بات پر تو حیرانگی ہو سکتی ہے کہ ایک بچہ غصے میں ماں کی گود چھوڑ کر چلا جائے لیکن اگر وہی بچہ اپنی ماں کی گود میں واپس آجائے تو ہمیں حیرانگی نہیں ہونی چاہیے۔" (ملک عباس اختر اعوان، فلمی دنیا کی تین قرآن سے سے میں)

یہاں ہمیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جن خواتین نے فلمی اور موسیقی کی دنیا سے توبہ کی ہے وہ اب پبلک میں جا کر اپنے چہرے کا دیدار نامحرم مردوں کو نہیں کرواتیں۔ انہوں نے تو اب اپنی تمام زندگیاں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے وقف کر دی ہیں۔

جنید جمشید، پاپ میوزک سے اللہ کے راستے تک

جنید جمشید پاکستان کے مشہور سابق پاپ سنگر ہیں جو 1964ء میں پیدا ہوئے۔ پاکستان کے تاریخ کے سب سے پہلے پاپ بینڈ وائٹل سائنز (Vital signs) میں وہ لیڈ گلوکار (Lead Singer) تھے اور اسی دور میں وائٹل سائنز نے 1987ء میں اپنے مقبول عام گانے "دل دل پاکستان" کی وجہ سے ملک گیر شہرت حاصل کی۔ دراصل پاکستان کے پاپ میوزک میں جنید جمشید پہلے میوزک سٹار تھے۔

اپنے کیریر کے عروج پر جنید جمشید نے گلیمر اور شہرت کی دنیا سے پیٹھ موڑ کر اپنے آپ کو اسلام کے لیے وقف کر دیا۔ 2003ء میں جنید نے پاپ سٹار کے طور پر اپنے کیریر کو ختم کرنے کا اعلان کیا تاکہ وہ باقی زندگی گزار سکیں۔ برطانیہ کے ویب رسالے "Muslim Voice" کو انٹرویو کے دوران جنید جمشید نے اپنی زندگی کے انقلابی موڑ کے متعلق بتایا

"میری زندگی کا سب سے یادگار موقع وہ ہے جب میں اپنے ایک دوست کے ساتھ تبلیغ 1997ء میں تبلیغی جماعت کے ساتھ اللہ کے رستے میں نکلا۔ اس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ اب تک میری زندگی کتنی بڑی غلطی ہے اور مجھے بدلنا چاہیے۔"

Gohr Shasta (April 09, 2005). Junaid Jamshed From Pop Stardom to the Path of Allah (http://www.muvuk.co.uk)

تاہم 1997ء کے بعد جنید کو یہ بات سمجھنے کے لئے مزید 5 سال لگے کہ ان کا موسیقی کا کیریر اور اسلام ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ 14 اگست 2003ء میں جب جنید نے آفیشل پاپ میوزک کی دنیا کو الوداع کہا تو اپنے انٹرویو میں بتایا "یہ میرے لیے بہت مشکل فیصلہ تھا۔ موسیقی نہ صرف میرا جنون، میرا کیریر اور ذریعہ معاش تھی بلکہ مجھے صرف یہی پتہ آتا تھا۔"

موسیقی کی صنعت کو چھوڑ کر اسلام کی روشنی کی طرف سفر کے بعد جنید جمشید نے ریڈی میڈ کپڑوں کے فیشن سٹور کے بزنس کا پاکستان کے دس شہروں میں آغاز کیا۔ "آزمائش کے قلیل عرصے میں ہم نے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی ہے۔ لگ میں کوئی بزنس مین نہیں ہوں۔ یہ سب اللہ کا کرم ہے۔ وہ ہمارے چھوٹے چھوٹے اعمال کو بھی دیکھتا ہے اور اس کے انعامات بے حساب ہیں۔" جنید جمشید نے بتایا۔

جب جنید جمشید نے موسیقی کی صنعت کو چھوڑنے کا اعلان کیا تو میڈیا میں بہت شور و غوغا تھا۔ موسیقی کی دنیا اس خبر پر حیران تھی اور پریشان بھی۔ جنید جمشید کے مداحوں (Fans) نے اپنے پسندیدہ سنگر کو کھونے پر ماتم کیا۔ جنید جمشید کے الفاظ میں "شروع میں لوگوں نے یہ سوچا کہ میں پاگل ہو گیا ہوں۔ ان لوگوں کے لئے یہ باور کرنا مشکل تھا کہ ایک شخص جو اس

ناپسندیدہ شمار تھا اور آج وہی شخص اُن سے کہہ رہا ہے کہ جو کچھ وہ ماضی میں کرتا تھا وہ غلط تھا۔ مزید یہ کہ اب وہ شخص انہیں اس چیز (اسلام) کی طرف بلا رہا ہے جس پر وہ عمل پیرا نہیں ہونا چاہتے۔"

آج لمبی داڑھی کیساتھ شلوار قمیص میں ملبوس جنید جمشید ایک اسلامی عالم دکھائی دیتے ہیں درحقیقت میں وہ بہت تیزی کے ساتھ اس راہ پر گامزن ہیں۔ انہوں نے انٹرویو میں واضح کیا کہ ان کے لیے پاپ میوزک کو چھوڑنا کیوں ضروری تھا:

"میں گانا گاتے ہوئے سوچتا تھا کہ میرے سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی کسی کی بہن اور کسی کی بیٹی ہے اور میں رسول اللہ ﷺ کی امت کی بیٹیوں کو کس کام پر لگا رہا ہوں اور ایسی لڑکیوں کی کوکھ سے جنم لینے والے بچے محمد بن قاسمؒ، صلاح الدین ایوبیؒ نہیں بن سکتے۔ آج اُمت کو گانے والوں کی ضرورت نہیں بلکہ محمد بن قاسمؒ، خالد بن ولیدؓ، ضرار بن ازورؓ، ابو عبیدہ بن جراحؓ جیسے عظیم لوگوں کی ضرورت ہے اور وہ نیک ماؤں کے پاکیزہ جذبات، نیک تمناؤں اور ان کی حیا، عفت اور پاکدامنی سے وجود میں آتے ہیں۔"

جنید جمشید نے اپنے میوزیکل کیریئر کے بام عروج پر شہرت کو ٹھکرا کر زندگی کی نئی سمت میں سفر شروع کیا، پہلے موسیقی اُن کا جنون تھا۔ اب اسلام انکی زندگی ہے۔ جنید نے اپنی پوری زندگی اسلام کی تبلیغ کیلئے وقف کر دی ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ نہیں اپنے فیصلے پر کوئی پچھتاوا نہیں۔ (ملک اختر عباس اعوان علمی زندگی سے تعلق رکھنے والے ستارہ شناس کے مطابق میں 2006ء لاہور ائیر پورٹ پر)

میں اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں لوگوں کو گناہ اور خدا کی نافرمانی کی دعوت دیتا تھا اور اب میں انہیں خدا کی رضا اور اس کے دین کے لیے کام کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ مجھے اپنی ماضی کی شہرت والی زندگی کو چھوڑنے کا کوئی افسوس نہیں۔ میری نئی زندگی سادہ، پاک اور خوبصورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کریں تو دنیا میں ہی ہماری زندگی جنت بن جاتی ہے۔ لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ انکا عیاشی کا دور کبھی ختم نہ ہوگا۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس دنیا میں خوشی، غم، اچھا اور برا سب

عارضی ہیں۔ ہمیں یہ سب کچھ سمجھنا چاہیے قبل اس کے کہ بہت دیر ہو جائے۔

Gohr. Shamsta (April 09, 2005) Junaid Jamshed From Pop Stardom to the Path of Allah (http://www.mvuk.co.uk)

شیخ یوسف ایسٹس۔ موسیقی کے بزنس سے تبلیغ اسلام تک

امریکی نومسلم شیخ یوسف ایسٹس (Yusuf Estes) امریکہ کی کنجرویٹو فیملی میں پیدا ہوئے۔ ان کی فیملی اور آبا و اجداد نے پورے امریکہ میں بہت سے چرچ اور مدرسے قائم کیے۔ بھی شیخ ایسٹس پرائمری سکول میں تھے کہ ان کے گھر والے 1939ء میں ٹیکساس کے شہر ہوسٹن نقل مکانی کر آئے۔

نئی نوجوانی کے دور میں شیخ یوسف ایسٹس نے موسیقی کی مختلف اقسام میں دلچسپی لینی شروع کی۔ بالخصوص مذہبی موسیقی (Gospel Music) اور کلاسیکل موسیقی، چونکہ ان کا پورا خاندان مذہب اور موسیقی کا دلدادہ تھا، اس لیے انہی دونوں میدانوں میں شیخ ایسٹس نے علم حاصل کرنا شروع کیا۔ اگلے چند سالوں میں امریکہ کے مختلف گرجوں میں انہوں نے بطور مذہبی موسیقی کے پادری (Music Minister) کے کام کیا۔

چونکہ اپنی تعلیم اور تجربے کے لحاظ سے شیخ ایسٹس ایک عظیم موسیقار تھے، اس لیے 1960ء میں انہوں نے آلات موسیقی (Keyboard Musical Instruments) کی لوگوں کو تعلیم دینا شروع کی۔ 1963ء میں ان کی مدرسی کامیابیوں کی وجہ سے ریاست میری لینڈ (Maryland) کے شہر لاریل (Laurel) میں انہوں نے اپنا سٹوڈیو (Estes Music Studios) بنالیا۔ اس کے علاوہ دیگر بزنس کمپنیاں جو شیخ یوسف ایسٹس اور ان کے والد چلا رہے تھے ان میں Estes Music Company اور Estes piano & organ Co شامل تھے۔ وہ اور ان کے والد منافع کے لیے پورے ملک میں میوزک اور ٹی وی بیچنے کے سٹور کھولے تھے۔ شیخ یوسف کو NAAMM (National Association of American Music Manufacturers) کی رکنیت بھی حاصل تھی۔

Estes. Yusuf (2006) Personal email Communication Washington D.C

شیخ یوسف اسٹیس موسیقی کی صنعت کے ساتھ کئی سال منسلک رہے۔ پھر 1991ء میں ایک عرب بزنس مین محمد کو بطور مہمان اپنے گھر ٹھہرانے کا موقع ملا۔ شیخ یوسف کے ذہن میں اسلام کے متعلق وہ تمام شبہات تھے جو آج میڈیا پھیلاتا ہے۔ محمد نے وہ تمام شبہات شیخ اسٹیس کے ذہن سے رفع کئے۔ بالآخر شیخ یوسف اسٹیس نے اپنی بیوی، بچوں اور والدین سمیت اسلام قبول کر لیا۔ آج ان کی بیٹی نقاب کرتی ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد شیخ یوسف اسٹیس نے اسلامی علوم باقاعدگی کے ساتھ حاصل کئے اور موسیقی کے پیشے سے توبہ کر لی۔ آج کل وہ امریکی مسلمانوں کے لیے National Muslim Chaplain کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور امریکی فوج، درسگاہوں اور جیلوں میں اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔

باب ہفتم

اختتامی کلمات

Oh! Music is music and Islam is Islam,

and never the twain shall meet"

(آہ! موسیقی، موسیقی ہے اور اسلام، اسلام ہے

اور موسیقی ہے اور اسلام کا ملاپ کبھی نہیں ہو سکتا)

اب جبکہ ہم اس کتاب کے اختتام پر پہنچ چکے ہیں۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ اس کتاب میں پیش کئے گئے دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسیقی اسلام میں حرام ہے۔ سوائے چند خاص حالات میں، موسیقی کا مسئلہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر آٹے میں نمک کے برابر چند چھوٹے موٹے علماء یہ بھی دیں کہ موسیقی سننے کی اسلام میں اجازت ہے تو یہ بات اس مسئلے کو اختلافی نہیں بنا دیتی۔ فقہی آراء میں اختلاف تب قابل قبول ہوتا ہے جبکہ وہاں اجتہاد کی گنجائش ہو۔ اور یہ تب ہوتا ہے جب آراء میں اختلاف بہت ہو۔ یہ صورت موسیقی کے مسئلے میں نہیں ہے کیونکہ ہر دور میں تقریباً تمام علمائے اسلام کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ موسیقی حرام ہے۔ ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ایک دو عالموں سے تو غلطی ہو سکتی ہے لیکن علمائے اسلام کے سوادِ اعظم سے غلطی نہیں ہو سکتی جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَایَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃ

اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر مجتمع نہیں کرے گا۔ (ترمذی کتاب الفتن)

یہ صرف اکثر علمائے اسلام کا موقف ہے کہ موسیقی کی حرمت پر اجماع ہے بلکہ کچھ علماء کے مطابق موسیقی سننے سے دل میں منافقت پیدا ہوتی ہے۔ امام مالکؒ سے جب موسیقی کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا

اِنَّمَا یَفْعَلُهٗ عِنْدَنَا الْفُسَّاق.

"یہ فعل ہمارے ہاں صرف فاسق اور گنہگار لوگ ہی کرتے ہیں۔"

ہمیں یہ بات نوٹ کرنی چاہیے کہ امام مالک 93ھ سے 179ھ تک مدینہ میں رہے۔ یہیں وفات پائی۔ یہی جگہ جو اصحاب رسولؐ کا مسکن تھا۔ اس بنا سے امام مالک کا موسیقی کے متعلق فتویٰ دراصل اصحاب مدینہ کی رائے بلکہ ان کے اجماع کو ظاہر کرتا ہے اور اسے موسیقی کے خلاف اسلامی قانون کی بنیاد سمجھا جا سکتا ہے

اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ موسیقی انسانی ذہن کو خدا کی یاد سے غافل کرتی ہے۔ اس وجہ سے اسلام نے نہ صرف موسیقی بجانا بلکہ سننا بھی حرام قرار دیا ہے۔ یہ شراب اور معیشت کی حرمت کی طرح ہے کیونکہ یہ چیزیں بھی انسان کی عقل کو مفلوج کرتی ہیں۔ موسیقی و گانے کا عام ہو جانا دراصل قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

موسیقی اور گانا بجانا سننے والوں کے دل میں منافقت، گناہ، غفلت، شہوت اور بہت سی دوسری روحانی بیماریاں پیدا کر دیتا ہے۔ موسیقی روح کی غذا نہیں بلکہ روح کا کینسر ہے۔ موسیقی سے انسان کا وقت، پیسہ اور توانائی ضائع کرتا ہے۔ موسیقی دل پر زنگ چڑھا دیتی ہے جسے قرآن کے الفاظ میں "ران" کہا گیا ہے۔ (سورۃ المطففین آیت نمبر 14)

سائنسی دلائل کی روشنی میں اس کتاب میں تفصیل سے یہ دکھایا گیا ہے کہ موسیقی و گانوں کے بول صرف ایک کان سے داخل ہو کر دوسرے کان سے نہیں جاتے بلکہ وہ بھی بہت کچھ کر ڈالتے ہیں۔ موسیقی لوگوں کو اس مقام پر لیجاتی ہے کہ ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ماؤف ہو جاتی ہیں اور وہ اپنے سفلی جذبات کے غلام بن جاتے ہیں۔ موسیقی انسان

کی عقلی صلاحیتوں کے توازن کو بگاڑتی ہے۔ روحانی ترقی میں رکاوٹ منتج ہے۔ اور اخلاقی قدار کو تباہ کرتی ہے۔ موسیقی اور گانے انسان کے جذبات کو بھڑکا کر اس کے حیوانی وجود کو بھڑکتے جبکہ ملکوتی اور روحانی وجود کو سلاتے ہیں۔ بقول اقبالؒ

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقامات بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ، جسم کو بیدار
(اقبالؒ)

موسیقی رنا کاری اور نشہ کرنے کے لیے سیڑھی کا کام دیتی ہے۔ کیونکہ یہ اپنے سامعین میں سے شرم وحیا کو ختم کر دیتی ہے۔ میوزک اور ناچ گانے کو حکومتیں میڈیا میں عوام کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ موسیقی کی طاقت اس حقیقت میں پنہاں ہے کہ یہ انسان کی عقل کو بجائے اس کے جذبات اور شعور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بعض دفعہ تو محقق جان سلوبودا (John Slobada) کی تحقیق کے مطابق لوگ یہ دعوی تک کرتے ہیں کہ ان کا موسیقی سے تعلق دنیا کی ہر شے سے تعلق سے زیادہ مضبوط ہے۔

M. R. Jones & S. Holleran (Eds.) Cognitive Bases of Musical Behaviour Washington DC: American Psychological Association

اس کتاب میں پیش کی گئی بعض سائنسی تحقیقات یہ واضح کرتی ہیں کہ موسیقی نوجوانوں کے زندگی اور دنیا کے متعلق نکتہ نظر پر غالب اثر کرتی ہے جس میں ان کا زندگی گزارنے کا طریقہ (Life style) نفسیاتی اور جنسی نشوونما فیشن، کلچر اور ان کے اپنے والدین سے تعلقات شامل ہیں۔ امریکہ کے نومسلم عالم اسلام اور صوفی بزرگ شیخ نوح حم کیلر (Nuh Hamam Keller) سے ایک مرتبہ یہ پوچھا گیا کہ کیا ریکارڈ ہوئی موسیقی سننے کی اسلام میں اجازت ہے؟ شیخ کیلر نے درج ذیل جواب دیا

"کچھ لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ریکارڈ ہوئے میوزک کو سننے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ تو ریکارڈنگ سے آ رہا ہوتا ہے۔ اگر کوئی موسیقار اس وقت وہ میوزک بجا رہا نہیں ہوتا۔ یہ

رائے قابل اعتنا نہیں کیونکہ 2002ء میں امریکہ میں ریکارڈ کئے ہوئے میوزک (یعنی گلوکاروں کی کیسٹس، CD وغیرہ) کے بکنے سے جو آمدنی ہوئی وہ 12 بلین ڈالر تھی۔ جبکہ گلوکاروں اور موسیقاروں کے پروگراموں میں رو برو گانے سننے والوں سے جو آمدنی ہوئی وہ 17 بلین ڈالر تھی۔ اس سے یہ واضح ہے کہ لوگ یہ خریداری صرف موسیقی کی وجہ سے کرتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی کم از کم چھ (6) صحیح حدیث واضح طور پر موسیقی اور گانے بجانے کو حرام قرار دیتی ہیں۔ پس اگر دل میں تقویٰ اور ایمان موجود ہے تو حکم شریعت صاف طور پر سنت موسیقی کو حرام قرار دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے یہ فرمایا تھا اور ہمارے فائدے کیلئے فرمایا تھا اور راہ سلوک کے مسافر (سالکین) بخوبی جانتے ہیں کہ تو سے پہلے کے دور کے سنے ہوئے موسیقی کے راگ اور گانوں کے بول ہمارے ذہنوں سے محو کرنا کتنا مشکل ہوتا ہے تاکہ ہم حلاوت قرآن کی حلاوت محسوس کر سکیں۔ اور وہ ہماری روح پر اثر کر سکے، غیر وغیرہ۔

اگر ہم موسیقی کی فطرت پر غور کریں تو یہ دراصل بغیر کسی تمیز کے موسیقار کے نفس کا اظہار ہوتا ہے۔ تو اس کے گندے نفس کو ہم اپنے نفس میں کیوں داخل ہونے دیں۔ موسیقی کے زہریلے اثر کا افلاطون و رہبت سے دوسرے مفکرین نے بخوبی اندازہ لگا لیا تھا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ موسیقی سننا، میوزیکل کانسرٹس میں جانا جائز ہے وہ اندھے ہیں اور جو فقہا ایسے فتوے دیتے ہیں وہ بھی اندھے ہیں کیونکہ فتوے کا ایک مقصد تزکیہ نفس ہوتا ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝

ترجمہ: کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ (سورہ الشمس)

اللہ نے قرآن میں سمیل شریعت کا یہی مقصد بتایا ہے۔ یہ فتوے کا اصل مقصد ہے (Interest of fatwa) یہ اس لیے نہیں ہوتا کہ لوگوں کو چھوٹ دے دی جائے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ آج کے کئی نام نہاد مفتی یا مفتی فتویٰ کے اصل مقصد کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جنہیں اس کا اندازہ نہیں ہوتا کہ تزکیہ نفس کیا چیز ہے۔ ہم جو فتویٰ دے رہے ہیں۔ اس کا پوچھنے والے شخص کی روح پر کیا اثر ہوگا۔ ہمارے فتوے کے نتیجے میں اس شخص کے دین کا کیا بنے گا۔

یہ ایسا مقصد ہے جس پر فتویٰ دینے والے کو وقف ہونا چاہیے۔ اور اسے اس کا التزام

کرنا چاہیے اور ہمارے دور میں کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو تلاش میں ہیں لیکن وہ حقیقی متقی نہیں ہیں چاہے انہوں نے تمام مذہبی فقہی ساری کتابیں زبانی یاد کر لی ہوں اور چاہے وہ جامع ازہر میں امام ہوں۔ یہ کسی بھی اور جگہ اگر وہ فتویٰ دیں گے کہ موسیقی حلال ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ نہیں موسیقی کے انسانی نفس پر اثرات کا علم نہیں اور انہیں انسانی نفس پر امریکن میوزک کے اثر کا بالخصوص پتہ نہیں۔"

Keller, Sheikh Nuh Ha Mim (2002 - 2005). Is listening to the recorded music permissible? (audio) (http://www.sunnipath.com)

آج مسلمانوں کا موسیقی میں انہماک ایک بیماری نہیں بلکہ ایک بڑی وبا ہے ایک علامت ہے ایسی جس دنیا اور جس نفس۔ یہ مسلمانوں کی قرآن اور سنت سے دوری کا نتیجہ ہے۔ آج وہ مسلمان جو اپنے آپ کو ماڈرن مسلمان (Modernists) کہلواتے ہیں اور غیر مسلموں کے سامنے اسلام کا معذرت خواہانہ جدید ایڈیشن پیش کرتے ہیں انہیں اپنے نظریات پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ انہیں اب دنیا کو اپنے "قامغرب کی عینک سے دیکھنا چھوڑ دینا چاہیے جس کے مطابق تفریح کے ذرائع صرف وہی ہیں یعنی موسیقی و فلمیں۔ اگر سوسائٹی کی اکثریت بری کر رہی ہے تو یہ بات اس برائی کو جائز نہیں بنا دیتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے اس دور میں بھی کئی عالمی شہرت یافتہ گلوکاروں اور گلوکاراؤں نے اس کام سے توبہ کی اور دنیا کے لیے روشنی کا منارہ بنے۔ جیسے کہ پچھلے باب میں بیان ہوا ہے۔

ہمیں ایسی چیزوں کے پیچھے نہیں بھاگنا چاہیے جو ہمارے دلوں کو عارضی تسلی دیتی ہیں اور بعد میں ہمیں خالی پن کا احساس (Feelings of emptiness) ہوتا رہتا ہے جو دراصل احساس گناہ کی ایک قسم ہے۔

اس کتاب کا آخری حصہ ان خوش نصیب مسلمانوں کے لیے ہے، جو موسیقی میں غرق ہیں لیکن وہ اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور روحانی ترقی کے خواہشمند ہیں۔ انہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ کے ہاں توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ وہ آج ہی اللہ کے ہاں اپنے ماضی کی گناہوں

والی زندگی سے سچی توبہ کر کے اور اسلام کے احکامات پر حتی الامکان مکمل طور پر عمل کر کے دنیا کے لیے ایک روشن مثال بن سکتے ہیں۔ اس کتاب کا اختتام برطانیہ کی نومسلم جرنلسٹ خاتون یوئی رڈلے (Yvonne Ridley) کی آنکھیں کھول دینے والی سطور پر کیا جاتا ہے:

''سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ مسلمان امت میں سے کوئی شخص سٹیج پر چڑھ کر خوشی سے ناچے اور چیخ چلا کر گانا بجانا کرے جبکہ پوری دنیا میں مسلمانوں پر ظلم و ستم کے اتنے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ پوری مسلم دنیا میں ہمارے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی رگوں سے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ موسیقی کے شائقین اور ہیروز کے ناموں کے نعرے لگانے اور ان کے ساتھ گانا گانے کے شور و غوغا میں اُن مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی چیخوں کی آوازیں دب کر رہ جاتی ہیں، جنہیں ازبکستان کی تاریک جیلوں میں ابلتے ہوئے پانی میں زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو (میوزیکل کنسرٹس میں چیخنے چلانے اور ہاتھ ہلانے کی بجائے) کشمیر، افغانستان، چیچنیا، فلسطین اور عراق میں اپنی بہنوں اور بھائیوں کو انصاف دلوانے کے لیے چیخیں چلائیں اور اپنے ہاتھوں کو ہلائیں..... اے مسلمانو! جاگو! مسلمان امت کا خون رس نہیں رہا بلکہ تیزی سے بہہ رہا ہے۔ جو چیز حرام ہے اسے مت سنو! پوری دنیا میں آباد اپنی گلوبل مسلم فیملی کی آہ و پکار کو سنو!''

Ridley, Yvonne (April 24, 2006) Pop Culture in the Name of Islam.
(www.dailymuslims.com)

الحمد للہ کتاب کا اختتام ہوا

کیا آپ معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں؟

اصلاح معاشرہ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ لوگوں تک حق بات پہنچائی جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ (صحیح مسلم)

"جو شخص، کسی نیک کام کی طرف، کسی دوسرے شخص کی راہنمائی کرے گا، اسے نیک کام کرنے والے کے برابر اجر اور ثواب دیا جائے گا۔"

آیئے اصلاح معاشرہ کے کام میں دین اسلام کی مدد کریں۔ آپ کی دی ہوئی کتابوں کی وجہ سے جس گھر میں جو اچھے اثرات ہوں گے، آپ اُس اجر میں برابر کے شریک ہوں گے۔ ڈاکٹر گوہر مشتاق کی اصلاح معاشرہ کے موضوع پر کتابوں کے سیٹ کو خرید کر اپنے رشتہ داروں کو تحفے میں دیں۔

1.....ایک آنکھ والا دجال

2.....موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

3.....انسانی دل اور قبولِ اسلام۔ ایک مذہبی اور سائنسی تجزیہ

4.....معرکۂ روح و بدن

5.....پردہ: عقلمند خواتین کا انتخاب

6.....دجالی دور اور مسلم نوجوان

7.....داڑھی کی اہمیت قرآن و سنت اور جدید سائنس کی روشنی میں

8.....ویلنٹائن ڈے۔ بُت پرست رومیوں کا تہوار

9.....سورۃ الواقعہ کی سائنٹفک تفسیر

10.....سورۃ یٰسٓ کی تفسیر: کتاب و سنت اور جدید تحقیقات کی روشنی میں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

11---- تزکیۂ نفس، اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں

12 ..... روزے کے روحانی اور طبی فوائد۔قرآن، حدیث اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں

13 ..... اللہ کی مدد کیوں نہیں آ رہی؟

14 ---- دجالی دور اور مسلم خواتین

15 ---- مسلم نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ

16 ..... عرشِ الٰہی سے لٹکتی قندیلوں میں، سبز پرندوں کے دلوں میں

17 ---- تاریخ کا سبق

تبلیغی مقاصد کے لئے پورا سیٹ یا بڑی تعداد میں کتابیں خریدنے پر خصوصی رعایت۔
تفصیلات کے لئے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔مکتبہ خواتین میگزین، منصورہ ملتان روڈ۔لاہور
فون نمبر: 042-35435667 / 0321-4708024